بانگ دُھل

استاد امام الدین گجراتی

☆

سن اے عمر، سن اے عمر، بکر خالد و خالد و فاروق
محفوظ ہیں ہمارے ہر طرح جملہ حقوق
کوئی شخص توڑنے کی جرات نہ کرے
کیونکہ یہ ہے ہمارے خزانہ سخن کا صندوق

بانگ دہل

یعنی مجموعہ کلام

جناب نازسخن بانیِ ادب ملک الشعراء حضرت استاد امام الدین

ایم اے، بی اے، پی ایچ ڈی، ایل ایل ڈی (US.A,A.SS)

اعزازی گجراتی

☆

اک یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ
اک ناولو قصہ افسانہ ہیں ہم لوگ
مذہبی اور قومی شمع جلتی رہے
اس بات کے فقط پہ وانہ ہیں ہم لوگ
(استاد)

از نقل برطابق اصل یعنی ناول و قصہ۔۔۔ خادم

التماس ناشر

میں انتہائے ارادت اور غایت خلوص سے حضرت استاد کے کلام معجز نظام کا یہ جدید نسخہ ابنائے ملک کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ مجھے اس سعادت پر فخر ہے، کہ تاجدار اقلیم سخن طوطیِ گلزار ہند حضرت استاد امام الدین صاحب، ایم، اے، بی اے۔ پی، ایچ ڈی (اعزازی) کے عہد شباب و دور پیری کی نازک خیالی اور نکتہ سنجی کے گرانمایہ نقوش جو گزشتہ کئی سال سے بے مہری یاران وطن کے باعث کنج خمول، اور گوشہ، ڈھول میں پڑے تھے۔ آج میری حقیر کوشش سے منصہ شہود پر آ رہے ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ گرامی قدر استاد کی فقید المثال شاعری پر ایک طولانی تبصرہ کروں۔ لیکن میرے رفیق محترم ملک عبدالرحمان صاحب خادم، بی، اے۔ ایل، ایل بی نے اس قدر جامع مفصل اور سہل الفہم تقریظ لکھ دی ہے، کہ اس کے پڑھنے کے بعد ناظرین کو جگت، استاد کی شخصیت، شاعرانہ کمال اور ندرت بیان سے پورا، پورا تعارف ہو جاتا ہے، بہر نوع خادم صاحب نے بانگ دہل اور صور اسرافیل کو زیادہ دلچسپ، پر لطف اور بامعنی بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، جس کے لیے نہ صرف میں اور حضرت استاد ہی صاحب ممدوح کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارے ہزار ہا ناظرین جو اس کتاب کا مطالعہ بنظر تعمق فرمادیں گے۔ جناب خادم کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور ہوں گے بالآخر مجھے امید ہے کہ ارباب فہم و نظر ہماری کوششوں کی داد دیں گے۔ اگر احباب نے ہماری حوصلہ افزائی تو انشاء اللہ آئندہ زیر نظر عروس اُقم کو ہر لحاظ سے بہترین بنانے کی کوشش کی جاوے گی۔۔۔

دیباچہ

دنیا میں ہزاروں نامور پیدا ہوئے۔ لاکھوں باعزت و ذی شان ہستیاں عالم غیر محسوس سے منصۂ شہود پر آئیں۔

صدہا شاعر، ادیب، اور لبیب صحیفہ قدرت کی ورق گردانی کر کے جوہر قلم دکھا گئے۔ غالب، سودا، تقی، انیس، امیر، وغیرہ نے اپنے والہانہ نقوش سے عالم پر ایک کیف طاری کر دیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت استاد والا شان جناب نازسخن بانی، ادب استاد الشعراء طوطی ءسخن حضرت استاد امام الدین صاحب، ایم، اے۔ بی اے۔ ایل، ایل، ڈی۔ پی۔ ایچ، ڈی (اعزازی) جیسا شاعر آج تک پیدا نہیں ہوا۔

۲۔ ترکیب القاب میں بے شک ایک بے ترتیبی معلوم دیتی ہے۔ لیکن تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت استاد مدظلہ کا ایم، اے ہونا آپ کو بی، اے ہونے سے مستغنی نہیں کرتا، کیونکہ استاد بے شک بانی ءادب ہونے کی حیثیت سے بی، اے ہیں۔ مگر ایم، اے (موجد ادب) ہونا آپ کو قبل از بنائے ادب بھی حاصل تھا۔

۳۔ حضرت استاد جہاں بی، اے، (بانی ادب) اور ایم، اے (موجد ادب) ہیں۔ وہاں بفضل تعالیٰ، ایل، ایل، ڈی بھی ہیں جو لاثانی المعانی ڈگری کے مترادف ہے۔ اس موقع پر یہ واضح کر دینا قرین مصلحت ہے، کہ حضرت استاد حصول القاب کے لیے کسی یونیورسٹی کا مرہون منت ہونا اپنے لئے باعث ہتک سمجھتے ہیں۔ مندرجہ بالا القاب تو گجرات کی خوش قسمت اور بیدار بخت پبلک کی نذر عقیدت ہے۔ جس نے جناب استاد کے فقید المثال کی خوشہ چینی کی۔

۴۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس وقت جب کہ بانگ دہل کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ استاد صاحب کے القابات میں بعض اور القابات کا اضافہ ہو کر استاد صاحب پی، ایچ، ڈی (فاضل ڈگری) اے، ایس، (A.s.s) یعنی انسر شعر

وشاعر یاوریو، ایس، اے (U.S.A) یعنی استادشعراء عالم بھی ہو چکے ہیں۔ اس خطاب آفرینی میں سیال کوٹ کے اہل ذوق کا بھی حصہ ہے۔ جنہوں نے سیال کوٹ میں جناب استاد صاحب کی شان میں ایک عظیم الشان مشاعرہ جناب شیخ روشن دین تنویر پلیڈر سیالکوٹ کی زیر صدارت منعقد کیا۔ اور اہالی سیال کوٹ کی طرف سے جناب برادرم مسعود شاہد صاحب ایم، اے نے پی، ایچ کی ڈگری استاد صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ اور بتایا کہ پی، ایچ، ڈی سے مراد فاضل ڈگری ہے۔ A,S.S اور U.S.A کی ڈگری حلقہ ادب گجرات کی طرف سے، جناب چوہدری محمد اسلم صاحب ای، اے، سی گجرات نے بتقریب یوم یکم اپریل 1944ء استاد صاحب پر وارد فرمائیں۔

۵۔ سرزمین گجرات بھی عجیب وغریب اور بوقلم اثمار پیدا کرنے کی وجہ سے خطہ یونان ہے۔ اس میں شعرا بھی ہیں اور ادیب بھی۔ مذہبی آدمی بھی ہیں اور آزاد منش بھی۔ شعرا میں سے کئی صاحب دیوان ہیں۔ بعض بقول خود ہندوستان کے مشہور انشاء پرداز اور شاعر بے مثال بھی ہیں۔ مگر حضرت استاد کو بجا طور پر یہ فخر حاصل ہے، کہ آپ کے سر پر اغیار نے بنائے ادب اور ایجاد ادب کی معانی اور لاثانی دستار باندھی۔ ع

زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو

۶۔ حضرت استاد صاحب (جیسا کہ آپ کے کلام سے ظاہر ہے) ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار شاعر ہیں۔ جناب جہاں فطری طور پر شاعر واقع ہیں۔ وہاں متقدین کے کلام سے استفادہ کرنے میں بھی آپ نے اپنے قیمتی وقت کا ایک حصہ کثیر صرف کیا ہے۔

۷۔ جناب کو علم عروض میں ایک خاص ملکہ ہے۔ چنانچہ آپ عنقریب ایک عظیم الشان کتاب شاعری کا پرنسپل شائع فرمانے والے ہیں۔

۸۔حضرت استاد جہاں جسمانی ڈیل ڈول کے لحاظ سے دیگر شعرا سے ممتاز ہیں۔وہاں ان کا کلام بھی دیگر شعرا پر غیر معمولی فوقیت رکھتا ہے۔وہ استاد الشعرا بھی ہیں۔اور امام الشعراء بھی۔بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس فن شاعری کا استاد موجد ہے اس کے پیش نظر یہ کہنا بھی بجا ہے، کہ استاد دین الشعراء کا امام بلکہ مجسم دین ہے۔اس لئے استاد امام الدین کا نام کا ہر ہر لفظ با معنی اور پر از حکمت ہے۔

۹۔حضرت استاد ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔1902ء سے آپ نے شعر کہنا شروع کیا۔گویا استاد کا جو کلام آپ کے سامنے ہے وہ چالیس سالہ مشق سخن کا نتیجہ ہے۔ابتدا میں چونکہ مشق نہ تھی۔اس لئے ابتدائی کلام میں وہ رنگینی و بلند پروازی نہیں، جو بعد کے کلام میں بدرجہ اولیٰ موجود ہے۔رفتہ رفتہ حضرت استاد نے اپنی شاعرانہ طبع کو مشق کی جلا دے کر ایک جوہر قابل دنیا کے سامنے پیش کیا۔سننے والوں نے ابتدا میں اسے ایک عجیب چیز تصور کیا، مگر جلد ہی استاد نے اپنے کلام کا سکہ سب کے دل پر بٹھا دیا۔کلام کی قبولیت اور شہرت ہوئی، اور خوب ہوئی، بچے، بچے کی زبان پر استاد کے اشعار جاری ہو گئے۔حاکم، افسر، وکیل، بیرسٹر، پروفیسر، امیر، غریب غرض کہ چھوٹے بڑے نے استاد کے کلام کو ایک معجزہ تصور کیا۔

۱۰۔حضرت استاد کے مشاعرہ گاہ میں قدم رکھتے ہی ہال دیوار قہقہہ بن جاتا ہے۔لوگ خوشی سے بلیوں اچھلنے لگتے ہیں، اور چھت شگاف نعروں اور بہجت خیز تالیوں سے استاد کا استقبال کیا جاتا ہے۔دوسرے شعراء کا کلام سننے کی کسی کو تاب نہیں رہتی۔استاد، استاد کہہ کر صاحب صدر کو مجبور کیا جاتا ہے۔کہ حضرت استاد کے کلام سے مشاعرہ کا افتتاح کیا جائے۔حضرت استاد کے کھڑے ہوتے ہی ایک عالم محشر بپا ہو جاتا ہے۔آخر انہی قہقہوں کے شور میں حضرت استاد اپنا کلام معجز نظام پڑھنا شروع کرتے ہیں۔اور پہلے مصرع کے ختم ہونے سے قبل ہی اس کی داد حاضرین تالیاں بجانے اور ہنس، ہنس کر لوٹنے، اچھلنے کودنے، اور ایک دوسرے پر

بے تحاشا گرنے سے لگتے ہیں۔ حضرت استاد اتنا وقفہ ایک بت سیمیں کی طرح خاموش تماشہ کرتے رہتے ہیں۔ الغرض ہر مصرعہ کے اختتام پر یہی نظارہ ہوتا ہے۔

آخر کار کلام نے اپنا اثر دکھایا۔ جناب میاں احسان الحق صاحب سیشن جج۔ مسٹر سی، کنگ ڈپٹی کمشنر۔ دیگر افسران، وکلا، اور روسائے شہر کی موجودگی میں جناب میاں احسان الحق سیشن جج نے، بی، اے (بانی ادب) کی اعزازی ڈگری حضرت استاد کی خدمت میں پیش کی، جس کو جناب استاد نے بصد احسان قبول فرمایا۔ علی ہذا القیاس نازِ سخن، ایم، اے (موجد ادب) اور ایل، ایل، ڈی (لاثانی المعانی ڈگری) ملک الشعراء پی، ایچ، ڈی (فاضل ڈگری) A , S , S (افسر شعر وشاعری) اور U.S.A. (استاد شعراء عالم) کی ڈگریاں حضرت استاد کی خدمت میں پیش کی گیں۔ ان ڈگریوں کا حضرت استاد نے اپنے معجزانہ کلام میں بعض مقامات پر ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

فوق پر چمکے گا اک دن قسمت اختر میرا
اس طرح گر اور بھی دو چار سنداں ہو گئیں

قسمت اختر کی دیدہ زیب اضافت ملاحظہ ہے اور ع

بزم سخن کا آج شکریہ ادا کرتا ہوں میں!
جس سے ڈگری بی، اے، ایم، اے کی لیا کرتا ہوں میں

(لیا کرتا ہوں میں کا اتصال ملاحظہ ہو۔

پھر فرماتے ہیں!

شکر لاکھ ان کا جنہوں نے ہے مجھ کو
دیا لقب وا خطاب ملک الشعراء کا
کبھی، بی، اے، ایم اے سے پی، ایچ، ڈی ہوں
کبھی نام پاتا ہوں فخر الشعراء کا

خصوصیات کلام

حضرت استاد مدظلہ کے کلام کی چند خصوصیات یہ ہیں:

آپ اکثر فرماتے ہیں کہ شاعر کی مثال معمار، شعر کی مکان، اور اس کے الفاظ کی اینٹوں سے ہے۔ جس طرح معمار کو اینٹوں کے توڑنے جوڑنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کی جوڑ توڑ، تقدم و تاخر، تذکیر و تانیث، جمع و واحد کے متعلق شاعر مطلق العنان ہے، بلکہ جس طرح اینٹوں کے جوڑے توڑے بغیر مکان نہیں تعمیر ہو سکتا۔ اسی طرح الفاظ کو توڑنے کے بغیر شعر تیار نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کی کلام میں اکثر الفاظ و تراکیب کو بالکل نئی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱)

تب تک مجھ کو نہ مانا وہ کھلاڑی کھیل کا
جب تلک میری نہ تن سو ساٹھ رمزاں ہو گئیں

(۲)

شبِ دیجوری میں بام پر سے انہیں بلایا جو گڑ گڑا کر
مثال کوئل آواز آئی کہ کچھ تو شرم و حیا کیا کر

(۳)

اتر کے نیچے وہ شوخ چشماں غضب سے بولا یہ تھرتھرا کر
کبھی جو آئندہ ایسا کیا تو تن سے رکھ دوں گا سر جدا کر

(۴)

مجنوں نہیں رہا کہ میں لیلیٰ نہیں رہا
ناقہ نہیں رہا کہ میں محمل نہیں رہا

(۵)

تم ہجو کرتے ہو پردے حجاب میں
استاد تم کو کہہ دیا دوست جناب میں

(۶)

حضور انور کا کیس میزان ہے
نہ ماچس ہے چرٹ سگریٹ نہ پان ہے

ب۔تذکیرو تانیث:۔

(۱)

نہیں یہ وقت اب شرم و حیا کی
ہوا آئی ہے یورپ ایشیاء کی
گئی رونق وہ گیسو کا کال کی
رہی موسم نہ اب زلفِ دوتا کی

۲

کیسے کھلے گا باب وہ نصرت و فتح کا
جس جا پہ نام حیدر وصفدر نہیں آتی۔

۳

گر گئے لات و منات و اور کسریٰ کے محل
جب شہ والا کا دنیا میں ولادت ہو گیا
نسبت نبیؐ کے ساتھ کیا وقت شہنشاہ لے سکے
فرش سے عرش تک جس کا حکومت ہو گیا

نہیں دیکھی شکل جس نے کبھی غضنفر کا

ج۔ جمع و واحد۔

گل نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
تیری طرح مگر میں عنا دل نہیں رہا

جب جناب مصطفےٰ کے دین کی مدد ہوئی
سابقہ دیوت ہر کس بے حقیقت ہو گیا!

سر بستہ رز گر کوئی خفیہ سور تھا
کھانا کسی حکیم سے شکر مشور تھا۔

سدم کی ہستی مٹاتے نہیں کسی وقت
تیر و تفنگ نیزہ، خنجر نہیں ستی

رفقت کا رزکت کا نیاں ہے۔
اس نے میر زمانہ دوستاں ہے

مترادفات

استاد مترادفات کا بھی استاد ہے۔ یعنی کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لیے وہ مترادفات المعنی الفاظ بکثرت استعمال کرتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

جو تو گاؤ ساتھ بیٹے کے مگر لیکن
نہ پوچھو حالِ دل میر حسن خنجر کی پھٹی اس

ہے فن استاد کی اے یا خداوند کریم
جھوٹ برطانیہ کا دل کا دائم پرچم چاہیے

گر گئے لات و منات و اور کسریٰ کے محل
جب شر والا کا دنیا میں ولادت ہو گیا!

جب بگڑو گے مثال ہندوستانیوں کے
تو ہمسر ہو گے کبھی زندیوں کے

توجہ آپ نے گر کی کبھی مثل مسیح کے
تو چھپ پھر یہ ہوتا ہے سب جگر زخم میر

خد دے حوصلہ صبر و قنعت آپ وگوں کو
بدر گاہ خدوندی میں ہم فریاد رتے یں
نسبت نی کے ساتھ کیا وقت شہنشہ ے سکے
فرش سے تا عرش تک جن کا حکومت ہو گیا

ن شعر میں دو کا ورے ساتھ و مگر کا یکن کے ساتھ عمداً نہیں بلکہ کلام کی روانی کے باعث خود بخود ہو گیا ہے لیکن مندرجہ ذیل اشعر میں متر دت کا ستعمال عمداً وضاحت و تشریح کے خیال سے ہے۔

معانی کے خواستگار ہیں مطلق نہ ان کو اب
ٹھٹھ تخول و مسخری ہاسا کرے کوئی

علم و دب کی جان شرفت کی روح یں وہ
کیوں ان کو جھل، پاگل و رسوا کرے کوئی

کس نے تم رحم کرتے ہی نہیں ستاد پہ
بارہا جب کورنش بندگی سدما ہو گئیں

للہ خد کے واسطے میرے نے ان کو
شاعری کے علم و فن سے شناسا کرے کوئی

پہلا مصرع فصاحت کا مرقع ہے، للہ بھی خد کے وسطے، بھی پھر میرے سے بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کس قدر رجاحت ہے۔

ہوا کیا جو نہیں آئے بہشتی ماشکی دری
فلک چھڑکاؤ کر دے تو گلاب عطر و پوڈر کا

سر بستہ راز گر کوئی خفیہ اسور تھا
کھانا سی حکیم سے شترف خور تھا

یہ جوت جہاں سے کہہ رہا ہوں سبق یہ تیجوں سے مت پڑھ کر
خدیشہ خطرہ ہے خوف دل کو کہ لے نہ جائیں تمہیں ڈر کر

دنیا میں کوئی بادشاہ ہم نے یہ نہیں دیکھا جیسا کہ جرّن!
بالکل نادق، پاگل، بے وقوف، احمق، دیوانہ ور و حیات

گر بشر سمجھے تو اس جگ میں اس کو
بہشت بریں اور جنت ہیں آنکھیں

اُستاد کے کلام میں تاریخیں

پہلے شعر کے کلام میں بے شک تاریخیں بھی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ حروف ابجد کے حساب سے نکالی جاتی ہیں۔ تاریخ نکالنے کے لئے جمع و تفریق کے قواعد کے مطابق محنت کے ساتھ حساب لگانا پڑتا ہے۔ پھر اس قدر کدو کاوش کے بعد سنہ و سال تو معلوم ہو جاتا ہے لیکن مہینہ، تاریخ و دن پھر بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔

لیکن ُستاد کے کلام سے یہ تم نقائص قطعی طور پر دور ہیں۔ کیونکہ ستاد نے جو یہ رنگ تاریخ نکالنے کا یجاد کیا ہے، وہ جہاں ب کل قریب لفہم ہے وہاں مکمل بھی ہے۔ مثالیں مد حظہ ہوں۔

زلزے کوئٹہ کی تاریخ یوں بیان فرماتے ہیں۔

تھ ُنی سو پینتیس مہینہ مئی کا
کتی تریخ تن بجے شب گئی کا

سر سکندر وزیر عظم پنجاب کی وفات کی تاریخ مد حظہ ہو۔

سن بتالی مہ دسمبر کی ستائی یہ ہو
ہو گیا ُستاد تیر خص کر مرثیہ خوں

نو ب سر فضل علی مرحوم کی تاریخ وفات یوں نکاتے ہیں۔

سن بتال تیس اکتوبر جمعہ کے روز کو
بنی ہوئی لے گئی ہ قفس تن کو روح نکال

ڈ کٹر سر محمد قبال کی تاریخ وفات بیان فرماتے ہیں۔

ُنی سو ٹھتی کو کیا دیکھتے ہیں
مرگِ قبال موت و قص دیکھتے ہیں

ستاد صاحب کے یل۔ یل۔ ڈی ہونے ں تاریخ مد حظہ ہو

سن ُنی سو تیس کا ات کیم پریل ہے
یاد رکھنا تیرن سو ٹھتی ہے ہجری قل

ایک حاسد کو یوں مخاطب فرماتے ہیں

چندرہ اپریل سن چھتیس جو تم نے ہجو پڑھی تھی
اس کے جواب میں ہے میری طرف سے یہ پیش گنڈوڑ محمد حسین

۲۔ شاعر کا سب سے بڑا کام زبان کو تقویت دینا ہے۔ چنانچہ میر، غالب، داغ میر، امیر اور دیگر شعراء نے زبان اردو میں کئی الفاظ اور جدید تراکیب ایزاد کر کے اردو کو بہترین متن بنایا بعینہ اس طرح حضرت استاد نے بہت سے بالکل نئے الفاظ اردو میں شامل کیے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

بدل کر قافیہ کردوں میں شکریہ سیشن جج کا
جنہوں نے دم قدم سے ہے مشاعرہ بج بجکا

طفیل سبحان ول غنیمت ہے وقت آج کا
اب ٹھہرے رہو قدرے نہ غوغا پاؤ گز گنج کا

دیگر سکول و کالج و مدرسے دیکھے
کہ معرکہ بنا ہو جنگ وجدل کا

نپولین اعظم سے بھی سنا میں ہار نہیں
وہ کون سا میدان ہے ہوتا جو سر نہیں

بھند منہ مضمون د مار چڑ بھادیں جیں د کوئی نکتہ د ن ہوند

کد میں شعر پنجابی پسند رد جے میں پں منڈ ن نگلستن ہوند

ٹرسٹ بو ڈ دایت می گو کھند اسپر نٹنڈنٹ پولیس کپتان ہوند

عہدہ پاندا ڈپٹی کمشنری دا کدھر سے سیکرٹری یہ مشکوک ن ہوند

سب اسٹر یر سٹر تحت رہندے عزت آبرو فخر گمان ہوند

علی ہذ القیاس صدہا مثالیں مل سکتی ہیں جن کو بخوف طوالت میں ناظرین و ل کرم کے سے چھوڑتا ہوں۔ حضرت ستاد کی یک تشبیہہ بغرض طر وت دماغ لکھ دیتا ہوں۔ مسلم مڈل سکول کی مدح کرتے ہوئے، ن کی ہیڈ ماسٹر کے متعلق فرماتے ہیں۔

دنیا میں ہیڈ ماسٹر دیکھے ہزار یک

عبد لحفیظ ہے کانِ بدخشاں کے مول کا

مثل بنگال بنک ہے ن کا دل و دماغ

فائدہ ٹھاؤ علم کی دولت حصول کا

ستاد کے کلام کی یک خصوصیت یہ ہے کہ ستاد نے گل و بلبل، شمع و پروانہ، مجنوں، لیلیٰ و راس قسم کے دیگر مضامین کو مبتذل قرار دے کر کلی طور پر ترک کر دیا ہے۔ ور ن کی بجائے روزمرہ کے مضامین کو عام فہم زبان میں پیش کیا ہے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

زمانہ کے متعلق جو چاہے گا

وہی ستاد چھا سخند ن ہے

کرتے ہیں شعر ور بھی ستاد نامور

لیکن جدید رنگ میں ہم سا نہیں کرتے

جو زمانہ پیش آئے اس پہ رکھتا ہوں نگاہ
نہیں بلبلوں کا تذکرہ گل کا گلہ کرتا ہوں میں

چنانچہ

مریم کرے کوئی یا عیسے کرے کوئی
فرعون کرے کوئی یا موسیٰ کرے کوئی

وہی مصرعہ [illegible] نظم [illegible] کسی کی حق میں مثال ہے۔

۱۴۔ باقی شعراء نے بے شک صحیفۂ قدرت کی ورق گردانی کی ہے اور مناظر قدرت دکھانے میں زور قلم صرف کیا ہے لیکن ہمارے استاد کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے آپ کو بذات خاص قدرت کی ہر چیز میں تبدیل کر کے خود اس کے متحمل ہوئے ہیں۔ جیسا کہ استاد محترم سعدین دنیا کے ہر ساں میں "دو نظم" سے ظاہر ہے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

گل نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
تیری طرح مگر میں عنادل نہیں رہا
کیوڑہ نہیں رہا کہ صندل نہیں رہا
روغن نہیں رہا کہ میں جائفل نہیں رہا
زیرہ نہیں رہا کہ میں فلفل نہیں رہا
گوند نہیں رہا کہ میں زیل نہیں رہا

۱۵۔ استاد کے کلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ قافیہ کی بندش کے وقت استاد اس کے جواز یا عدم جواز سے قطع نظر کر کے سب سے زیادہ توجہ قافیہ کی طرف دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اشعار میں ایک خاص ترنم پیدا ہو جاتا ہے جیسے کہ۔

پیو گے جب زمزم
برسے گا نور چھم چھم
کلمہ پڑھو گے دم دم

سابقہ مداح ہوں میں بھی خاص مسٹر کنگ کا
سادگی ہے اس لئے وقف نہیں ہوں ڈنگ کا

۱۲۔ یک اور سادگی ستاد کے کلام میں (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے) عروض کا خاص ہتمام ہے۔ چنانچہ ستاد کے کلام میں وزن کا خوب خیال رکھا گیا ہے۔ مجھے چھی طرح یاد ہے کہ وہ مئی ۱۹۲۹ء کے مشاعرہ میں

ہوئیں جو رو جفا کی تمہیں رہیں کیونکر؟

کے مصرع طرح پر کسی شاعر کی نظم کا وزن صحیح نہ تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ بحر ناپید کنار ہونے کی وجہ سے سخت مشکل تھا۔ حضرت ستاد نے جو نظم کہی فی الوقت عروض کی پابندی کا مجسم نمونہ تھی۔ مثال ملاحظہ ہو۔

تیری بندگی کے لئے مسجد میں قدم کو ٹکائیں کیونکر؟
غوغائے بچوں سے سن سکتے ہیں بانگوں کی صدا نہیں کیونکر
گرمی ہی رہی ستاد تو ہوں گی، بجھائیں کیونکر؟
پھر تیرے نام کی شان و شوکت کو بڑھائیں کیونکر؟

ہی نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ُستاد کی شاعری نے علم و عروض میں بعض بحور کا قابل قدر ضافہ کیا ہے۔ اس ضمن میں محمد حسین شوق بعنوان گجراتی، گاندھی کا شطرنج حامد مختار صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس ور گجرات میں ہولی ڈے، ٹاؤن ہال گجرات ور کھانڈ، ٹیوٹیشن کی فتوحات، یوم قبال، مشاعرہ اور آرزو پریشن ور ملک برکت علی صاحب نائب تحصیلدار عنوانات کے نیچے جو نظمیں درج ہیں قابل ملاحظہ ہیں۔ ن نظموں نے اردو شاعری میں یک نئے باب کا ضافہ کر دیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ ستاد نے قدیم ور جدید شاعری کے کبھی نہ مل سکنے والے سمندروں کو اپنے کمال فن سے باہم ملا کر دکھا دیا ہے۔

یں سعادت بروز پازونیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

غرض کہ کہاں تک بیان کیا جائے۔ ستاد کا کلام سرتاپا معجزہ ہے۔ نیز اس کے سمجھنے ور دد دینے کے سے بذاتِ خود یک قابلیت ور لیاقت کی ضرورت ہے، جو یہاں مفقود ہے (یا ب مفقود ہوگئی ہے)

ستاد ور اس کے حاسدوں کا بیان یک مستقل مضمون ہے۔ تاہم یہاں اس کا شارۃً بیان کرنا میرا فرض منصبی ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی جوہر قابل نظر حسد سے نہیں بچ سکا۔ جس شخص نے بھی بام ترقی پر قدم رکھا۔ حسد کی تنگ چیلی نے اس کے سے قضائے شہرت مکدر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ضرور تھا کہ ستاد کو بھی اس مذموم فرقہ سے واسطہ پڑتا۔ چنانچہ یسا ہی ہوا جونہی کہ ُستاد کا کلام مقبول عام ہوا، حاسدوں نے اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا شروع کیا۔ کبھی کہا جاتا ستاد نعوذ باللہ بیوقوف ہے (خاکش بدہن) لغو گو ہے شاعر نہیں بلکہ ماعر ہے یہاں تک کہ حاسدوں نے حسد کی آگ میں جل کر ستاد کی ڈگریوں کا بھی غلط خود

ساختہ اور گمراہ کن ترجمہ کرکے بغض کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ بی اے کو بے عقل، ایم اے کو محض احمق اور ایل ایل ڈی کو لایعنی و لامعنی ڈگری کہہ کر ان لوگوں نے ذہنی کم مائیگی کا ثبوت دیا۔ مگر شاد صاحب نے اپنے قلم کی ایک ہی جنبش سے حسد کی دھجیاں اڑا دیں۔ چنانچہ اس موضوع پر متعدد نظمیں اور اشعار آپ کو دیوان میں ملیں گے۔ ان میں سے چند یہاں نقل کرتا ہوں۔

کیا گل کھلا سکوں گا میں حاسد کے باب میں
اللہ کرے کہ غرق ہو ستلج چناب میں

لگالے زور جیسے جس قدر چاہے تو اے حاسد
میری سخن ودانیت کو تو ہرگز کھو نہیں سکتا۔

(اضافت معکوس ملاحظہ ہو)

شعر و سخن ز تیغ سے بھاگے سبھی حریف
کس کس کو ہم میدان سے پسپا نہیں کرتے

صاحب صدر کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں
حاسد مرے اٹھاتے ہیں کیا کیا شرر شر نہیں
عبرت انہیں کرتے کیوں صاحب صدر نہیں

بالآخر کار حاسدوں کا حسد یہاں تک پہنچا کہ مقدمہ بازی کی نوبت آئی۔
چنانچہ ہنگ ولال کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے معاً بعد محمد حسین شوق باغبان

گجراتی کی نظم کی بنا پر اس نظم کے مخاطب کی طرف سے زیر حیثیت عرفی کا ایک فوجداری مقدمہ قاضی رحمت اللہ صاحب مجسٹریٹ گجرات کی عدالت میں استاد صاحب کے خلاف دائر کیا گیا۔ یہ مقدمہ اپنی تفصیلات اور نشیب و فراز کے لحاظ سے نہایت دلچسپ تھا۔ جس میں نتیجہ کار محض خدا کے فضل سے استاد صاحب باعزت بری ہوئے اور حاسد کو ایک دفعہ ور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پھر فرماتے ہیں۔

پاگل نہیں تو احمق ضرور ہے نے جو کلام مجھ پہ لغویت سازی
سب نے انہوں پروردگار سچا جو جو چھپ رہے قتل گھات سازی

اور استاد کا یہ کہنا بھی بالکل درست کیونکہ کلام کی لغویت یا عدم لغویت کا انحصار تو صاحب کلام کی نیت پر ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اگر ایک شاعر اپنے کلام کو بہترین کلام تصور کرتے ہوئے دنیا کے سامنے پیش کرے (قطع نظر اس کے کہ وہ کلام فی الحقیقت کیسا ہی برا کیوں نہ ہو۔ اسکو لغو قرار دینے والا خود قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے براہ راست شاعر کی نیت پر حملہ کیا۔ پس استاد کے کلام پر مخالفانہ تنقید کرنے سے قبل خود استاد کی اپنے کلام کے متعلق رائے معلوم کرنی چاہیئے۔

سو جیسا کہ استاد کے اس شعر سے ظاہر ہے

کرتے ہیں شعر اور بھی استاد نامور
لیکن جدید رنگ میں ہم سا نہیں کرتے

استاد اپنے کلام کو دوسرے شعرا کے کلام سے بدرجہا ارفع و اعلیٰ تصور کرتا ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

حکمت دیکھ میری آشگردی تھد دنیا وچ جے کدی قسمت ہوند

کی چیز سقراط بقراط گذرے فلاطون جیسے قدر دان ہوند

غالب کی شاعری کا استاد قائل ہے۔ جیسے کہ غالب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

شہرہ مشکل ہے آپ سا استاد

لاکھ بانگ دہل یا بانگ درا کرے کوئی

اقبال کو استاد اپنا حریف سمجھتا ہے مگر حفیظ کو شاعر تسلیم نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ حفیظ کے سدم کے مقابلے میں اس سے بہت ہی اعلیٰ اور بہتر صورت میں استاد امام دین کا سدم حضرت استاد نے پیش کیا ہے۔ پس استاد کے متعلق لغو کا لفظ استعمال کرنا ایک ناقابلِ برداشت گستاخی ہے۔

دنیا میں آج تک جتنی قابل قدر ہستیاں گزری ہیں، انہوں نے باوجود کسب کمال کے دنیوی لحاظ سے کامیاب زندگیاں نہیں گزاریں۔ یہی حال استاد کا ہے۔ استاد باوجود ایک عدیم المثال سخنور ہونے کے گجرات میونسپل کمیٹی میں محصول چونگی پر منشی رہا ہے۔ جیسے کہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں۔

مجھے ٹیچر نہ سمجھو تم کسی اسکول و کالج کا

تخلص نام حناب والا نقطہ استاد کرتے ہیں

پھر فرماتے ہیں۔

افسر کسی عدالت کا سمجھو نہ تم مجھے

استاد ایک منشی ہے چنگی محصول کا

جس وقت بانگِ وطن کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا، استاد ذوقؔ اسی عہدہ پر فائز تھے اور موٹر سائیکل ہوائی جہاز والی نظم کا ضمیمہ اور نظم بعنوان "افسر ماتحت کی جنگ" اور یہ شہرۂ آفاق شعر بھی اسی زمانہ کی یادگار ہیں۔

ہو سکے استاد انسپکٹر چونگی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

میونسپل کمیٹی گجرات کی ۲۸ سالہ ملازمت کے تاثرات استاد نے مندرجہ ذیل اشعار میں درج کیے ہیں۔

اٹھائیس سال دیکھتا رہا ہوں کمیٹی کی حالت
کہ تین پائی کے غبن پہ لگتا یہاں گنا تھا
(آتش پارۂ ناتوان)

میں بوجہ خودداری ہر چیز تیار رکھتا تھا
لیکن بعض محرران کے پاس نہ لحاف نہ بچھونا تھا

اب کمیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں مگر جب میں تھا
پونڈ، نوٹ اور سکہ چاندی و سونا تھا

کمیٹی کی ملازمت سے ریٹائر ہو کر استاد نے سوختنی لکڑی کی فروخت کا کام شروع کیا۔ جیسا کہ مندرجہ بالا نظم کے مقطع میں فرماتے ہیں

ڈالو اب ٹال جلد چوری دروازے کے باہر استاد
ہو گیا جو کچھ کہ تمہارے مقدر میں ہونا تھا

نیز مندرجہ ذیل شعر بھی اُسی دور کا ہے

رب العزت کی خدمت میں ذت اُستاد کرتا ہے
کہ لکڑی کی فروخت کا دیا ادھار آ جائے

لیکن شومئ قسمت سے یہ کام بھی چنداں سازگار نہ آیا اور انجام کار اسے بھی ترک کر دیا گیا۔ آج کل جب کہ بانگ دہل کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ اُستاد آرام کر رہا ہے۔ لیکن اب نامہ ورد منت منجن کی فروخت کا کام شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ چنانچہ نئے مجموعہ میں بہت سی نظمیں ورد منجن کی نظمیں اسی آنے والے دور کا پیش خیمہ یا حفظ ما تقدم ہیں۔ اسی طرح اُستاد ہی زندگی سے بھی محروم ہے۔ ۱۹۱۲ء میں زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا لیکن باوجود صحت و توانائی کے آپ نے نکاح ثانی نہیں کیا۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں۔

نہ کیا ثانی نکاح بی خود پسندی کے سبب
اس غرض کے واسطے کئی غرضمند ہو گئیں
نہ عیال نہ اطفال نہ دوست و احباب
پس تمہاری ذات کے سوا میرا آسرا کیا ہے

اُستاد اور اشٹام

اُستاد اپنے روزمرہ کے کاروبار میں زبانی عہد و پیمان بلکہ سادہ کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر کو بھی قابل اعتماد نہیں سمجھتا جب تک اشٹام کے کاغذ پر باقاعدہ تحریر مکمل نہ ہو۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔

اس ماہ جبیں کے حسن کی تمہیں ڈگری ملی تو کس طرح
جب تیرے پاس مجتبیٰ نہ وثیقہ ہے نہ اسٹام ہے

شہادت پر اُن شخص کی ہم فیصلہ دیں گے
جس کے پاس کوئی اسٹام اور چیک ہے نہ بل ہے

استاد اب ٹھہرے نہ روک تھام سے
گر تسلا بھی کرو اسٹام سے

استاد صاحب کی جنگی خدمات

ہزنگ و ہل کے دوسرے حصے میں استاد کا جو تازہ کلام درج ہے۔ اس کا کثر حصہ موجودہ عالمگیر جنگ سے متعلق ہے۔ "ہٹلر اور اس کا ظلم، ہٹلر کا سر کچلو، قہر برطانیہ، استاد امام مدین چرچل کے باب میں، تھوڑا سا اور صبر، دل بے قرار کر، برطانیہ اور صبر و تحمل، ظلم کی بمباری، بلیک آؤٹ، برٹانیہ کی فتوحات، استاد امام مدین فوجی لباس میں، جاپان شیطان اور اس کا غرور و تکبر وغیرہ نظمیں سب برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی مدح اور محوریوں کے خلاف کہی گئی ہیں۔ استاد صاحب ۱۹۴۰ء سے لے کر تا ایں دم حکومت کی جنگی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ مختلف مواقع پر بڑے بڑے اجتماعات میں استاد صاحب نے جنگی رزمیات پڑھ پڑھ کر حکومت کے حق میں پروپیگنڈہ کیا ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

منظور یہ دعا مری پروردگار کر
اٹلی جاپان، جرمنی کو خوار کر

برقی ہوس جب پیدا ہو رہی ہے
جرمنی جاپان اور اٹلی کی زندگی کا

جرمن جاپان اٹلی کو چاہتا ہے، دل ُستاد
نکلے ہوئے جدھر سے ہیں اودھر کو واڑروں

نیز۔

یہ نکل جدھر سے دھن وہیں کریں گے
کہتے ہیں قسم کھا کے حدیث و قرآن سے ہم

غرض کہ ُستاد ہٹلر ور اس کے ہمزدوں کا دشمن ہے بلکہ وہ ہٹلر ور اس کے ہمزادوں کی نسبت (خواہ کہیں ہوں) کہتا ہے۔

ہٹلر کا والد یا ماں سپ رہا ہے۔
خفف جن ک نا خفف یوں ٹپ رہا ہے
ہے افسوس خلق خد کپ رہ ہے
نہ کوئی روکتا نہ سے نپ رہ ہے

لیکن بھی تک ستاد کی ہٹلر کے بعض ہمزدوں ورہمدردوں کی سہل نگاری یا ریشہ دوانی کے باعث قدردانی نہیں ہوں۔ جیسے کہ ستاد خود کہتا ہے۔

چالیں سال گذرے ہیں میدان شعر میں مجھ کو
مگر ب تک نہیں پہنچا بلندی پہ قدم میرا
ہزروں سن چکے فسر قصیدے غزل کو پھر بھی
کسی کو نہیں محسوس ہوتا ہے دکھ درد الم میرا

مید ہے کہ جنگ وال کے سینڈ یڈیشن کے شائع ہونے پر تلافی مافات کی جائے گی۔

مختصر یہ کہ ستاد یک نقید مثال ہستی ہے ور اس کا وجود خصوصاً گجرت کی پبلک کے ے سامانِ فرحت ہے۔ ُستاد کی شاعری نے شہر میں یک دبی مذق پید کر دیا ہے ور شاعری کی طرف طبائع کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

ُردو شاعری میں حضرت ُستاد کے ساتھ تشبیہ دینے کے ے غاب کے ہم عصر جناب میر صاحب کے سوا اور کوئی ہستی نہیں پاتا۔ گو زمانہ کی گردش نے جناب میر صاحب کے کلام کو صفحہ دینا پر زیدہ دیر تک قائم نہ رہنے دیا۔ ور ب سوئے ادبی مذق وںوں کے ُپ کے نام سے بہت کم وگ وقف ہیں مگر پھر بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے شاعری میں یک کمال پید کیا تھ جس کا اعتراف غاب جیسی ہستیوں کو بھی کرنا پڑا۔

یں کیا ہی خوش قسمت ہے یہ زمانہ ور کس قدر مستحق فتخار ہے گجرت، جس میں ُردو شاعری کے دوسرے میر صاحب پید ہوئے۔ میں تا لکھ چکا تھ کہ دفعتہً میری نظر ُستاد کے مندرجہ ذیل مصرع پر پڑی، جس نے مجھے محوِ حیرت کر دیا ہے۔

ہیچ پوچ کی ہمسری کرن دعویٰ اعلیٰ خاندانی میر ذات سازی

ب اس بت کا فیصلہ میں ناظرین پر چھوڑتا ہوں کہ جناب ستاد کے اس کلام کو الہامی سمجھا جائے یا غیر الہامی۔

احقر

ملک عبد رحمٰن خادم

پلیڈر گجرات ۲۱ اپریل ۱۹۳۳ء

کچھ دوسرے ایڈیشن کے متعلق

۱۹۲۲ء میں بانگ دہل کے پہلے یڈیشن کی شاعت پر اس کی مقبولیت و شہرت کا یہ عالم ہوا کہ تمام نسخے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔ یک ہزار کی تو کاپی تھی، کس کس کے ہاتھ لگتی۔ جوں جوں چھپتی گئی، پنی خوشبو پھیلاتی گئی۔ بالآخر ہندوستان کے دور فتادہ علاقوں یو پی، سی پی، حیدرآباد دکن، کلکتہ بلکہ نگلستان تک سے س کی مانگ ہوئی تو کتاب ختم ہو گئی تھی۔ یک نسخہ بھی قابل فروخت نہ تھا۔ مشتاقانِ بانگ دہل ور مداحین ستاد کی طرف سے تقاضے پر تقاضا ہو رہا تھا کہ دوسرا یڈیشن جلد طبع کر یا جائے۔ مگر حالات کی نا مساعدت کے باعث یہ خواہش جلد پوری نہ کی جا سکی۔ لیکن باوجود جنگ کے باعث کاغذ کی نایابی ور ہر چیز کی گرانی کے اہل ذوق حضرات خصوصاً جناب خان بہادر یس۔ یم حق صاحب سیشن جج سیالکوٹ ور جناب چوہدری محمد سلم صاحب پی سی یس ور جناب پی۔ ین بھوٹ صاحب مجسٹریٹ درجہ ول گجرات کی فرمائش یہی تھی کہ جس طرح بھی ہو بانگ دہل کا دوسرا یڈیشن جدید کلام کے ضافہ کے ساتھ جلد سے جلد شائع کیا جائے۔ خوش قسمتی سے میسرز زرو ہوؤس تاجران کتب گجرات کے نوجوان اور زندہ دل مجر صاحب نے تمام حقیقی ور وقتی مشکلات سے قطع نظر کرتے ہوئے س کام کی تکمیل کا بیڑا ٹھایا۔ چنانچہ ن کی کوشش کے نتیجہ میں یہ یڈیشن آپ کے سامنے آ رہا ہے۔

پہلے حصے میں ستاد صاحب کا سابقہ کلام ور دوسرے حصہ میں ۱۹۳۲ء کے بعد کا کلام درج ہے۔

جنگ سے پیش آمدہ مشکلات کے باعث کاغذ ور کتابت پہلے معیار کے مطابق نہیں۔

ور گرچہ یہ درست ہے کہ ستاد کا کلام پنے ذاتی خوبیوں کے باعث ظاہر تزئین سے مستغنی ہے تاہم مید رہ ہے کہ جنگ کے بعد تیسرا یڈیشن نہایت شاندار طور

پر شائع کیا جائے۔

بانگِ دہل کے نایاب ہو جانے کے باعث بہت سے نقالوں نے بعض خود ساختہ اشعار اور نظمیں استاد صاحب کے نام سے مشہور کر دیں حالانکہ جب اصل میں خدا کے فضل سے کوئی کمی نہیں، تو پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ استاد صاحب کے رنگ میں اپنے پاس سے اشعار گھڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بہر حال قبل ازیں اصل اور نقل میں فرق کرنے کے لیے عوام کے سامنے مشکل یہ تھی کہ بانگ دہل نایاب تھی۔ اب اس ایڈیشن کی اشاعت سے یہ تمیز بآسانی ہو سکے گی۔

اس مجموعہ میں جا بجا حواشی کے ذریعے بعض جدید الفاظ و تراکیب کی تشریح کر دی گئی ہے تاکہ یوپی اور حیدرآباد (دکن) کے احباب استاد کے کلام کو ما حقہ، سمجھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے سے محروم نہ رہیں۔ والسلام!

احقر

ملک عبدالرحمٰن خادم

پلیڈر گجرات ۲۱ اپریل ۱۹۴۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُستاد امام دین کا سلام

بحضور سرورِ دو عالم ﷺ سرورِ اکرم

عرش بریں فلک پہ
شمس و قمر جھلک پہ
رخشاں نجم تمہارا
ں ہے نبیؑ پہ
ہو تجھے پیارا
کیا سر غرز ہم کو
ں بے نیاز ہم کو
کس میں نا چیز ہستی
وہ ہے تمیز ہستی
وج و بلندو پستی
ں کا گزر نیارا
وہ رحمتوں کے حامی
عام کا عمل سہار
میرے نصیب جاگے
گردش یام بھاگے
ں پاک ستے
حاجی لیگ ہیں جاتے
ے میرے دوستانے

فقط کہ پیارے میر

ہے جو مخدوم میر

یہ میر آہ و نالہ

تم نے جو دیکھ بھالے

دنیا یہ سب حوالے

بعد از آداب لکھوں

خدمت جناب والا

سرور کچھ نہ کرنا

قدموں پہ سر کو دھرنا

جنھوں نے رمز دانی

توحید کی چھپانی

زمیں سے آسماں تک

جن کی ہے حکمرانی

آمد و رفت کے چرچے

جن کے ہیں لامکانی

سمجھیں کمال ان کے

درس عمل ان کے

ضرورت شعری سے قافیہ کو ساکن بنا دیا ۲ شیخ محمد ۳ شیخ [illegible] محل [illegible] میں چھپائی [illegible] ضرورت شعری سے [illegible] متحرک بنا دیا۔

وہ سب کا رہنما ہے

باطن میں دیکھتا ہے

آئینہ دل صفا ہے

ہادی عام میر

سے جا سلام میر

سن کے میری گذارش

کرنی میری سفارش

اس بارگاہ حق میں!

بس آرزو یہی ہے

جب تک ہے دم حلق میں

ایماں سلامی رہ!

ہمیں کرامتی رہ!

غوث و قطب ولی ہو

ہر رنگ میں جلی ہو

جنت کی گل کلی ہو

عالم کی تاجداری

تیرے سے خدا نے

نصاب خاص وتاری

پیدا ہو کبھی نہ!

تم سا کوئی نبی نہ!

رہتا ہو پنج شتی میں

حالت نزع غشی میں

پڑتا نہیں خوشی میں!

مطلق یہ کام میر

سے جا سلام میر

نقل مطابق اصل ہے [illegible] پنج شتی دراصل [illegible] کی [illegible]
شدہ صورت ہے [illegible] کاپی [illegible] پڑھتا ہے۔

جب سے بنی ہستی تیری
صورت شکلِ قمر کی
حق نے بنائی تیری
سلام کے بانی ہو
رکھتے نہیں ثانی ہو
رفعت کے وج پہ ہو
قدرت کے ر ر سر ہو
کرتے جدھر نظر ہو
پڑتے دھر نظر ہو
سکندر تیری سدی
د ر تیری غدی
منظور کر چکے ہیں!
وہ پہ تیرے مدی
یہ عرش و حال سار
میں نے ہے جو گذر
بس اسی قدر ہی یارا
سخن کلام میرا

سے جب سلام میر
بیبو گے جب زمزم
برسے گا نور چھم چھم
کلمہ پڑھو گے ہم دم
جیسے علی کا نعرہ

کر دے گا دور غم غم

۱۔ بدولی نقل مطابق اصل ۲۔ بوجہ روانی کلام تبدیلی جز وقتی ہوں ۳۔

حطاب ۔

کعبے طواف ہ گئی

روح پاک صاف ہو گئی

مقدر ابوبکرؓ پہ

پھر بعد ازں عمرؓ پہ

عثمانؓ غنی، حیدرؓ پہ

ن کے نور نظر پہ

پنج تن کے جس قدر ہوں

اختر یہ ماہ بدر ہوں

خالد کہ زید عمر ہوں

گذریں تیری حدھر ہوں

بس فاتحہ ختم پڑھ

کوئی نثر نظم پڑھ

یا اعظم اسم پڑھ

بعد یہ کام میرا

ے جا سلام میرا ۔

نور نبیؐ

محمدؐ کا قدم پڑتا جہاں ہے
جگہ ہوتی ہے وہی نور فشاں ہے
کبھی گھر میں کریں دستار بندی
کبھی دیکھو تو دیکھا لامکاں ہے

۔ صوت منسوب ہے ۲ سد

نہیں کھلتی یہ اسرار حقیقت
خد یہ ہے یا ں کا رازداں ہے
گئے معراج کو حضرتؐ عرش پر
ہر کس مسلم کا یہ محکم یماں ہے
فلک پر یہ پڑا جو کہکشاں ہے
نبیؐ کی رفت آمد کا نشاں ہے
پیغمبرؐ کا جہاں پر آستاں ہے
زمیں کا تنہا ٹکڑہ آسماں ہے
بخشو نا روزِ محشر کو نبی جی
بجز تیرے نہیں استاد کو فخرو گماں ہے

غازی مرد

کہاں ہے آہ اب وہ مسلموں کی کار پردازی
منادی تھی جہاں سے جس نے غیروں کی فسوں سازی
امیر و حاکم و شاہ سپاہی صف شکن ہم تھے
مجاہد اور منصور و مظفر فاتح و غازی

تمدورت کے محاورہ میں سادہ شدہ صورت ہے۔ یہ شب معراج میں رسول رحمت ﷺ کی تمدورت کے بعد ہی وضع ہوئی تھی۔ ۲۔ ق۔ تو ب ۳۔ ورث ملاحظہ ہو۔ (خادم)

ہمارا کام تھا، زہد و عبادت طاعت و تقویٰ
ہمارا شغل تھا، احسانِ حکمت علم پردازی
ہماری عقل کرتی تھی طلسم و سحر کو باطل
ہمارے کارناموں سے عیاں تھی شانِ اعجازی
وہ جرأت تھی وہ ہمت تھی وہ استقلال تھا ہم میں
مہماتِ زمانہ کو سمجھتے تھے، ہم اک بازی
کہاں اب وہ مساوات و اخوت وہ محبت ہے
کہاں وہ دوستی وہ ہم نشینی اور ہم رازی
بلندی اوج پر تھے جو کبھی وہ گر پڑے تھک کر
شکستہ بال و پر کو آج کل سوجھی ہے شہبازی
کہاں شاعر وہ اب استاد جو تلمیذ رحماں تھے
نظامی حافظ و عطار جامی شیخ شیرازی

مسیحِ شفا خانہ نبیؐ ہیں

وہ چھٹا مت سلام کا تار محمدؐ سے
کہ پہنچے شرق سے تا غرب چہار محمدؐ سے
کوئی بھی ور رکھتا ہے یہ رُتبہ ذات ہادی میں
بھلا زیادہ خدا کو کون ہے پیار محمدؐ سے
گیا گزر ہو جو پھر گیا حضرت کے فرماں سے
خدا نے اس کو مارا جو گیا مارا محمدؐ سے
در دولت پہ آ کر صرف دربانی کیا کرتے
گزر ملتے کہیں سکندر و دارا محمدؐ سے
مدینہ میں گر پہنچائے مجھ کو رہبر قسمت
عیاں کردوں میں پنہ مدت سارا محمدؐ سے
نبوت کی گواہی دے چکا ہے حکم سے حق کے
کلام اللہ میں ہر یک سیپارا محمدؐ سے
کبھی غمگین نہ ہو غم خانہ دنیا میں تو اُستاد
گر بیمار ہے غم سے ملے چارا محمدؐ سے

ادبِ رسولِ اکرم ﷺ

زمیں پہ جب محمد مصطفےٰ ﷺ پیدا ہو ہو گا
سرِ چرخِ بریں سوئے زمیں اس دت جھکا ہو گا
نبیؐ کا تذکرہ جب بھی محفل میں کھلا ہو گا
زباں پہ سب کی جاری کلمہ صلے علی ہو گا
اگر عشق محمدؐ سے کسی کا دل لگا ہو گا
خدا جانے کہ وہ ساری خدائی سے جدا ہو گا
کلام اللہ میں جس کا ثنا خواں خود خدا ہو گا
بھلا اس سے بڑا رتبہ کسی کا اور کیا ہو گا
رواں جس دم نبی کے فیض کا دریا ہو گا
ک ک قطرے سے ور ذرے سے سورج بن گیا ہو گا
محمدؐ کے ثنا خواں کا نشاں دنیا میں کیا ہو گا
جبیں پُر نور روشن چہرہ و سینہ صفا ہو گا
سخن میری زباں سے آج کل نعت محمدؐ میں
وہی لکھے گا جو عرش معلےٰ پہ لکھا ہو گا
لکھوا ک اور بھی اُستاد ایک نعت سرور کی
تیر اس سے یقین ہے دونوں عالم میں بھلا ہو گا۔

قبل از رسولؐ خدا اہلِ صفا کی انتظاری

آج کے دن کی تمنا نمیں کرتے رہے
تذکرے قبل از نبیؐ کرتے رہے
تمہیں نہیں ہو انتظاری مصطفےٰ کرتے رہے
مہرو ماہ ارض و سما بلکہ خدا کرتے رہے
جب خدا پوچھے گا تم دنیا کو کیا کرتے رہے
ہم کہیں گے بس ثنا خیر الوری کرتے رہے
کس کس طرح اُلفت نبی سے آشنا کرتے رہے
مال و دولت جان و دل سب کچھ فدا کرتے رہے۔
عیسی جس بیمار کو تھے لا دوا کرتے رہے
یک ہی دم میں اسے احمدؐ شفا کرتے رہے
قیصر و فغفور جیسوں کو بھلا کرتے رہے
دارا سکندر جس کے در پہ جا گدا کرتے رہے
ہم پہ نبی ہر طرح مہرو وفا کرتے رہے
آہ وہ بھلا کرتے رہے اور یہ برا کرتے رہے
سالہا سے جس کے نہ تھے سر جھکا کرتے رہے
آمد محمدؐ پہ وہی سجدے ادا کرتے رہے
وقل نبی ہر طرح دشت و صحرا کرتے رہے
توحید کی تبلیغ کیسے جا بجا کرتے رہے
کیا ہو کوہ طور پہ موسیٰ لقا کرتے رہے
حضرتؐ ہمارے عرش پہ جا کر ملا کرتے رہے
اس قدر تھے ادب ذاتِ کبریا کرتے رہے

یا محمدؐ یا نبیؐ کہہ کر ندا کرتے رہے

دشمنِ دیں جب کبھی آمنا سامنا کرتے رہے

تب ہستیِ اسلام پہ لاکھوں مٹا کرتے رہے

امت کی بخشش واسطے حضرت دعا کرتے رہے

خونِ جگر پیتے رہے اور غم غذا کرتے رہے

کافر و مغرور و سرکش بک بکا کرتے رہے

آخر محمدؐ کے قدم پر سر دھرا کرتے رہے

کس جگہ کس پاس نہ میرا گلہ کرتے رہے

رشک و حسد استاد کا ملک الشعرا کرتے رہے

۔تیمی ۲۔ تخلص مصطفےٰ مراد ہے۔ ۳۔ اس نظم میں حسن عداوت خاص طور پر قابلِ داد ہے۔ ۴۔ گداگری کرنا بھیک گدائی کرنا ۵۔ عداوت منقود ہے۔ ۶۔ محاورہ [illegible] میں کوئی مثال پیش [illegible] ترجمہ آریا [illegible] عشق [illegible] ملاقات [illegible] ۸۔ [illegible] مشہور کو تمام [illegible] گئے "تب" کا [illegible] دیا گیا۔

جلوہ ماہ نبوت

جلوہ گر عالم میں جب ماہ نبوت ہو گیا
حور و ملک جن و بشر قائل رسالت ہو گیا

ہر زمانہ پُر خطر تھا زلزلے عام تھے
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہو گیا

جب آئے خدمت رسولؐ میں ابوبکرؓ و عمرؓ
اوج پہ اسلام کا تب زور قوت ہو گیا

گر گئے لات و منات اور کسریٰ کے محل
جب شہر والا کا دنیا میں ولادت ہو گیا

ما سوا اس کے کہ زمین عرب کی حالت تھی کیا
ہر قطعہ ویران تھا بہ رشک جنت ہو گیا

جو ملک ظلم و ستم میں خاص رکھتا تھا کمال
اب وہی تہذیب میں کانِ شرافت ہو گیا

نسبت نبیؐ کے ساتھ کے وقت شہنشاہ لے سکے
فرش سے تا عرش تک جن کا حکومت ہو گیا

توحید کے جلوے سے تب پالی محمدؐ نے چمک
کثرت و بہتات سے جب نور وحدت ہو گیا

دنیا کے مال و متاع پر لات وہ مارے نہ کیوں
دین کی دولت سے جو کہ صاحب ثروت ہو گیا

راندہ گیا دونوں جہاں سے سخت بدنامی کیا تھا
پکڑا جس دامن نبی با کمال فضیلت ہو گیا۔

جن جناب مصطفےٰ کے دین کی مدد ہوئی

سابقہ ادیان ہر اک بے حقیقت ہو گیا
گذرے لاکھوں ہے نبی لیکن مگر خیر پر
زیب سر حضرتؐ کے ہی تاج امامت ہو گیا
تعلیم سے تلقین سے پند و نصح سے وعظ سے
کس کس طرح غیروں سے تکرار و حجت ہو گیا
کوئی انکاری نہیں مدت نبیؐ سے دوستو!
ہر جگہ اسلام کا ایسا صداقت ہو گیا
نعت خوانی کر دکھاؤں گا تجھے استاد میں
موت کے پنجہ سے گر مجھ کو فرصت ہو گیا

[illegible]

انوارِ پیغمبرؐ کی شمع

جل چکی عالم میں جب نورِ پیغمبرؐ کی شمع
کمتریں ہو کر رہی دور سکندر کی شمع
لاکھ آئے بادِ مخالف پہ بجھا سکتی نہیں
وج پہ ہے دنا بہت اس ماہِ انور کی شمع
چہرہ مہر مبیں کو وہ نہیں سکتا ہے دیکھ
جس نے دیکھی مصطفےٰ کے روئے نور کی شمع
فیض پہ پہنچا ہمیں نور نبی سے دوستو
آتی نظر میں ہیں گر جاؤ مسجود و مندر کی شمع
بکا جب حضرت کے چہرے کا فلک پہ آفتاب
پھر بھی مطلق نہیں غدار و کفر کی شمع
تب تلک دنیا میں ہرگز کچھ نظر آتا نہیں
روشنی پکڑے نہ جب تک دل کے اندر کی شمع
فعل اور افعال کی صفیں بنا سکتے ہیں وہ
ہے جن کے اندر شعلہ زن فیوض مصدر کی شمع
یہ شمع سب ہیں تمہاری نقلی شیشہ خام کی
ہے چاند ور سورج کی اصلی رب اکبر کی شمع
ب کے مشاعرہ شمع پہ مضمون سے نکالا ہو
دیکھے جلتی ہے ب کس کس مدبر کی شمع
کار ریر مگاہ میں سب جو تاب نبیؐ
سب کو جگا بیٹھے تھے اپنے نوک خنجر کی شمع
یک وہ نمبر سے تو کیا سے سمجھوں گا میں

ہے میری حقدر حسنی لکھ نبر کی شمع

بزم عالم تجتلک پاتا نہیں ہے روشنی

چھپکے نہ شعلہ جب تلک توحید دفتر کی شمع

انصاف سے اب یہ بتا دیں حاضریں اُستاد کو

تیر ترچھی جل رہی ہے کس سخنور کی شمع

۱۔ ابیات یہاں وہ مستعمل ہو ہے ۔۲۔قصیح کی اصلاح شدہ صورت ہے ۔ ۳۔۴ اصلاً قت اور لغت کو یوں سمجھنے کے ... کا روز بنایا گیا ہے ۔۵۔لغۃ میں معنی ... نہیں بلکہ معنی تمیز مستعمل ہوتے ۔۶۔ ل سے مستحد کی جمع مراد ہے ۔

(ا ن م)

۔حسن توحید کا وقت ۲ ... متعلق جناب ملک الشعرا ... استاد شعرا کے ... شب ندرہ فہ ... روشن خاتم

نبیؐ کی فصاحت و بلاغت

محمدؐ رہنما ہادی طریقت کا شریعت کا
مگر مجھو وہی وقف ہے سر حقیقت کا

محمدؐ یک سرچشمہ ہے نُفقت کا مروت کا
توقع ہے قیامت میں ہمیں فخر رسالت کا

محمدؐ پہ بھروسہ ہے گنہگار اپنا امت کو
عنایت کا رعیت کا حماقت کا شفاعت کا

محمدؐ سے خزانہ مل گیا سارے زمانہ کو
امانت کا ضیافت کا سماعت کا دیانت کا

نبیؐ کی خوش کلامی سے جہاں کو فیض پہنچا ہے
عدالت کا بلاغت کا فصاحت کا بلاغت کا

سبق پایا دبستاں میں جہاں میں سب نے حضرت سے
مہابت کا صلابت کا عزیمت کا قناعت کا

نبیؐ کے چاریاروں نے خدا سے رتبہ پایا ہے
صداقت کا عدالت کا سخاوت کا شجاعت کا

سراپا دور کر دو رنج تم استاد سینے سے
خصومت کا ندامت کا شقاوت کا عداوت کا

موٹر سائیکل ہوائی جہاز

مریم کرے کوئی نہ یہ عیسیٰ کرے کوئی
فرعون کرے کوئی یہ موسیٰ کرے کوئی
یحییٰ کرے کوئی کہ زکریا کرے کوئی
مصطفےٰ کرے کوئی یہ خدا کرے کوئی
یوسف کرے کوئی کہ زلیخا کرے کوئی
ہم نے تو ذکر سنا جس کا کرے کوئی
موٹر کرے کوئی کہ یہ تانگہ کرے کوئی
لیکن ہوائی جہاز نہ مانگا کرے کوئی
سائیکل کرے کوئی کہ یوں گھوڑ کرے کوئی
مثل برق نہ سڑک پہ چھوڑ کرے کوئی
ہوش و حواس رکھتے جو موڑ کرے کوئی
کیوں تن بدن کی کا چھوڑ کرے کوئی
ٹھ کرے کوئی کہ یوں بیٹھ کرے کوئی
ہرگز دب میں نہ غوغا رہے کوئی
خواہش و ضروریت کو پورا کرے کوئی
سیدھا نہیں چاہیے کرے لٹ کرے کوئی
برا کرے کوئی کہ یہاں بھلا کرے کوئی
ویسے عوض وہ پاتا ہے جیسا کرے کوئی
حکمت کے دفتروں سے پیدا کرے کوئی
پتھر دوں کو کس طرح شیدا کرے کوئی
چہرا اڑا کے رکھ دوں گا ہنر سخن سے میں

گو کس قدر بھی اس کو جو ٹکڑا کرے کوئی
معنی کے خوشگوار ہیں مطلق نہ ان کو اب

ٹھٹھا مخول و مسخری ہاسا کرے کوئی
محظوظ کر سکے نہ جو صاحب مذاق کو

مدت کے خرچ سے کیوں چرچا کرے کوئی
علم ادب کی جان شرافت کی روح ہیں وہ

کیوں ان کو جہل پاگل و سودا کرے کوئی
للہ خدا کے واسطے میرے سے ان کو

شاعری کے علم و فن سے شناسا کرے کوئی
سمجھے نہ جو سمجھانے سے دو تین چار بار

اس بے وقوف احمق کا پھر کیا کرے کوئی
پڑھتے ضرور ہیں وہ اخبارات و رسائل

لیاقت کہاں ہے اتنی جو ہلکا کرے کوئی
وزن ردیف و قافیہ نہ جانتا ہو جو

طیار کیسے موزوں شعر کرے کوئی
ہے آج کل دساور میں مندا پڑا ہوا

ہرگز خرید ململ نہ ٹھکا کرے کوئی
میں نے تو ٹھا چھپنے کی پالی ہے قسم

جب تک کہ بند گز سے سستا کرے کوئی
اس دماغ کے پتلے کا رکھنا خیال خوب

مت پر چاٹ دینے میں دھوکا کرے کوئی

نوٹ سیکرٹری بلدیہ گجرات کی رپورٹ پر کہ شاہ صاحب بحیثیت انسپکٹر چونگی

فرائض بخوبی سرانجام نہیں دیتے۔ ان کو استاد صاحب نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

خادم گجراتی

سیکرٹری یہ لکھتے ہیں تیرا بڑا کام کاج
میری طرف سے ان کی تسلا کرے کوئی

جب بھولا ناتھ کرتا ہے پڑتال مال کی
پھر کیسے ہرج وقت دوبارہ کرے کوئی

ہر روز گردش کرتا ہوں میں گشت ڈیڑھ گشت
بڑھ چڑھ کے اس سے اور کیا دورہ کرے کوئی

۱۔ استعمال محض وفات ملاحظہ ہو۔ ۲۔ ثانی مصرعہ بے ملاحظہ ہو ۳۔ دورہ۔ چنگی چکر

رہتا ادب نہیں ہے جواب و سوال کا
منصب کرے کہ آپ کا مجرا کرے کوئی

گستاخیٔ افسر مجھے مد نظر نہیں
پھر کس خیال چاپ پہ توبہ کرے کوئی

اسٹاف میں تو آپ کے آتا نہیں نظر
جو کام جانفشانی سے ہم سا کرے کوئی

دنیا کے کاروبار میں سربستہ راز ہیں
ہے دیکھنا بھی کر نہ دیکھا کرے کوئی

صورت غبن کی نکلے تو پھر دیکھو استاد
ناچار کس طرح سے پکڑا کرے کوئی

ابن سعود اور اس کا ظلم

نجد سے غضب کی بھنق ہوا گیا ہے
متقین جس کے قت و بد گیا ہے
مر تہذیب حاضر پہ گل گیا ہے
طوفت بے تمیزی یہ چھا گیا ہے
گذر وقت کربل گیا ہے
یزید و شمر جور وجف گیا ہے
ب مکے مدینے میں رہا گیا ہے
سوا روضہ پیغمبر کے بچی گیا ہے
ہوا بن سعود کو سود گیا ہے
مزارات پہ توں میں ڈھرا گیا ہے
وجو و اس کی جہالت سے بھر گیا ہے
گلے اس کے طبق لعنت پڑا کے ہے
نگا نے پنجتن ہائے ہتا گیا ہے
خاک و اطہر وجودوں کا ڑ گیا ہے
کسی جنگ جبر کی چھپی سزا گیا ہے
مزموں کا بید سے پچھ کٹ گیا ہے
تجھے ستو و کہتا چلبل چہ گیا ہے
کاش پوچھو کہ مدے گیا ہے

مز رت قدیمہ ۱ بیجا طبق معنی طوق زبان میں شہ ۲ مثان خ ہ

خاطرِ توحید؟

ہے کوئی کام جو اس نے ادھارا نہ کیا
نہ سہی آنکھ نے اُن کا جو نظرہ نہ کیا
کیوں فلک ہم کو سکندر و دارا نہ کیا
کس سے وج و بلندی پہ تارا نہ کیا
ہے شکر لکھ کہ ہم کو یہود و نصارا نہ کیا
رحمت ہے تیری بت پرستوں میں شمارا نہ کیا
جنگ صفین میں نہیں کہ اُحد کوہں میں نہیں
کہاں کس جگہ ہم نے رگ کو فوارا نہ کیا۔
ظلم و ستم قہر و غضب اغیار کے سہتے ہم ہیں
شرم و غیرت سے مٹیں گے پر خاطر جو ہار نہ کیا
غرقاب ہو جائے گی ایک دن طوفانِ کفر میں
تو نے گر کششے اسلام کا سہارا نہ کیا
تیری توحید کی خاطر گزر پہ کدھر نہیں!
ہر وادی و جنگل ہر بحر و کنارا نہ کیا
شب و روز ہے ہر وقت میں تری اک اُستدعا
کیوں مجھے حاضر خدمت یا شاہِ ابرار نہ کیا

شاعر سخنداں ہو گئیں؟

زیب النساء، محجوب عجب شاعرہ سخندان ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

اک نقطہ کھینچنے سے دل کا راز پا جاتے ہیں وہ
اس قدر ہیں تیزیوں پہ آج سمجھاں ہو گئیں

نہ کیا ثانی نکاح ہی خود پسندی کے سبب
اس غرض کے واسطے کئی غرض منداں ہو گئیں

فوق پہ چمکے گا، اک دن قسمت اختر مرا!
گر اس طرح سے اور بھی دو چار سعداں ہو گئیں

زہد کیا فخر تیری حور جنت کا کروں
اب تو ہر اک ملک سے ریں حور وغلماں ہو گئیں

جو طبیعتیں غ ب ت ث نہیں تھے جانتیں
اب فلسفہ منطق و ریاضی سخندان ہو گئیں

کس نے تم رحم کرتے ہی نہیں اُستاد پہ
بارہا جب کورس بدلی سعداں ہو گئیں

۳۲۔ ظفر سے ملیں استاد بجا ڈالے ہے عزت کے عددی نوٹ فرمائیں۔

حریف و حاسد پر میرا غضب

کیا گل کھلا سکوں میں حاسد کے باب میں
اللہ کرے کہ غرق ہو ستلج چناب میں
تب تک رہوں گا تڑپتا غضب و عتاب میں
جب تک نہ لاش پاؤں گا چاہ و تلاب میں
ہے روز و شب دُعا میری ساں جناب میں
ہو جائے جیتا کہیں پنجۂ قصاب میں
تب تک نہ مل کر بیٹھوں گا شیخ و شباب میں
جب تک حریف ڈوبے نہ گنگا کے آب میں
حاسد کو پٹی یاں پڑے پھنسے عذاب میں
پیتے تمھیں معشوق یاں ہورے شراب میں
اُردو میں تم ہو فسٹ نہ سخن پنجاب میں
سمجھوں تو سمجھوں تم کو میں پھر کس حساب میں
دم دے دل سے دیجے پیچ و تاب میں
کیا کیا فریب دل کو دے اضطراب میں
تم ہجو کرتے پھرتے ہو پردے حجاب میں
اُستاد تم کو کہہ دیا دوست احباب میں

۱۔ قصاب کا پنجہ ۲۔ شیخ و شباب ۳۔ حاجت

شیر ببر نہیں

کرتا جو شخص دنیا میں غور و فکر نہیں
سنتا وہ کھوں پٹی بھی روزی کا در نہیں
بیٹھو امن سے چین سے خوف و خطر نہیں
سنتا ہوں میں بھی کوئی شیر ببر نہیں
نپولین اعظم سے بھی سنتا میں ہار نہیں
وہ کون سا میدان ہے ہوتا جو سر نہیں
پھر کیا ہوں میں سہراب جو رستم گر نہیں
کس دشت کس ولایت میں میرا گزر نہیں
حالانکہ ساتھ خالد و عمرؓ و بکرؓ نہیں
تاہم بھی پیچھا چھوڑتی میر ظفر نہیں
عرصے سے نظر آتے ہو شمس و قمر نہیں
کیوں ہے نگاہ مہر و محبت ادھر نہیں
حاسد میرے اٹھاتے ہیں کیا کیا شرر نہیں
عبرت انہیں کرتے کیوں صاحب صدر نہیں
طبیعت میں سادگی ہے غرور و فخر نہیں
ورنہ استاد جانتا نظم و نثر نہیں

طاقتِ عشق

بشر میں عشق دیتا ہے طاقت کیسی
تنہا میں یہ لاتا ہے مصیبت و آفت کیسی
بعض طبیعت بھی تو رکھتی ہے ظرفت کیسی
شب و روز بھی کہتا کہ ہوتی ہے غلفت کیسی
میرے سوا اوروں کو تم کرتے ہو چاہت کیسی
پیار کیسا ہے میری جانا یہ اُلفت کیسی
غضب ڈھاتی ہے حسینوں کی نزاکت کیسی
روقت میں بھی یہ رکھتی ہے، حاقت کیسی
رہتی ہے پستی، مجھے دور ہلاکت کیسی
نہ معلوم یہ چاہتی ہے، ہلاکت کیسی
ڈی تھی محبت تو یہ بڑھ گئی عداوت کیسی
حیرت کی ڈھالی ہے قیبوں نے شررت کیسی
میں کیا سمجھوں کہ ہوتی ہے فرغت کیسی
رخصت گر مانگے تو کہتے ہیں اجازت کیسی
وہ دکھائیں بھی تو شوخی ہے شجاعت کیسی
ہم گستاوں کر سکتے ہیں اطاعت کیسی

فیشن کی دَور

خدمت میں آپ کی تو میں حاضر حضور تھا
چشمک زنی نہ سمجھنا کسی کا قصور تھا
صد حیف عقل پہ تیر فیشن کی حور تھا
حیرت کا تن بدن بھی مثل تنور تھا
سربستہ رز گر کوئی خفیہ امور تھا
کھاتا کسی حکیم سے شنگرف منور تھا
ملک عدم میں جس جگہ میرا قیو تھا
اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا
کیا دل چلا رہا ہوں میں عمر آغاز میں
دریا و بحر و تلاطموں کرتا عبور تھا
ب مٹ چکا ہوں دنیہ سے میری پہ کو
زندگی میں چیچا ہ طرح نزدیک دور تھا
اس سب یہ قوت کا وقفہ بتاؤں کیا
حلاوت میں قندو مصری و عربی کھجور تھا
ہے یک قلم ور تصویر ستاد نے سے
حاسد کے سر میں جس قدر فخر و غرور تھا

مہلک ہوا

جب کبھی جہاں میں زہریلی ہوا آتی ہے
تب ہی ہر بشر کی موت و قضا آتی ہے
لاکھ ہا پونڈ تریاق دوا آتی ہے
تب کہیں خلق خدا کو شفا آتی ہے
کیا حکمت جراح و ڈاکٹر و حکما آتی ہے
جب کہ طاعون خانہ بخانہ جا بجا آتی ہے
رئیس و تونگر سے موت کو بھی حیا آتی ہے
غضب سے مگر آتی ہے تو اوپر غربا آتی ہے
کام اس میں نہیں ہرگز عزیز اقربا آتی ہے
نسائی جان ایک قابو تن تنہا آتی ہے
جس جگہ اس موذی مرض کی بند آتی ہے
وہاں سے ہی پیرو جواں کو فنا آتی ہے۔
آئے دن ہندوستان پہ اس کی دور دورہ آتی ہے
کیوں نہیں تیری جانب یورپ و ایشیا آتی ہے
استاد یہ کس کو خوب بن سوائے بلا آتی ہے
دل مجنوں کے دھڑکنے کی صدا آتی ہے۔

۔ تخلی ۲ کو مد محذوف ہے ۔ ۳۔ اضافت مقلوب ہے ۔ خادم ۔

اُستاد ایک منشی ہے چُنگی محصول کا

حیرت کا انتظام ہے مسلم سکول کا
تعلیم کے سوا نہیں غوغ فضول کا
دنیا میں ہیڈ ماسٹر دیکھے ہزار یک
عبد الحفیظ ہے کا بت بدخشاں کا مول کا
مشکل بنگال بنک ہے اُن کا دل و دماغ
فائدہ تھا و علم کی دولت حصول کا
ان کے تن نازک کی ہے خوشبو سے معطر
اک برگ ہے جگت میں یہ جنت کے پھول کا
خوشحال اس کو کرتے ہیں اپنی پشت سے
دفتر جو شخص رکھتا ہو رنج و ملول کا
ہر سال پاس ہوتے ہیں لڑکے ہزارہا
جو ہم جانتے نہیں فیل و قبول کا
رتبہ بلند پائے گا بامِ عرش پہ وہ
ک معرکہ بنا ہو جنگ و جدول کا
عمی عزز پاتے سے لیں ہے دبدبہ
مجرم نہ ہو سکے کوئی حاکم عدول کا
افسر کسی عدت کا مجھوتہ تم مجھے
اُستاد یک منشی ہے چنگی محصول کا

مسلم سکول کو گرانٹ وصول ہونے پر باری تعالیٰ کا شکریہ

بجا لانا اول چاہیے ول تم سے شکر باری
کہ جس نے اپنی رحمت سے ہے بخشی روز بکاری
رہے آٹھوں برس برطانیہ کا سلطنت قائم
کہ وقت بے کسی و مفلسی جس کی مددگاری
کبھی ہم عزت و حرمت بلندی پا نہیں سکتے
نہ ہوگا ہاتھ جب تک بھی ہمارے سر پہ سرکاری
تمھیں ہو وہ کہ واپس کر دیا تھا یہ گرانٹ اپنا
اوٹھائی ہے تمھیں نے کیا مصیبت رنج و رخوری
سدا رکھو محبت چاہت و اُلفت حکومت سے
کہ چھپی ہے کسی سے ہوا اگر اُستاد و غم خواری

برگیڈ فرز اور اس ک ضرورت

ہاویہ گجرات کو آج کل بنا رکھا ہے آگ
یک فتنہ حشر و محشر کا وش رکھا ہے آگے
کبھی مجمعے کا رخ میں غضب کے شعلے اٹھیں
کبھی منڈی میں قدم اپنا ٹکا رکھا ہے آگ
کبھی شیشہ گیٹ کی جانت ہمیں خبریں ہیں
کبھی ڈھکی ک طرف ہم کو دوڑ رکھا ہے آگ
نکلنے پتی نہیں کوئی چیز خوردو نوش
جال آبادی پہ ساری کیا بچھا رکھا ہے آگے
غسل چاہتی ہے یہ گشتی نئی ذہن کی طرح
س سے برگیڈئرز کو منگا رکھا ہے آگ

بخدمت ڈپٹی کمشنر صاحب مسٹر کنگ و میاں احسان الحق

سیشن جج جہلم۔ یہ قصیدہ پڑھا گیا؟

رشک کا رہ لگا نعرہ سبک اللہ اکبر کا
قدم رنجہ ہے بزم میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا

ہوا کیا جو نہیں آئے بہشتی ماشکی اری
فلک چھڑکاؤ کر دے تو گلاب و عطر ولیونڈر کا

نگاہ غور سے دیکھیں سب وہ بڑھا آ کر
نہیں دیکھا شکل جس نے کبھی شیر غضنفر کا

غلط نسبت ہے یہ ونیہ زرخ صاحب بہادر سے
کیا دعوئ ہمسری رکھتا ہے آئینہ سکندر کا

بھی س وقت کی تم کو نہ بھولے گی حیات پئی
گر تم شوق سے دیکھو گے چہرہ قمر اختر کا

بدل کر قصیدہ کر دوں میں شکریہ سیشن جج کا
جنہوں کے دم قدم سے ہے مشاعرہ کا بج بجکا

طفیل آنجناب وال غنیمت ہے وقت آج کا
بہ کھیرے رہو قدرے نہ پوچھو تو گزر گنج کا

زمانہ یہ نہیں ہرگز بہانہ عذر ور رنج کا
سمجھو تو تمہارے سر پہ ہے ہار یہ بیچ ودھیج کا

بجی ہو گا مباح ہوگا گر میں لفظ کہہ دوں
حضور انور کے درشن سے ادا ہو فرض حج کا

حکام سے وقت کی مدحت ہے خاص مستو سے کہدی
سیہ ہے تم میں ال میں نہ گنپت کا نہ ہرنج کا

۔ بہ زم بہ شعر دیے ہے ۱۔ وقتہ رنگا ہو ۔ ۳۔ بجی ۔ ۲۔ شبیہ

زندگی

عیش و عشرت کر رہی تیری میاں ہے زندگی
پچی تو گذری کشمکش کے درمیاں ہے زندگی
بعض انسانوں کی کیسی ناتواں ہے زندگی
بعض اشخاصوں کی شکل پہلواں ہے زندگی
کس کی دنیا میں بگیر از فغاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
دین احمدؐ تب تک چمکے گا عرش و فرش پر
جب تلک رکھتا زمین و آسماں ہے زندگی
کیوں نہیں کرتے قدر تم بے قدر استاد کی
ہر طرح جب کہ میری گوہر فشاں ہے زندگی۔

۱۔ کاف کو مشدد مت پڑھیے ۲۔ میں کے [illegible] سے محذوف ہے۔ ضرورت شعری [illegible] ہے ۳۔ جمع الجمع ملاحظہ ہو ۴۔ [illegible] ۵۔ مصرعہ [illegible]
۶۔ مصرعہ یوں پڑھیے مطلب یہ ہے کہ — بے قدر تم استاد کی قدر کیوں نہیں کرتے۔ [illegible]

معشوقانہ غضب

شب دیجوری میں بام پہ سے اُٹھیں چپ یہ جو مُڑ مُڑ کر
مثالِ کوئل جو زباں کی کہہ، کچھ تو شرم و حیا کیا کر
مُڑ کے پیچھے وہ شوخ چشماں غضب سے بولا یہ تھرتھرا کر
کبھی جو سجدہ یہ کیا تو تن سے رکھ دوں گا سر جدا کر
عجب تماشے رنگین دیکھے ہیں، دارِ ہستی میں ہم نے آ کر
گلوں نے ہنس ہنس کے مار ڈالا، زرا یہ غنچوں نے مسکرا کر
یہ جانِ جاناں کو کہہ رہا ہوں سبق رقیبوں کا مت پڑھا کر
یہ خوف و خطرہ اندیشہ دل کو ہے نہ جائیں تمہیں اڑا کر
کبھی بھی لفظ و مزے نہیں آتے پرائے مضموں میں جو چرا کر
استاد پیچھا ہے جن کا بلکہ غزل سناتے ہیں یوں بنا کر

اہلِ کشمیر کی جرات

رخ جس طرف کو اپنا اٹھایا کشمیریاں
کیا کیا نہ کام کر کے دکھایا کشمیریاں
قوت وہ اس قدر تو خدایا کشمیریاں
دائم رہے حریفوں پہ سایہ کشمیریاں
وہ اعظم شوکت شان ہے پایا کشمیریاں
پیرس و لنڈن حسن شرمایا کشمیریاں
سکہ ہر قوم پہ سے بٹھایا کشمیریاں
جنت ہے مالک نے بنایا کشمیریاں
بہادر دلیر چیتے شیر غضنفری
رستم ہے نام جگ میں رکھایا کشمیریاں
دنیا میں نام ور تھے جو پہلوان زماں
کیوں کس نے وہ حکام وقت مانتے نہیں
عالم میں جب کہ رعب سے چھایا کشمیریاں
فوجوں میں جب قدم کو ٹکایا کشمیریاں
زور آوری تم تب ہی جا سمجھو گے ہماری
جب کوہ ہمالیہ کو اٹھایا کشمیریاں
شمس و قمر بھی مانگ کر حسن لے گئے
چہرہ برق جب اپنا سجایا کشمیریاں
پولیس فوج ریلوے اور سول لائن میں
کس کس جگہ نہ درجہ بڑھایا کشمیریاں
کھوسو کمشنری کا دور زہ جناب من

کندہ ہے لکھ بار کھڑکایا کشمیریاں
مسند یہ کاشتکاری کا کرکے پایا بہت
خدمت میں وتسرا کے پہنچایا کشمیریاں
قیامت تلک تو پیچھا نہ چھوڑوں گا میں ستاد
کہتا نہ پھر کہ مغز ہے کھایا کشمیریاں

۔ یعنی شب دیجور دیجوری میں جیسو فرقد فرقدوی فدویاں ہوکر ۲۔۳ بجے فرمایا
تے ۳۔۴ بجے ادرے کہ [illegible] تمام صاف خودبخود میری [illegible] ہے۔

نامی گرامی پہلوانوں کا دنگل

بتاؤں میں کہ اس دن رنگ سا دنگل کا کیا ہو گا
ہجوم خلقت گرد سے کہ محشر بپا ہو گا
قدرت باروں کی پھرتی کا عجب نقشہ بنا ہو گا
قدم فلک کی جانب زمیں میں سر گڑھا ہو گا
داور پہلوانوں کا تو چہرہ سرخ سا ہو گا
خلاف اس کے جو نکلے گا وہ ثابت بزدل ہو گا
کسی نے پکڑ جرات سے جو آگے رکھا ہو گا
فرار ہونے کی خطر مثل برق تڑپا ہو گا
زرخ جس پہلوان کا اس دن قبلہ نما ہو گا
وہی مار گا کشتی اور چھاتی پہ چڑھا ہو گا
داؤ پیچ کے دیکھن سے عجوبہ کہ مزہ ہو گا
کوئی سیدھا ہو رہا ہو گا، کوئی کسکش، الٹا ہو گا
بدبد جوڑ چھوٹیں گے نہ ہرگز مٹ مٹا ہو گا
تاوقتیکہ نہ دونوں میں سے کہ دو جا صفا ہو گا
کبھی تم پوچھتے ہو کس سے جوڑا ستاد کا ہو گا
لڑے گا وہ تو اس سے جو کہ رستم سے بڑا ہو گا

سوسائٹی ریڈ کراس اور مسٹر کنگ ڈپٹی کمشنر گجرات

سابقہ مدح ہوں میں بھی خاص مسٹر کنگ کا
سادگی ہے اس سے وقف نہیں ہوں ڈنگ کا

دم جبوے دیکھتا تا کی درد دہر کے
گر کہیں میں تار ہوتا کرے سپرنگ کا

عمر پائے وہ خضر مانند بے حدود حساب
بانی مبانی ج وہے ایک پارٹی میٹنگ کا

رات دن ہی تم دعا اے حاضریں کرتے رہو
ٹھہرے رہے مالک خزانے مخزن وسیونگ کا

کچھ تو ضافہ مری تنخوہ بھی ہونی چاہیے
مستاد ہے نوکر فقط ایک یومیہ شلنگ کا

ٹی، پی، ایل ۲ نسیس سافت ورڈن معنی ملاحظہ ہو۔ ۳ ٹی و دنچ بے عقل
مطابق حسب ٹی و سے خام۔

خان بہادر جناب ڈاکٹر مرزا اصغر علی صاحب

پبلک کو جب سے مرزائے صغر علی ملے
سمجھا یہ ہر مریض نے محرم ولی ملے
آؤ مرادیں دل کی سب پاؤ گے ایک دم
غوثو قطبو تم کو جو کوئی ولی ملے
کوشش وہ سے ہو گئے زیر زیر ٹن میں سب
چوہا مکوڑ کیڑا ناہیں چھپکلی ملے
ٹھٹا ہے یک پہر ٹل بکار وہ جو کو
شیر و ملائی و مکھن ول کیلہ چھپی ملے
خان بہادر ڈاکٹر و پریذیڈنٹ ہوئے
اللہ کرے کہ اس سے بھی عہدہ جی ملے

مسٹر کنگ کی راہبری

تشریف جب گجرات میں آئی ہے مسٹر کنگ
کیا کیا بہادری نہ دکھائی ہے مسٹر کنگ
جو آتش تمھیں لگی ہے تو بجھائی ہے مسٹر کنگ
دوزخ سے تم کی جان بچائی ہے مسٹر کنگ
سابق تو بربیری شرمائی ہے مسٹر کنگ
سپرن ٹنڈنگ سے بڑھیا بنائی ہے مسٹر کنگ
ڈپٹی کمشنر کا ہی عہدہ ہے گو لیکن!
دیکھنے میں چیف اور ہائی ہے مسٹر کنگ
مُستند خلق در پہ جھکائی ہے مسٹر کنگ
حیرت کُن خرد و عقل و دانائی ہے مسٹر کنگ

شورِ محشر

یہ امر محال ہنود سے پوچھیں یہ پوچھائیں کیوں کر
سہ گئیں جور و جفا کی تہمتیں رہیں کیوں کر

اس ترے ظلم سے ہم شورِ محشر نہ اٹھائیں کیوں کر
عرش سے فرش تک ہم دھرتی نہ ہلائیں کیوں کر

تکتے تکتے ہی یہ بدلی ہیں زمانے کی ہوائیں کیوں کر
خدا یہ بتانا شدھی سنگھٹن کو مٹائیں کیوں کر

تیری بندگی کے لیے مسجد میں قدم کو ٹکائیں کیوں کر
خوشنما باجوں سے سن سکتے ہیں ہنگوں کی صدائیں کیوں کر

تیری توحید کا ڈنکا بجائیں تو بجائیں کیوں کر
ان شر انگیزوں کو ہٹائیں تو ہٹائیں کیوں کر

غیر یہ کہتے ہیں کہ تیغ و خنجر نہ چلائیں کیوں کر
ٹھنڈے مسلمانوں کو خاک و خون میں نہ رلائیں کیونکر

غیر اقوام کی سن بیٹھے ہو ڈھائیں کیوں کر
اس آتشِ رشک سے ہم نہ جل جائیں کیوں کر

گر یہی رہی حسرتِ دل تو ہوں گی بجھائیں کیوں کر
پھر ترے نام کی شان و شوکت کو بڑھائیں کیوں کر

امامت کے راز

اے خضر سمجھتے ہیں تیری نماز ہم
لیے ہزاروں رکھتے ہیں معجز اعجاز ہم
دنیا میں پا چکے ہیں امامت کے راز ہم
میت پہ اپنی آپ پڑھیں گے نماز ہم
کیا واقعہ بتا سکیں عمر آغاز ہم
اڑتے پھرے تھے دنیا میں مثل شہباز ہم
مانا کہ شاعر ادبی ہیں بندہ نواز ہم
لیکن ہیں اس زمانے میں سعدی شیراز ہم
استاد رکھتے جب نہیں کچھ حرص و آز ہم
آگے کسی کے کیوں کریں دست دراز ہم

انسپکٹر جنگی

کبر نہیں بنتی کہ یہ صفر نہیں آتی
نسب کہیں ہم شکل پیمبر نہیں بنتی
کیسے کھلے گا باب وہ نصرت و فتح کا
جس سبا پہ نام حیدرو و صفدر نہیں بنتی
پڑھ غور پیشانی سے تو جنگ و جدل کا حال
گر تم رہ نیت ورہ خیبر نہیں بنتی
صد ہزار بنیں ہیں نسبت علی کے ساتھ
کہتا ہے کون شیر غضنفر نہیں آتی
لکھ دوں گرچہ وصف میں ونڈوں پیشانی
اختر نہیں آتی کہ پھر قمر نہیں آتی
سلام کی ہستی کو مٹاتے نہیں کس وقت
توپ و تفنگ تیر، خنجر نہیں بنتی
ہو سکے نستاو انسپکٹر جنگی
کوئی صورت نظر نہیں بنتی۔

عاشق کا جنازہ

صلح عشق کی صد خادم و مخدوم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
گر لکنت نہ کہیں تو کیا کہیں اس کو
ہوس ہاں کے سو جس کے نہ کچھ حلقوم سے نکلے
وہ حل وجہ عقدے میری تیغ زباں سے
جو کام نہ عام میں تھے دکھوں کی رقوم سے نکلے
نہ تو اٹھے ہیں کبھی نہ اٹھیں گے حشر تک
جو کہ عام میں ہیں فتنے میرے قلقوم سے نکلے
وہ پری پیکر آئی بھی تو واپس گئی
ہائے رخسانہ نہ کس کے میرے چوم سے نکلے
صبر و شکر کرنا اسے یہ چاہیے اُستاد
جو کہ انسان کی قسمت و مقسوم سے نکلے

باب فیشن ایبل

نہیں یہ وقت سب شرو حیا کی
ہوئی ہے یورپ شیدا کی
تہذیب حاضر مرضی خدا کی
داڑھی مونچھ سب نے کٹ کٹا کی
نہ حالت پوچھ نسوانی ادا کی
گئیں مینڈھیاں سر سے صفا کی
بال نت کے نظر آتے ہیں باکی
کبوتر کھینچ جیسے پنکھ پھڑکی
گئی رونق وہ گیسو کا کلا کی
رہی موسم نہ سب زلف و تا کی
ہمارا جو تجی موس پر گا کیا
شکایت ان میں قینچی ستم کی
یہ باتیں دل کہ نہیں سب من من کی
شکل بگڑی رخ نور زیبا کی
ہے کیا استاد نے محشر بپا کی
گر غفلت سے باز آیا جفا کی

حُسن کی ڈگری

ے جانِ مَن عرصہ ہوا نہ پیام ہے نہ سلام ہے
تیری بیقراری ہجر میں نہ تو چین ہے نہ آرام ہے
تیری زلف و رُخ کے ہی یاد میں کبھی صبح ہے کبھی شام ہے
بس ہر وہ پیش نظر ہیں یہ کبھی میم ہے، کبھی م ہے
اِس ماہ جبین کے حُسن کی تمہیں ڈگری دوں بھی تو کس طرح
جب پاس تیرے تجلّی نہ شیقہ ہے نہ اہتمام ہے
کیا تیز تند ہوا چلی میرے سرو قد کو مٹا گئی
نہ وہ میکچا ہے نہ ہو ساقی ہے نہ وہ خوشگوار کا جام ہے
کیوں ستادوں کو نہ وں ہو جب کوئی پور، نہ قول ہو
تیرے وعدہ کو ت حید جو نہ قرار ہے نہ قیام ہے

گورنر پنجاب جناب ہیلی صاحب بہادر

صنعتیں کیا کیا نہیں ایجاد کر سکتے ہیں یہ
اک جہانِ خشک آباد کر سکتے ہیں
حاکم و محکوم ن مدد کر سکتے ہیں یہ
اک گدا کو صاحب حاکم کر سکتے ہیں یہ
آزمائش کر کے دیکھے آ مخالف پارٹی
ہر بشر سے دوستی اتحاد کر سکتے ہیں یہ
گو نامہ اعمال میرا کس قدر ہی غلط ہو
دستخط اپنے سے لیکن صاد کر سکتے ہیں یہ
گورنر پنجاب کی صحبت میں آ کر دیکھو
یک دم شاگرد سے استاد کر سکتے ہیں یہ

ون ۔ ٹو

تیرے نام نامی کی سب ہاؤ ہو ہے
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
یہ کیا تذکرے ہیں یہ کیا گفتگو ہے
ضرور اس میں مضمر کوئی جستجو ہے
پڑھا کرتے تھے ہم لڑکپن میں ک
ب انگلش سکھایا ہمیں ون تو ٹو ہے
کہاں تھے یہ ساعات سابق نہ میں ہیں
اب چونکنا یہ کا ر پڑ ہر گلو ہے
ڈنا ہر بشر ہے سوال مخر میں
پڑی پاؤں میں گرگابی و بوٹ وشو ہے
جو ر ہر صبح شم ہے نزی نخن میں
نخست طرز خود پسندی کو خو ہے
ہے تعلیم مغرب نئی جس کی رہبر
وہی پا گیا عزت و آبرو ہے
موجودہ وقت کو جو مستند دیکھ
نئی روش فیشن کی سب رنگ و بو ہے

رُخِ تنویر

ٹوٹ پڑے ہم پہ زمانے کی جفائیں ساری
ظلم و ستم رنج و الم اور ایذائیں ساری
رہتا ہوں شب و روز علاج و دوائیں ساری
اس دم کے عوض مال و دول تمہیں ثنائیں ساری
بے حجابانہ رُخِ تنویر پھرتے ہیں
اٹھ گئی دنیا سے بُرقعہ ادائیں ساری
آئے بھی وہ لیکن نہ ملے وصل کی نسبت
حالانکہ تمام رات لیں اُن کی بلائیں ساری
کافور ہو گئیں پری کے ساتھ سبھی اُستاد
دل کی شان و شوکت و رعین و چائیں ساری

بہ خطاب ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن پنجاب

اے ینگ مین مسلم عمر درازی
وہ ذات پاک ٹھہرے دائم تیرا حافظی
اے نوجوانوں سیکھو تم بھی زمانہ سازی
جہاں اتفاق ہو گا وہاں کیا کرے گا قاضی
معاف رہیں تمہارے سب مستقبل و ماضی
حاصل کرو جہاں کی تم منظور ریاضی
بس ایک دوسرے سے میل و ملاپ رکھو
آئیں کبھی نظر نہ فقرے پہ اعتراضی
شیریں زباں سے اپنی تم کام سب نکالو
اسراف ہو نہ دولت مشتق پہ بے اندازی
پاؤ گے مدد کو تم کس طرح پھر بچنے
جب تک نہ کچھ کرو گے سخاوت و فیاضی
عیش عش بھی کر لو گے تا لیٹ ہو جاؤ گے
ستار کی سنو گے تم جب کہ نظم تازی

۔ص۔ ۲۔ بہترین مستقبل ۲۔ جیو کی جمعی محبت کی جمع ۔۔ ۳۔ ۴۔ ...

اُستاد امام الدین دنیہ کے ہر لبس میں

عالم نہیں رہا کہ میں فاضل نہیں رہا
دانا نہیں رہا کہ میں عاقل نہیں رہا
کو تھر نہیں رو اکہ میں شاکل نہیں رہا
جُدا نہیں رہا کہ میں واصل نہیں رہا
تونگر نہیں رہا کہ میں سائل نہیں رہا
حقیقی نہیں رہا کہ میں ناقل نہیں رہا
مجنوں نہیں رہا کہ میں عشقی نہیں رہا
ناقہ نہیں رہا کہ میں محمل نہیں رہا
ہرقل نہیں رہا کہ میں ہیکل نہیں رہا
ہے شکر کہ جگہ کہ میں بزدل نہیں رہا
کاغذ نہیں رہا کہ میں پنسل نہیں رہا
حاکم نہیں رہا کہ مشل نہیں رہا
بیرسٹر نہیں رہا کہ موکل نہیں رہا
منصف نہیں رہا کہ میں عادل نہیں رہا
ڈپٹی نہیں رہا کہ میں جرنل نہیں رہا
عہدہ وہ کونسا ہے جو حاصل نہیں رہا
بی اے نہیں رہا کہ میں ایطل نہیں رہا
ممبر نہیں رہا کہ میں کونسل نہیں رہا
جرنل نہیں رہا کہ میں کرنل نہیں رہا
تمغہ نہیں رہا کہ میں ماڈل نہیں رہا
مقتل نہیں رہا کہ میں قاتل نہیں رہا

زخمی نہیں رہا کہ میں بسمل نہیں رہا
تنزل نہیں رہا کہ میں معطل نہیں رہا
عرصہ ملازمت میں مسلسل نہیں رہا
گل نہیں رہا کہ میں سنبل نہیں رہا
تیری طرح مگر میں عنادل نہیں رہا
رسطوں نہیں رہا کہ میں اجمل نہیں رہا
دارو نہیں رہا کہ میں ڈرل نہیں رہا
کیوڑہ نہیں رہا کہ میں صندل نہیں رہا
روغن نہیں رہا کہ میں زرل نہیں رہا
بڑ نہیں رہی کہ میں بوتل نہیں رہی
وسکی نہیں رہی کہ میں بیول نہیں رہی
مچھلی نہیں رہی کہ میں نقل نہیں رہی
کھانے نہیں رہی کہ میں ہوٹل نہیں رہی
طلس نہیں رہی کہ میں مخمل نہیں رہی
برقعہ نہیں رہی کہ میں کمبل نہیں رہی
نجن نہیں رہا کہ میں آنچل نہیں رہا
پرزے نہیں رہی کہ میں ہینڈل نہیں رہی
خشکی نہیں رہا کہ میں جل تھل نہیں رہا
سن سٹ نہیں رہا کہ میں ال جل نہیں رہا
سمندر نہیں رہا کہ میں ساحل نہیں رہا
بجلی نہیں رہا کہ میں بادل نہیں رہا
منطق وہ کون سا ہے جو حل نہیں رہا

دنیا میں کوئی عقدہ مشکل نہیں رہا
ذکر نہیں رہا کہ میں باطل نہیں رہا
رونق نہیں رہا کہ میں چھل بل نہیں رہا
صادق نہیں رہا کہ میں باطل نہیں رہا
پیمبر نہیں رہا کہ میں مرسل نہیں رہا
نمازی نہیں رہا کہ نوافل نہیں رہا
پڑھتا نہیں رہا کہ میں غافل نہیں رہا
قرآن نہیں رہا کہ حمائل نہیں رہا
کتب نہیں رہا کہ رسائل نہیں رہا
بھوت نہیں رہا کہ میں دنگل نہیں رہا
گرتا نہیں رہا کہ میں سنبھل نہیں رہا
قصیدہ نہیں رہا کہ میں غزل نہیں رہا
ہم دین نہیں رہا کہ میں فضل نہیں رہا

میں سیوتی افضی تھا نہیں رہے گا قاضی ہا بے نظیر تھا ہے
یہی نسخہ مرتی شعری کی حیثیت پڑھایا گیا۔ ۲۔ یل یل مہ و بے میں اس کے
بعد بھی محذوف نہیں بلکہ اس مصرعہ کے بعد میں مذکور ہے۔ تکرار سے بچنے کے
لئے دوبارہ مصرعہ نہیں دیا گیا۔

نادان میزبان

حضور نور کا کیسا میزباں ہے
کوئی ماچس چرٹ سگرٹ نہ پان ہے
میرے جانے پہ اس کو پیٹنا مت
بچہ ہے بھی کوئی شاہجہاں ہے
ترا کوچہ نہیں دارالاماں ہے
میرے لئے گلستاں بوستاں ہے
جب کبھی چلتی تری تیغ زباں ہے
بس نہ آندھی ہے نہ اندھیرا طوفاں ہے
رفاقت کا نزاکت کا بیاں ہے
بس سے میر زمانہ نہ دوستاں ہے
پیمبر کا جہاں پہ آستاں ہے
زمیں کا تنا تذکرہ آسماں ہے
زمانے کے مطابق جو چلے گا
وہ استاد چھپا سخن داں ہے

۱۔ تیل ۲۔ مسہ طرح ہے ۳۔ کیا شاہ صاحب نے شعر قصیدہ و غزل
ہیں ۴۔ قفل جناب شاہ صاحب کے در حضور کا نام ہے ۵۔ یہاں کے لفظ
کو شاہ صاحب چبا چبا کر بولتے ہیں۔ خاص۔

حورِ فردوس میرے بس میں

وہ گئے پانی بھرنے جو ہاتھوں میں لے گھڑا
بس اک قطرہ کے واسطے ڈٹ کر تھا میں کھڑا
میں نے کہا یہ نرمی سے اس نازنین کو
عاشق ہوں ترا یار میں دل وجان سے بڑا
بولی کہ میں کنواری ہوں گھر والدین کے
میں نے کہا کہ میں بھی ہوں اے جانِ من چھڑا
جب تک باتمیں ہو چلیں تو لطف وذوق سے
بس پھر رُخ تنویر پہ گھنگھٹ اُلٹ پڑا
وہ حور ہے فردوس کی مُستند کہ بشر
ششدر ہوا اس سے کہ مقدر کہاں بڑا

۔ [illegible] ۲۔ [illegible] کے نرمی سے مقابلہ میں [illegible] لطف [illegible] ۳۔ چھڑا [illegible] ۴۔ گھنگھٹ کی [illegible] شدہ صورت ہے۔

زمانے کے پھوں کو ہدایت

پھوتوں کی خدمت میں گذرش پیشتر کرنا
ہمیں ہوا کے کشتی پہ یہ نہیں ور بدر کرنا
سب کا دل خوش و خورم دکھ لسٹ ہتر کرنا
کسی جیسے بہانے سے نہ کھاڑا منتشر کران
ھی ہیں تار برقی ور اخبار گزٹ ہم میں
ھارا کام یہ ہے بے خبر کو با خبر کرنا
رڑو بے شک بہادر ہو غضنفر کی طرح لیکن
شکم کو چاک ہر گز نہ مثل شیر ببر کرنا
ہدایت ہو تمہیں استاد کی جانب سے بس اتی
غضب سے قہر سے ظلم و ستم سے نہ جبر کرنا

ـ کھاز ـ

شعر و سخن کی تیغ

بنا نہیں کرتے کہ وہ چھپ نہیں کرتے
جادو نظر سے کس کو وہ کھلا نہیں کرتے
عالم کبھی بے باک سے جھگڑا نہیں کرتے
جو رند کرتے ہیں وہ پیار سا نہیں کرتے
سیدھا نہیں کرتے کہ وہ الٹا نہیں کرتے
وعدہ مگر وہ ہر طرح سچا نہیں کرتے
تب تک وہ رقومات وصول نہیں کرتے
جب تک کہ ساہوکار تقاضا نہیں کرتے
شعر و سخن کی تیغ سے بھاگے سبھی حریف
کس کس کو ہم میدان سے پسپا نہیں کرتے
کرتے ہیں شعر اور بھی استاد نامور
لیکن جدید رنگ میں ہم سا نہیں کرتے

[illegible]

حُسن و عشق کا خنجر

حُسن و عشق کا حلق پہ خنجر جو چل گیا
قامت سرو پہ زخم کے پھولوں سے پھل گیا
بے دوں آہ کر جو قاتل قتل گیا
دنیا سے میں حسین کی گویا شل گیا
نالہ میر تھا عرش کے متصل گیا!
سُن سُن کے ظلم جگر فرشتوں کا ہل گیا
خدمت میں ن کی بارہا میں سر کے بل گیا
کہتا وہ رہ ر مرہ ہی تھا، آج کل گیا
مُستدو اٹھ جہاں سے انصاف عدل گیا
دُنیں کیا تھا وعدہ تو بائیں بدل گیا

۲۔ عشق ترتیب میں قابل ملاحظہ ہے۔ ۳۔ کی سرو قامت۔ ۴۔ بے دول
(اجتماعی) بے گناہ۔

شاعر کے کمالات

ے دل کبھی نہ بھی ہے تم نے مال شاعر
ہر رنگ میں دکھاتا ہے اپنا جمال شاعر
پہو، جس جگہ نہیں جبریل کے پر کی
وہاں تک رسائی رکھتا ہے برق خیال شاعر
فرش و عرش بنا کہیں کہکشاں بنا
شمس، بنا کہیں بنا اختر ہلا ل شاعر
ہیرے جواہرات سے نسبت انہیں ہے کیا
غلط ہے جو کہوں میں بدخشاں کا لال شاعر
پیدا ہوئی نہ ہوگی قیامت تلک اے دوست
دنیا میں مطلقاً نہیں ہرگز مثال شاعر۔
عالم کی ساکنیوں کا یہ ممبر ہے نہ کیوں
جب ہر زبان پہ رکھتا ہے اپنا وصاف شاعر
زمیں سے عرش تک تو تصرف نہیں اسے
رکھتا جستجو میں پھرتے ہو الیاس و خضر کی
دنیا میں جب موجود ہے خضر خصال شاعر
موت و حیات کا اسے اندیشہ نہیں ذرا
تیغ جفا سے ہوتا ہے کیا کیا حلال شاعر
استاد ہمسری کرے سلطان وقت کیا
بڑھ چڑھ کے اس سے رکھتا ہے جاہ وجلال شاعر

۔نظم کے ہر قافیہ کی صوت خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ علی مشتاق حسن

شعر تجارتی لباس میں

میں ہستی کی ہر اک شے بیچتا ہوں
پوشیدہ نہیں بر ملا بیچتا ہوں
یہاں تک دلیری جرأت ہے میرے میں
کوئی لے تو رقص و غنا بیچتا ہوں
سرے حرم سے میں برقعے اُتر گئے
بس اب میں تو شرم و حیا بیچتا ہوں
مثالِ حسیناں ہوں بن ٹھن کر پھرتا
میں دید و درشن لقا بیچتا ہوں
خوشی سے خریدار مجھ سے ہیں لیتے
ستم ظلم جور و جفا بیچتا ہوں
شعر و شاعری کے قابل اگر سمجھو تو وہ سمجھو
دکھا جو سخن ور اس وقت برق شو نہیں سکتا
لگا لے زور جیسے جس قدر چاہے تو اے حاسد
میری سخن ولایت کو تو ہرگز کھو نہیں سکتا
میری عادت خموشی ہے تری شکوے شکایت کی
تری ترغیب سے دشمن بدل میں خو نہیں سکتا
خدا رکھے سدا استاد کو اس بزم عالم میں
مسکراتا ہنستا بے مثال تیری رو نہیں سکتا

۔ [illegible] شیوہ سے تبدیلی کر کے قابل ملاحظہ [illegible] صاحب مشتاق ہیں۔

راجہ محمد افضل صاحب تحصیلدار گجرات سے سرگودھا

سرگودھا سے جا رہا ہے شیر مرد افسر
غمگین ہو رہے ہیں جتنے ہیں اہل دفتر
کیا کیا عدل و قضایا یہ کمال فضل
کہنا انہیں تو چاہیے تو شیروں کا ہمسر
سائل جو در پہ آئے خالی کبھی نہ جائے
یہ فیض کا خزانہ عام میں ہے سراسر
جہاں پہ رہیں خوشی ہے ان کے لئے ضروری
ہوں آگے پیچھے جن کے ملازموں کے لشکر
تحصیل دار صاحب اچھے تھے لائق فائق
بس یاد کر رہا ہے۔ یوں ہر صغیر و اکبر
ہم تو رہیں گے بسمل فرقت میں تڑپتے ہی
آپ وہاں دیکھیں گے حور و پری اور پیکر
گو دل تمہارا وہاں بھی لگ جائے گا عشرت میں
یہ گجرات کی سائی کو کرو گے یاد اکثر
تیار بھی تو ہوں گے افضل استاد شہید
دیگر پشت پناہ ہے ڈپٹی حسن جو اختر

درد صاحب کا کلام اور اُستاد

بیدرد سے پڑھے کوئی سخن کلام درد
کھائی نہ جس نے دل پہ نہ خنجر حسام درد
حاسد حریف کے نے خبر ہے یہ کیا ہو
ہے عاشقاں وسطے مرز مقام درد
آئے وہ ذوق شوق سے آزمائش کیلئے
چکھا ہو جس نے ساقی لبریز جام درد
شرق و غرب جنوب و شمال وہی تک نہیں
فرش و عرش پہ رکھتا ہے یہ دھوم دھام درد
خوش خرم مذاق لطیف کوئی نہیں
دفتر لکھا ہوا ہے مصائب آلام دہام درد
نالہ بکا جنہوں نے نہیں عمر بھر کیا
ان سنگدلوں کے واسطے آیا پیغام درد
سمجھیں گے اس کلام کی عزت قدر وہی
جن کے دل و جگر میں ہے رہتا مدام درد
دیگر کتب کے تکنے کی حاجت نہیں استاد
لبریز ہو چکا ہے اک عالم نظام درد
یک معشوق پان فروش کے لباس میں
گا بیٹھی تری خاطر فقط پانوں کی ہٹی ہوں
عشق شطرنج میں تیرے مثل فرزی ہوں
تُو تو گاؤ ساتھ بیٹھے کے مگر لیکن
نہ پوچھو حال دل میر حسن خنجر کی چھوٹی ہوں

تری الفت محبت کا گلہ کچھ کر نہیں سکتی
جگر چھلنی ہو میرا، گی دام میں پھنسی ہوں

زمینداری زرعت کا ہے پیشہ اکھوں پشتوں سے
کہ اعلیٰ گھرانوں سے میں اصل ذات جٹی ہوں

یہ کیوں احسان جتاتے ہو سدا استاد کو آکر
میرے پیارے میں تیرا ہوں نہ مٹا ہوں نہ مٹی ہوں

۔ نقص خدجی رہ گیا ہے۔ ۲۔ سرقہ۔ ۳۔ رہ حسن [illegible] صاحب کی [illegible]
م [illegible] ہے۔ ۴۔ معلوم۔ ۵۔ [illegible]۔

دستارِ فضیلت اور ایل ایل ڈی کی ڈگری

ہے شکر لاکھوں کہ میں ایل ایل ڈی کی ڈگری ملی
اک برق کی مانند گویا سر پہ ہے پگڑی ملی
ڈگریاں اوروں کو بھی ملتی ہیں لیکن مجھ کو آج
سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے ہے تگڑی ملی
سن انی سو تئیس کا دن اور یکم اپریل ہے
یاد رکھنا تیرا سو اٹھائی ہے ہجری ملی
لاکھ ہا کے سامنے اس در کو ہیں کرنے پڑے
تب کہیں جا کر کے یہ کم بخت سُسری ملی
ڈھونڈتا پھرتا تھا میں استادوں کے شوق سے
بہت مشکل سے ہے مجھ کو فن کی نگری ملی

۱۔ نگر کے ساتھ تعین کرے تا ہیر مزید ہے۔ ۲۔ استاد صاحب کی خدمت میں
بعض اصحاب نے یہ مصرعہ بطور طنز پیش کیا تھا۔
۱۔ سن یکم اپریل۔ ۲۔ گویا استاد صاحب کو فن کی نگری مل گئی ہے۔ ۳۔ سیوڑی کا بھی

افسر ماتحت کی جنگ

جب سیکرٹری کی خدمت میں میری غزل گئی
رنجش اسی کے باعث پھر بنتی شکل گئی
طیش و تپش میں سمجھے نہ کچھ وہ بھی ہائے افسوس
افسر ماتحت میں ہوتی جنگ و جدل گئی
کڑھتے تھے دیکھ دیکھ کر تتے نقط کو وہ
مجرے کے قافیے کی جو بندش نکل گئی
لکھیو یہ سب کمیٹی نے جنرل اجلاس کو
پڑھ محکمے میں یہ ہے خرابی خس گئی
سن کے صدر کی گفتگو ممبر ہوئے خاموش
سب بدل و قوت کی صورت شکل گئی
صغر علی کے بول کو بدل کرے خدا
ٹلی بلا سر سے پہ تھی، لیکن یہ ٹل گئی
دوست احباب خوش ہوئے سنتے ہی اس قدر
لکھوں سروں سے ٹوپی اور پگڑی اچھل گئی
داخل ہوئے مستند تھے معتنے کے وسطے
نکلے جو میکدہ سے تو دنیا بدل گئی

تاج برطانیہ

جس رز کو دارا نہ سکندر سمجھ
اس وقت کا ملک معظم سے بہتر سمجھ
ناہیں مجھے ہو کبھی نہ ہیں سمجھو گے حشر تک
جو کہ دنیا کی حقیقت کو ہے رُخ نور سمجھ
کیسے ہو سکتی ہے اس سے سول کی نافرمانی
جو کہ ہر گورے کو لفٹنٹ گورنر سمجھ
لگا دیں گے ایک دن شورش پسندوں کو
جو حکم کپتان پولیس ڈپٹی کمشنر سمجھ
دیکھ جاتا ہے اخبارات کی دنیا میں
بعض اشخاص نے حکومت کو تمسخر سمجھ
شہر میں امن ہے مقام صدر ہے خوش
ڈیک صاحب کمال کا بہادر و دلاور سمجھ
کون دم مارے مقابل میں اُستاد
جب کہ تاج برطانیہ کا کوئی ہمسر سمجھ

[illegible]

گاندھی کا شطرنج

گاندھی نے عجب چوپٹ و شطرنج کھڑی ہے
کوئی گاٹ تو مر چکی ہے تو کسی کی گرفتاری ہے
تاہم بھی پکٹنگ کا سلسلہ ہر طرح جاری ہے
کہیں منظر بزاز ہٹ ہے تو کہیں آب کاری ہے
کسی دوکان پہ مرد کھڑا ہے تو کسی پہ ناری ہے
کہیں محمد نواز ہے تو کہیں رام گردھاری ہے
گو کثرت سے مہروں کی تعداد و شماری ہے
لیکن صیاد کا جال بھی بے انداز بھاری ہے
حد سے بڑھی قوم کے سر پہ ظلم و جفا کاری ہے
مدد شان کریں کہ اب تیری باری ہے
معاملہ دیوانی تھا لیکن اب بعض جگہ فوجداری ہے
جس کے سبب سے عالم میں ماتم بپا اور آہ و زاری ہے
اس تحریک نے اس قدر کاروبار کی جڑ ماری ہے
کہ بڑے بڑے تاجروں نے دیوالے کی درخواست گزاری ہے
ہزار شکر ہے پروردگار کی ذات کا اُستاد
کہ اب خبروں کے ذریعہ سنی جاتی صلح کی تیاری ہے

ترجیع بند

افسوس وہ بہار و وقت شباب گیا
میرے دل کا سردار اور موج شراب گیا
اندھیرا ہوا جہاں میں جب و رنگ ماہتاب گیا
آہ دل مجروح فرقت کا دے کر عذاب گیا
دل ہی کی دل میں رہی بات نہ ہونے پائی
دمِ آخر اس سے ملاقات نہ ہونے پائی

قافیہ

ن کے سے ہے لکھ دیا ہم نے یہ شُتر قافیہ
ڈھونڈتے پھرتے تھے جو اہلِ سخن و رقافیہ

کیوں کرو تم ورق گردانی کسی دیوان کی
جب پیشِ خدمت ہو گیا ہے ایک دفتر قافیہ

شوق کی گردن جھکا کر جب پڑھو گے بار بار
پاؤ گے اس میں ہی تم بہتر سے بہتر قافیہ

جس طرف یہ حکم دے تعمیل کرتا ہے اُدھر
بس اک قسم کا سمجھو شاعر کا دبیر قافیہ

ہر طرز کا پڑھ کر تم کو دکھ دوں گا جناب
آج کل عالم ہے اُستاد اور افسر قافیہ

ترکیب بند

مشہور جو عالم میں میرے عشق کا فسانہ ہو
ہو دشمن جاں سب اپنا بیگانہ ہو
وہ کون سا آفت ہے جو مجھ پہ نہ گذری
نہ جسم میر جس کی تیغ نگاہ کا نشانہ ہو
سخت جاں کے باعث بچتا ہوں ورنہ کس طرف
زخمی و گھائل بسمل نیم اور تلملا نہ ہوا
اس گلشن دہر میں مثال سیماب رہا ہوں میں
ایک چکر و بگولہ اور انقلاب رہا ہوں میں

قطعہ

جب وہ غبار سے دو چار ہوتا ہے
دل پہ سخت اضطراب و قلق ہوتا ہے
میرا رشک بھی یک قسم کا رنگ و تغیر ہے
جمع ہر روز تماشائی خلق ہوتا ہے

مثلث

تیرے قدموں میں یا موسے نکل جائے میرا دم
اٹھائیں نہ محشر میں مصیبت رنج اور غم
بجز تیرے نہیں رکھتے محبت غیر کی ہم

ہلاکو خاں

کہہ دو جا کر رہبر و اما سے
شاعری بھی کم نہیں الہام سے
دل نہیں ڈرتا کسی وہم سے
گر ڈرے سہراب و رستم سام سے
جلد وہ بھی لرزے میرے قلم سے
کانپے ہلاکو خاں میرے اجسام سے
اترے جب ملنے کو بالا بام سے
ہو گیا محشر بپا ہر گام سے
استاد اب ٹھہرے نہ روک و تھام سے
گر تسلی بھی کرو اہتمام سے

ایک دوست کے گھر لڑکا تولد ہونے کی خوشی میں

اس سے نرتان نجھ آج کل خوش گاتا ہوں میں
بوئے گل کو زندگی کا راز داں پاتا ہوں میں

آگے آگے دیکھ یہ آپ نے دیکھا ہے کیا
یہ پری پیکر کا کیا کیا ناچ نچتا ہوں میں

یہاں تلک مجھ کو خوشی ہے لیے شمس و قمر کی
نوٹ چاندی چیز کیا ہے پونڈ لٹواتا ہوں میں

روٹھتا ہے اور من جاتا ہے اونی چیز پر
جب سے چھینی کی بی ہاتھ پکڑاتا ہوں میں

رشک سے جلتے ہیں دفتر مانی و بہزاد کے
جب رخ تنویر کی تصویر کھچوتا ہوں میں

سب گئیں ، بیٹری کچھ تاب رکھتے ہی نہیں
جب کبھی چہرہ مثال برق چمکاتا ہوں میں

بہت لیے ہیں کہ جو عزت کریں استاد کی
چند لیے ہیں جنے ایک آنکھ نہ بھاتا ہوں میں

جناب حامد مختار صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات

پولیس میں بہت دیکھے ہیں جابر و تیز سپرنٹنڈنٹ
لیکن مختار حامد بے نظیر ہیں دلآویز سپرنٹنڈنٹ
خدا رکھے سلامت با کرامت ان کو لاکھ سپرنٹنڈنٹ
کیونکہ ہے یہ ایک جامِ محبت کا لبریز سپرنٹنڈنٹ
ان کے اخلاق و محاسن کو بھی یاد کرو گے جناب
جب کوئی ضلع گجرات میں آ گیا قیامت خیز سپرنٹنڈنٹ
بڑے بڑے عظیم الشان انسان آتے ہیں خدمت میں
جب کبھی دفتر میں لگا کر بیٹھتے ہیں کرسی و میز سپرنٹنڈنٹ
جان پہچان والے ان کو پہچان سکتے ہیں ایک
ورنہ اجنبی کو یہی پتہ چلتا ہے کہ ہے کوئی انگریز سپرنٹنڈنٹ
شوق کے دوربین سے حال جانچ دیکھ لیں ہر
کیونکہ یہ کئی جگہ ہوتے ہیں جلوہ ریز سپرنٹنڈنٹ
کون آئے مدمقابل جب کہ کرچ و تیغ و خنجر
اپنے ساتھ رکھتے ہیں فتح و نصرت و پرویز سپرنٹنڈنٹ
پبلک میں مشہور ہے ان کی ہر دلعزیزی استاد
کیونکہ نہیں کرتے تھے علی و ولی سے نفرت و گریز سپرنٹنڈنٹ

ملک الشعرا کا خطاب اور اس کا شکریہ

دل حمد کہہ دل اس خدا کا
کہ مالک ہے جو بندہ تجھ کا
کر و ذکر پھر سرور نبیء کا
کیا سیر جس جب کے عرش علا کا
نہیں آسرا کوئی تیرے ورسوا کا
اس اولی گنہگار عاصی گدا کا
عنایت سے تیری بندی پہ پہنچی
ہوا نہ میں محتاج بس ہا کا
شکرلکھ ان کا جنہوں نے ہے مجھ کو
دیا لقب و خطاب ملک الشعرا کا
سدا گیت گاتا رہوں گا خوشی سے
تمہاری محبت و شفقت عطا کا
دل خوش بخوش ہو کے دامن کو بھر لو
کھلا باب ہے آج مہر ووفا کا
بدل جاؤ تم بھی خیالات ادھر کو
جائے بدل جس طرح رخ ہوا کا
کبھی بھی اے ایم اے پی ایچڈی ہوں
کبھی نام پاتا ہوں فخر الشعراء کا
سوزش عشق نے ہے مرجھایا چہرہ
میں ورنہ رشک تھا شمس الضحا کا
عجب کشش نعت تو سیر سخن ہے

یہ چھین دن جس نے ہر دربا کا
گذر گئے وہ جب گمنام میں تھا
اب تو چرچا ہے عالم میں میری صد کا
اگر اثر ڈالے نہ یہ سخن میرا
تو بے شک ہوں مستحق اک سز کا
کوئی بشر اس وقت ایس نہ ہو گا
جو نہیں شیفتہ میری طرز ادا کا
کچھ اب کے مشاعرے پڑی گزیدیشن
ہوا رنج دل کو تاریخ التوا کا
اگر مل گئی مجھ کو مُستد فرصت
تو ہمسر بناؤں گا بانگ درا کا

محمد حسین شوق باغبان گجراتی

بیلزوں کی طرح ڑدوں تیرا نکوڑ محمد حسین
ور کہ پھر تو جائے گا کسی ڈکٹر کے پس دوڑ محمد حسین
آج تم کو میں بیٹھ پہ ڈگر و تیر کر دوں گا
پڑ نہ جانا جلدی ہی دل سے تنگ و سوز محمد حسین
یسا تیرے تن بدن کے ساتھ رہوں گا دلچسپی سے
جیسے شرب کے ساتھ کباب ور مچھیو پکوڑ محمد حسین
کسی شخص کو جرات نہ ہو گی کہ میرے پیچھے سے چھوڑ ے
ایسا تیرے سرکوز تو سے دبا رکھوں گا مثال کسوڑ محمد حسین
پندرہ اپریل سن اکتیس کو جو تم نے ہجو پڑھی تھی
س کے جوب میں ہے آپ کی خدمتیں بیھ گندوڑ محمد حسین
تب تک میرے رگڑے سے رہائی دشوار ہو گی
جب تک نہ وپر سے کوں لگ ئے آہنی ہتھوڑ محمد حسین
میری بندی کو کبھی عمر بھر نہ حاصل کر سکو گے
چونکہ تم یک پتے اور ناٹے قد کے آدمی ہو مثال حموڑ محمد حسین
شعرو شاعری سے تمہیں کیا تعلق ہے طفل نادں
جاؤ بھینسوں کا گوبر کچھو پکڑ کر ہاتھ میں پھاوڑ محمد حسین
تو نہیں جانتا کہ میں شیر ببر کا حکم رکھتا ہوں
خون پی جاؤں گا ور یک یک کرکے رکھ دوں گا چیر چوڑ محمد حسین
چونکہ مد مقابل آئے ہے خیب حریف و حاسد
اس نے ستادوں نے چند حروف کا دیا ہے جواب تلخ و کوڑا محمد حسین
ہم نے مانا کہ تم پورے ہو چورو ڈاکو محمد حسین

لیکن میں بھی ہوں تیری جان کیوں سٹے خصہ ہلاکو محمد حسین

جرح و ڈاکٹری کا ہنر و کسب ہر طرح جانتا ہوں

شب و روز میرے پاس رہتے ہیں نشتر و چاقو محمد حسین

خدا خواستہ گجرات میں تیری قبر کیلیے جگہ نہ ملے

تو پھر انشاء اللہ میں کھینچدوں گا کالے شاہ کو کو محمد حسین

تم ایک باغباں کے لونڈے بچے ہو سبزی فروش

میں قوت رکھتا ہوں رستموں گاماں امام بخش و ہاکو محمد حسین

وہ کسی روز پیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ کیا کہتا ہے

آج میں تم کو پلا کر چھوڑوں گا پشاوری تماکو محمد حسین

استاد کہتا ہے کہ تم رعب بزم سے تھر تھر رہے ہو

بس تمہارا نام ہونا چاہیے اس سے باہر کو محمد حسین

۱ حلوہ۔ اس میں کوئی حرف زائد نہیں ہے۔ ۲ کھینچ ۳ پہلے مصرعے میں [illegible]

[illegible]

حالاتِ معطل*

زباں کسی سے کل یہ آوازہ نکل گیا
ہے تیرے دشمنوں کا جنازہ نکل گیا
میں نے کہا کہ شکر ہے اس ذات پاک کا
بوسیدہ شہ ہو تھا کہ تازہ نکل گیا
سیکرٹری نے جب سنے حالاتِ معطل
چہرے سے رنگ و سرخی و غازہ نکل گیا
بیٹھے سرے جہاں میں کبر و بیریل
مجلس بھری سے سب دو پیادہ نکل گیا
پبلک تمام خوش ہوئی استاد ہے جب سے
سرکش طبیعت گردن فرازہ نکل گیا

* معطل کی تصحیح شدہ صورت ہے۔ یہ نظم اس موقع پر لکھی گئی ہے جب کہ سیکرٹری محکمہ جس نے استاد جب کو معطل کیا تھا۔ بعد میں بحال اور چیف کے عہدہ وجیہہ سے خود ہی معطل ہو گیا۔ خادم۔

حصہ دوم

صورِ اسرافیل

اقبال برطانیہ

رہو خیر خواہ تم جو برطنیوں کے
تو مالک ہو گے بھی سلطانیوں کے
جو بگڑو گے مثل ہندوستانیوں کے
تو ہمسر ہو گے بھی زندنیوں کے

ہے دنیا میں ہر شے خوشامد سے چلتی
سو اس کے ہے رشت آمد سے چلتی
غضب ہے جہاں تک سارہ حکومت
نہ جانے گا ہرگز یہ ہر حکومت
مقابل میں آئے جو وار حکومت
کرے گی سے پارہ پارہ حکومت

فوجوں میں دیکھے تمارے عجب کے
کہ جنگی ہیں سامان غیظ وغضب کے
گر جا کے دیکھو بھی سامان طوفانی
تو کہہ دو گے تم ہے غضب آسمانی
نیتوں نیتوں تکو گے تو ہو گی حیرانی
چاہے مرد ہو یا کہ ہونی زنانی
تجربہ شرط ہے تو آزما کے دیکھو
ذرا چھاؤنیوں میں چکر کھا کے دیکھو

بڑا خوفناکی ہے سامان جنگ کا
لگا ہے کہیں ڈھیر توپ و تفنگ کا
رکھا سلسلہ عجب طرح ڈھنگ کا

گر یک دینی ہے وہ جو فرنگ کا
نہ عالم میں ہو گی مساوت یکی
خوت، محبت، عنایت یکی
ہے ک ک جوں شان شیر ببر کا
نہیں جن کو ذرہ بھی خوف و خطر کا
یہ خنجر و کمان کوئی تیغ و تبر کا
نہ رکھتے ہیں پروہ وہ خاسد عمر کا
صفیں چیر دیتے ہیں دشمن کی ڈٹ کر
یہ دم بھر میں رکھتے میں لکھو کو کٹ کر
نہ جب تک کوئی دے تحریری نوشتہ
نہیں جوڑتے اس سے ہر گز رشتہ
عیسی ہو مریم ہو یا کوئی فرشتہ
گو کس قدر ہو بھی وہ اعلی شائستہ
کسی شخص کو دم دلا سا نہیں کھاتے
اسی وسطے سٹ پٹا نہیں کھاتے
کہیں سے بھی جائیں جو لشکر چڑھا کر
تو پھر سوچتے ہیں مخالف بد کر
ہے بہتر چلے جاؤ تم بچ بچا کر
نہ گلزار ہستی کو رنگ حنا کر
مرو نہ ڈرو یہ خلقت خدا کا
نہ دکھلاؤ ان کو وہ نقشہ فنا کا
گگنے پہنچ مری سے شرق و غروب تک

تصرف رکھتے یہ چین و عرب تک
ہے بے قراری دوں کو یہ تب تک
فتح نہ کریں گے یہ عالم کو جب تک
کہاں وجہ پہ ہے سنیدی شکل کا
جو کالے کو دیکھو تو بود عقل کا
ہر یک سلطنت میں ہے وکالت نکی
تھانے تحصیلیں عدالت ہے ان کی
شاہوں کو مارنے جرات ہے نکی
عرش پہ ترقی کے حالت ہے ان کی
بتاؤ کوئی بشر یہ در بخت کا
بنا ہو جو معراج شدت تخت کا
قدم جس جگہ میں لگایا انہوں نے
سے رشک جنت بنایا انہوں نے
تہذیب عمل سب سکھایا انہوں نے
ویرانوں کو کیا کیا سجایا انہوں نے
زمانے میں ان کی لیاقت کو مانا
قوت صفائی کی حالت کو مانا
حکومت نے کیا نہ بتایا ہے ہم کو
بی اے ور ایم اے پڑھایا ہے ہم کو
تہذیب عمل سب سکھایا ہے ہم کو
حیوانوں سے انسان بنایا ہے ہم کو
ترقی کے، شان و شوکت کو دیکھ

زر و دولت وجاہ و حشمت کو دیکھا
جو علمت میں دیکھو مسیح کے ثانی
نصف عدل میں ہیں نوشیروانی
وزیر گفتگو میں ہے وہ خوش بیانی
کہ لیں جن کی تصویریں بہزاد و مانی
کرے کون دعویٰ بھلا ہمسری کا
جو جروے بدن ہو نیا قیصری کا
حکومت نے کھولے خزانے علم کے
مٹا ڈالے دفتر پرانے علم کے
کبھی میں جو ہرت کانِ علم کے
قدر دن اصلی ہیں شانے علم کے
دنیا میں ایسا کاہے نہ کوئی
مطلق ہے ان کے برابر نہ کوئی
کہاں تھے یہ اسکول و کالج مدرسے
جو آتے نظر ہیں مثال بدر سے
مسلسل پڑھے ہو جہاں تم قدر سے
مقولات سیکھتے ہو کیا تب و در سے
کرو شکر دل سے حکامِ وقت کا
مسند وج پہ ہے جو یاور بخت کا
بونہ کسی کو سونے حکومت
چلو جس طرح چلائے حکومت
ہمیشہ رہو زیرِ سایۂ حکومت

جھکو جس طرح سے جھکائے حکومت
یہی شان و شوکت یہی آبرو ہے
سو اس کے نشانہ باغی عدو ہے
مدن کو خاصہ ترقی کا رستہ
کیا سر کو خم جو رہے دست بستہ
ہنر فن دکھا کر تو پڑتا ہے پکستہ
وزیر اور ہوتے ہیں حالت خستہ
ہے رنجوں کا دفتر خلاوت نہ رکھو
حکومت سے ہرگز عداوت نہ رکھو
کسی کو تو کونسل کا ممبر بنایا
کسی کو ہے لفٹین و میجر بنایا
کسی کو ہے کرنل کمشنر بنایا
کسی کو کہیں کا گورنر بنایا
دیئے عہدے تم کو حکومت نے کیا کیا
کیا شور تیری رعونت نے کیا کیا
عنایت برٹش سے ڈاکٹر بنے ہو
پلیڈر، وکیل و بیرسٹر بنے ہو
شریفوں بزرگان مسٹر بنے ہو
اخبار و گزٹ کے ایڈیٹر بنے ہو
لی تم کو عزت کی کرسی فرش پہ
کیا اب پہنچنا چاہتے ہو عرش پہ
پڑے جب کسی کو وقت مشکلات کا

ہوا ہے وہ محتاج اسی سلطنت کا
مٹاتے ہیں جھگڑے یہ ہر مملکت کا
وجود ان کا چشمہ ہے کہ مصلحت کا
سنو غور سے جو ہیں ارشاد کرتے
شاگردوں سے سب کو استاد کرتے
تم حاکم کی مرضی رضا کو پہچانو
پوچھو نہ بلکہ ہوا کو پہچانو
زمانے کی چلتی ہو کو پہچانو
فنا کو دیکھو بقا کو پہچانو
کیوں کٹو چند روز یہ حسرت کی زندگی
گزرو عزیز ان عشرت کی زندگی
کبھی حاکموں کے مقابل نہ ہونا
فتنہ فسادوں میں شامل نہ ہونا
شور و شر کا بھی حامل نہ ہونا
ہماری نصیحت سے غافل نہ ہونا
ہمیشہ برادر رہے یاد تم کو
کہ جو کچھ کہا ہے یہ استاد تم کو

۱۔ برطانیہ ۲۔ نئی حکومت بادشاہی ۳۔ مرد عمل کانگریس ۴۔ آفتاب مقصد، مراد
حکومت کا [illegible] ہے۔ [illegible] یہ حکومت کسی کے [illegible] نہیں [illegible] حق۔ حکومت کا
[illegible] قانون [illegible] ہے۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] صورت [illegible]
[illegible] کاٹ کر [illegible]
[illegible] ہے۔ ۳۔ [illegible] کا روز [illegible] گیا ہے۔
۳۔ مطلب یہ ہے کہ آج کل [illegible] قوموں کا [illegible] رہا ہے۔
۴۔ انصاف

اُستاد امام الدین چچال کے لباس میں

حد درجہ ناامیدی و حسرت اداس سے ہم
لے سر اٹھ رہے ہیں کسی آستاں سے ہم
جب کامیاب ہوتے ہیں ہر ایک میدان سے ہم
کیا ڈر سکیں گے دنیا میں ہلاکو طوفاں سے ہم
پامال کر دکھائیں گے دشمن کی فوج وج
بدل لیں گے کروٹیں جیسی خوب ترں سے ہم
آیا نکل جدھر سے داخل وہیں کریں گے
کہتے ہیں قسم کھا کے حدیث و قرآں سے ہم
برق تپاں ور بم کے گولے کا کیا کہوں
لڑنے کی جرأت رکھتے ہیں توپ وہاں سے ہم لڑیں
گے نہ اتنا سے جب کہ چڑھ گئے
سرمست ہو کے بادہ آتش فشاں سے ہم
زندگی میں ملک گیری تو ہرگز نہ دے سکیں گے
جب تک کہ مٹ نہ جائیں نام و نشاں سے ہم
سننا پڑے گا آپ کو غور و فکر سے سب
جو کچھ کہیں گے اس وقت تیغ زباں سے ہم
لڑنے سے منہ نہ موڑیں گے سمجھے یہ حکومت
سہراب و سام اور کہ رستم ایراں سے ہم
کرنا پڑا حریف سے جنگوں کا سامنا
اب دیکھئے گزرتے ہیں کس کس مکاں سے ہم
عزت رہے یا زائل ہو مال و جاں بھی

بس اُف نہ کریں گے کبھی سود و زیاں سے ہم
کیوں ڈر رہے ہو تم ہٹلر کی ذات کا؟
لاحول پڑھ چکے ہیں جب ایسے شیطان سے ہم
پھیلی رہے ہیں جب بحر و سمندر کی طرح سے
دولت و پونڈ نوٹ اور جنگی سامان سے ہم
مدد گورنمنٹ سے پیچھے نہیں رہے
سر سکندر اور کہ مر [illegible] خاں سے ہم
دے ٹال ذات پاک مصیبت تمام کو
شب و روز دعا مانگتے ہیں آسمان سے ہم
برطانیہ جناب کو دیوے فتح خدا
لڑنے لگے ہیں جرمنی و حبشی جیوں سے ہم
پنجاب و ہندوستان کو مطیع رکھے استاد
بھرتی کے خواہش مند ہیں ہر نوجوان سے ہم

آپ کے مال سے [illegible] آپ نہیں بلکہ حفاظت مقصود ہے [illegible] آپ کا [illegible] ہے۔ [illegible] سے مقابلہ کرتے ہیں۔ [illegible] دشمن کو بھی اپنے ملک پر قبضہ نہ [illegible] دیں گے۔ [illegible]

ہٹلر اور اس کا ظلم

کیا شور محشر اٹھا ہے ہٹلر
تہذیب ادب گنوایا ہے ہٹلر
بہشتوں کو دوزخ بنایا ہے ہٹلر
مکاں کے مکاں کو جلایا ہے ہٹلر
کوئی قصہ اس کے ظلم کا نہ پوچھو
نقشہ تباہی عدم کا نہ پوچھو
غضب قہر کیا کیا دکھاتا ہے ہٹلر
کہ ہر سلطنت کو دباتا ہے ہٹلر
خونوں کے آنسو رلاتا ہے ہٹلر
نہ کہ آنکھ ہم کو تو بھاتا ہے ہٹلر
فکوں جلا دوں کا یہ بپ دیکھ
تپ دق سے بڑھ کر یہ تاپ دیکھ
ہٹلر کا وعدہ یہ تاب سے تپ رہا ہے
خلق خدا کا تا خلف یوں تپ رہا ہے
افسوس خلق خدا کپ رہا ہے
نہ کوئی روکتا نہ سے تپ رہا ہے
غم و غصے سے ہے پیچ و تاب کھاتا
کئی سو انگاروں سے ہے بڑبڑاتا
کب تک یہ ظلموں کی گدی چڑھے گی
آخر فلک سے زمیں پر پڑے گی
خلقت کبھی ڈور لٹ گھرے گی

کاغذ کی بس بن کی پتی اڑے گی
خدایا مٹا یہ بانی ظلم کا
کہ ہم پہ پڑا بوجھ دور و غم کا
دنیا میں جرمن حکومت نہ چاہیے
اس کے مٹنے میں غفلت نہ چاہیے
سطحِ ارض پہ یہ سلطنت نہ چاہیے
کوئی نام یا علامت نہ چاہیے
موذی ہے پوری جفا کاریوں کا
آتش فشاں اور بم باریوں کا
ہٹلر ہوا ان دنوں ہے دیوانہ
مٹا ڈالا جس نے ہے اپنا بیگانہ
کیا جو بھی حملہ سبھی وحشیانہ
مکانات شیشہ ہوئے سب ویرانہ
دنیا میں جرمن غضب کر رہا ہے
ظلم بے وجہ بے سبب کر رہا ہے
جرمن نے ڈالے فسادات کیا کیا
لگائے حرب ضرب آلات کیا کیا
ہوئی بمبوں گولوں کی برسات کیا کیا
فلک بوس گر گئے عمارت کیا کیا
سائنس کی دنیا سماں ہو گئی ہے
امت کر کے جان وبال ہو گئی ہے
چند ملکوں پہ دشمن فتح پا گیا ہے

جس سے ہر دل پہ خوف و خطر چھا گیا ہے
شب و روز غم ہم کو یہ کھا گیا ہے
وقت پچھا دے کر جو پھیر گیا ہے
جس نے جنگوں کو بڑھایا ہوا ہے
وہ سابق ہمیں ڈرا رہا ہے
پوچھو نہ بشر یہ کیا کر رہا ہے
فریب و مکر و دغا کر رہا ہے
وہ ہستی کو رنگ حنا کر رہا ہے
ظلم ستم کی انتہا کر رہا ہے
پیدا ہوا ہے یہ فرعون ثانی
یزید و شمر، ملعون ثانی
تو اپنے فضل کرم کر یا الٰہی
بشر کر رہا ہے بشر کی تباہی
تڑپتے ہیں انساں مثل مرغ و ماہی
غضب ڈھا رہی ہے ہوئی ترقی
لاکھوں کے نام و نشاں مٹ گئے ہیں
اٹلی فرانسو یونان مٹ گئے ہیں
بڑی سخت ہے ستی قوت روسی
دنیا میں جس نے ہل چل مچا دی
ہے یہ جنگجو اور لڑاکا فسادی
یہ مثل ہلاکو ظلم کا ہے عادی
ستار اس میں حکمت کوئی مصلحت ہے

ورنہ یہ چھوٹی سا اک سلطنت ہے

برطانیہ کو فتح یہ خدا دے

بہت جلد دشمن کو نیچا دکھا دے

کوئی کامیابی کی صورت بنا دے

زمانہ مبارک ہمیں یہ صدا دے

تیری بارگاہ میں دعا کر رہا ہوں

مثل ولی اولیاء کر رہا ہوں

سفر ک اور جلاوطنی ف اور م کو مسودہ شدہ ہے ۲ ساتپ ۳۰ جنوری ۳ سنہ ۵

ظفر

تھوڑا سا صبر اور دل بیقرار کر

منظور یہ ذں مری پروردگار کر
ٹلی، جاپان جرمنی اندر مزار کر
اک لکھ چوی ہزار پیغمبر کے واسطے
ویرن نہ یہ دنیا کا باغ وبہار کر
یہ جنگ ہاویہ ہے قیامت کا نمونہ
ٹں ہے گلشن ہستی شور • پکار کر
مشکل کیوقت کام تمیرے تھی یکدت
سوی کن طرح مجھے سے دارو مدار کر
کبھی خود آکے دیکھ لباس مجاز میں
خوں ریزیاں جہان کے درشن دیدار کر
ہزرہ ہے مرچکی خلقت تڑپ تڑپ
مدہم یہ جنگ غضب کے شعلے شر ر کر
مانا کہ گفتگو میں ہیں گستاخ وشوخیاں
تاہم بھی بخ فضل تو رب غفر ر
بکر مد تو یہ مد ستاد کو جوب
تھوڑ سا ور صبر دل بے قرر کر

ہٹلر کا سر کچلو

یہ مطلع رہے زید خد عمر کو
کچل ڈالو لبل کے ہٹلر کے سر کو
کوئی ہاتھ پاؤں پکڑے تو کوئی کمر کو
دم بیٹھے دینا نہ اس فتنہ گر کو
سزا اس کی یہ ہے ہر قصبہ و شہر کو
گھسیٹ کر دکھاتے پھر دربدر کو
جہاں پہ بھی پاؤ توقف نہ کرنا
دھڑ دھڑا چلا دینا تیغ و تبر کو
تب تک لگاؤ بجارات دل سے
سدھارے نہ جب تک عدم کے سفر کو
گر مار ڈالو یہ فرعون ہستی
سمجھو کہ مارا یزید و شمر کو
بجھانیہ کے سو کون روکے
ظلم ستم قہر و جفا جبر کو
استاد دن رات ہم بات کر کر
رکھو دو جدا کر دشمن کے گھر کو

بربریت اور صبر و تحمل

ہوتا ہے شیر رُونی مشکل کے سامنے
بُزدل کی کیا مجال ہے چنچل کے سامنے
تنہا فقط سمجھتے ہیں نازی بچے کو ہم
سائل کھڑا ہو جیسے فنا نُشل کے سامنے
اُودھر تو بربریت ہے اوچھی پڑی تمام
ودھر ہیں خاص صبر و تحمل کے سامنے
صدیوں سے یہ مانا ہو دنیا میں ہے صول
حق کامیاب ہوتا ہے باطل کے سامنے
ہوتا پڑا پنجاب ہندوستان کو ضرور
ایسے بے رحم ظالموں قاتل کے سامنے
میدان کا رزار میں عزت رکھے خدا
ایسے مہیب مہلک اوہل کے سامنے
ہوگز کبھی نہ ہو سکے ضیغم کے مقابل
کیا تاب لا سکے دیا مشعل کے سامنے
پوچھو نہ کچھ بھی جنگ کی نسبت ہمیں استاد
ہوتے ہیں ہر محاذ پہ کرنل کے سامنے

ظلم کی بم باری

کرے کیا انقلابِ زمانے کو بیاں کوئی
اڑا کر پھینکنے کو ہے زمین و آسماں کوئی
کبھی شہر و ممالک جو کہ آئینہ سکندر تھے
غضب قہرو سے کرتا ہے وہ ہرصیاں عیاں کوئی
آگاہی ور ہوشیاری سے رہنا تاکہ نہ تم کو
ظلم کی بم باری سے بتائے کشتگاں کوئی
نہ بھاگے ہیں نہ بھاگیں گے کبھی ساری حیات بچی
ہمارا کب تلک کرتا رہے گا امتحاں کوئی
کسی کی جو بگاڑے گا وقار اپنا اتارے گا
دکھا کر بربریت وحشیانہ شوخیاں کوئی
وعدہ ہو معاہدہ ہو نہیں اعتبار کے قابل
کہ ردی کا پرزہ ہے سمجھ عہدو پیماں کوئی
خدایا اپنی غیرت سے مٹا ایسے درندے کو
تباہ برباد کر چکا ہزاروں بستیاں کوئی
کرو اُستاد تم جلدی زیارت کا شرف حاصل
دیارِ حسن میں اترا ہوا ہے کارواں کوئی

نوٹ: نقل مشتمل کی تشبیہ ہے [illegible] نقل مطابق اصل خادم و
قاتل [illegible] نقل مطابق [illegible] انقلاب زمانے

جنگ اور قحط سالی

جنگی سبب سے اس قدر قحط ویرانی ہو گئی
بہت مشکل ان دنوں ہے زندگانی ہو گئی
آٹا، دانہ، گڑ، شکر اور کھانڈ کیا
نمک، لکڑی، تیل کی مرثیہ خوانی ہو گئی
باوجود ہونے کے پیسے پاس شے ملتی نہیں
ہر بشر کی ہر زباں یہ قصہ کہانی ہو گئی
رہ گیا سواد سلف بننے سے خاص و عام کو
کنٹرول کی ہے جب سے راجدھانی ہو گئی
کیوں نہ روئیں کیوں نہ چیخیں ان کو ہم
جہاز فضا میں موت جن کی ناگہانی ہو گئی
حسرت و افسوس ہے ان نوجوانوں کا ہمیں
نذر آتش ایک دم جن کی جوانی ہو گئی
تکتے تکتے سب طریقے ست فیشن ہو گئے
اس سے جنگ و جدل بھی آسمانی ہو گئی
بھول جائیں گے سبھی رنج و غم اور سختیاں
فتح گر استاد ہمیں جرمن و جاپانی ہو گئی

گجرات میں ہوائی اڈہ

نہایت شان و شوکت سے بن رہا ہے ضلع گجرات میں ہوائی اڈہ
جس کی تعمیر و عمارت نے کسی بھٹے پہ اینٹ نہیں چھوڑا
وہاں لکڑی، چونا، سیمنٹ دھڑا دھڑ لے جا رہے ہیں
بڑے بڑے ٹرک لاری اور کچھ ریڑھی گڈا
انسان تو درکنار کاروبار میں حیوانات بھی لگے ہوئے ہیں
گدھا، خچر، گھوڑا، ٹٹو، بیل، سانڈ اور کچھ سنڈھا
ہر چیز کا ذخیرہ سٹور جمع ہو رہا ہے اس قدر
کہ شاید آتا ہے کوئی نوح نبی سے بڑھ کر طوفان وڈا
سطح زمین ارد گرد سب کی سب ہموار ہو چکی ہے
اب بالکل کہیں نظر نہیں آتا کوئی ٹیلہ اور کچھ کھائی کھڈا
راج مستری لوگ تمام گھر اپنے گھر چلے جاتے ہیں شب کو
لیکن مزدور لوگوں کو وہاں ہی دیکھا گیا ہے ٹھنڈ چھوڑی تڑدہ
بڑی بڑی دور سے مزدوری پیشہ لوگ آئے ہوئے ہیں
بالکل نوجوان مرد، عورتیں اور کچھ بڈھا ٹڈھا
ارد گرد کی آبادیاں کثر بیزاری محسوس کریں گی
جب کبھی شروع کر دیا ہوائی جہازوں نے اٹھنا کوڈی کھڈ
نازک اندام مزدور لوگ بہت جلدی جلدی کام کرتے ہیں
لیکن معمار لوگ سست رفتار کو کہتے ہیں ٹھوس اور جیڈہ
استاد گجرات میں دو شخص کمال کا ساہوکارہ کر گئے ہیں
ایک تو شیخ میر بخش اور دوسرا [illegible] گفت جیڈہ

ٹاؤن ہال گجرات اور کھنڈر

خوب بجتی تھی ٹاؤن ہال میں َھانڈ
کسی کے منہ پہ مکہ پڑتا تھا ور کسی کو چانڈ
بعض چھریاں تانے آتے تھے بوجہ یورش
ور بعض سرز پہ لڑتے تھے بڑے بڑے پراغڈ
چھ خاصہ غل غپاڑہ تھا اور کہ شورو شر
دیکھنے سے یہی معوم ہوتا تھا کہ تماشہ ہے بھانڈ
گملے شمے دروازوں کے شیشے توڑ کر فنا کرتے ہیں
جب کبھی سپاہی اندر سے کرتا تھا ڈنگ کی پھانڈ
نوکر چاکر افسر ں کے بارہا دفعہ لے جا چکے تھے
ں سے اُسوں کے ساتھ روتی تھیں دوعورتیں وہاں رانڈ
کٹھڑ پوٹلیاں گٹھڑیں بندھ بندھ کر سے جاتے تھے
جو آزی چست و چالاک ور شیر و دلیر تھے مثل سانڈ
حا تنور تو نگر دھڑ دھڑ رومال ، تولیہ ڈ تے تھے
لیکن اُفسوں غریب غربا کو ملتا تھا ہفتہ کا ریمانڈ
یک وقت تھا کہ ہر گلی کوچہ میں فروخت ہوتی تھی
لیکن آج دیکھا جاتا ہے سڑڈپی کرتے ہیں کھنڈ کی مانڈ

بلیک آؤٹ

حکومت بلیک آؤٹ جو جب بجی کی
یہی شکل و صورت ہے تیرے بچ کی
کسی نے اگر روشنی بڑھ کی
تو دیکھے گا آفت مصیبت سز دکی
کرے گا نہ تعمیل جو اس حکم کی
تباہ ہو رہے گا قسم ہے خدا کی
بچو اے عزیزو! بزرگو! رئیسو! !
کہ دشمن نے ٹھانی ہے جو رو جفا کی
خدا نہ دکھائے قیامت کا نقشہ
کہ دھوڑا دوڑ جاتی ہے رخش و سما کی
اندھیرے کا طوفاں آبادی میں رکھنا
یہی اصل منشا ہے چال و چالاکی
سمجھیں نہ سمجھیں لیکن پھر بھی ہم نے
گذارش عرض کر دیا تجھ کی
استاد دشمن کا بم بات کرتا
ہم معنی ہوتا ہے موت و قضا کی

ٹیونیشیا کی فتوحات

ہزار ہزار اور لاکھ لاکھ مبارک ہو آپ کی خدمت میں حضرت
کیونکہ ملک افریقہ میں برطانیہ کو ہوئے کمالات کی فتوحات
قدرت نے تھوڑے عرصہ میں کامیابی کے اسباب پیدا کئے ہیں
منطق و ریاضی سے نہیں بلکہ کرامات و معجزات
دشمن کا شور و شر اور میدان کارزار وہاں باقی نہیں رہا
اب سب پہ ہمارا قبضہ ہے جس قدر تھے متعلقہ علاقہ جات
دنیا میں کوئی بادشاہ ہم نے ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ جرمن
بالکل نالائق، پاگل، بیوقوف، احمق، دیوانہ، وحشی اور واہیات
خدا نہ دکھائے شکل و صورت جرمن جاپان و اٹلی کی
چونکہ وہ بے تحاشا کرتے جاتے ہیں خونریزی اور قتل و گھات
شکست خوردہ ششدر افسوس و ماتم کی صف بچھانا چاہتے ہیں
لیکن لشکر نے بھیج دیے فوراً کاوت کے خاص پیغامات
لاکھ ہا قید و بند میں آئے ہیں اور بہت زخمی لاپتہ جنگی ہوئے ہیں
لیکن جو مر چکے ہیں ان پہ ہو بطور انسانی ہمدردی فاتحہ و صلوات
ہمارے جنگی لیڈر نہایت اعلیٰ شخصیتوں کے مالک ہیں
مسٹر چرچل، روزویلٹ جنرل ویول جو کرتے ہیں دشمنوں کو مات
صاحب صدر، گورنر، کمانڈنگ و دیگر صوبیداران کو یاد رہے
کہ پنجاب ہندوستان محسوس کرتا ہے آپ کے جنگی مشکلات

افریقہ انڈونیشیا کی آبادیاں کیا ویرانے آباد ہوتے ہیں تیرے دم سے
خدا کرے کہ آپ کا دخل ہو شرق غرب جنوب و شمالت
قحط سالی نے دبا رکھا ہے ستادو ورنہ اس وقت تجھ ور تا
روپے پیسے پونڈ نوٹ ہیرے موتی ور کہ جو ہرت

نظم چیچہ وطنی میں غلاظت سے مجبور ہے شعر ۲ کا مت جمع معنی واضح
ہے ۔ ۳ ۔ قافیہ صحیح ہو کہ ۔ خامہ

کانگرس کی قتل و غارت

عجب کانگرس کا رنامہ دکھایا
فنا کر دیا جو مقابل میں آیا
بنکوں خزانوں کو لوٹا لٹایا!
بہت تھانیداروں کو زخمی کرایا
اس قدر قتل و غارت کا بیڑا اٹھایا
کہ لاکھوں کی جانوں کو زندہ جلایا
کہیں تار توڑا تو کھمبا گرایا
کہیں ٹرین گاڑی کو پوٹا پوٹایا
کہیں سٹیشنوں کو بھی آتش لگایا
کہیں چلتی ریلوں پہ پتھر چلایا
کہیں پنچایت سنگتیں عمارت کو ڈھایا
کہیں مار مردے پہ مردہ چڑھایا
کہیں ملے افسر سے ہتھیار چھین کر
شہروں کی تاسہ دریا ڈبایا
جتھہ جس طرف باغیانہ بڑھایا
مدرس پکڑ خاک وخوں میں رلایا
بنگال، مدراس، یوپی علاقے
بڑے غضب قہروں کا طوفان مچایا
اندازہ جو نقصان رپوٹر لگایا
جمعبندی میں اس کو سو لکھ پایا

بہت کچھ ظلم ستم ہو یا ہوا یا
مگر مختصر کر کے میں نے سُنایا
سوا مسلمانوں کے سُتاد کیا کیا
گاندھی کے چیلوں نے آندھی جلدیا

استاد امام الدین فوجی لباس میں

قدرت مجھے جو اک دفعہ کر دے وزیر جنگ
جرمن جاپان کی بکڑ ہستی بگاڑ دوں
بمباٹ اس قدر دوں دشمن کے ملک پر
پتھر، فولاد، آہن اور پہاڑوں کو ساڑ دوں
سر پر قدم رکھے ہوئے بھاگیں سبھی حریف
ہر مورچے محاذ سے لیپ پچھاڑ دوں
زندوں کو ماروں مار کے گور و کفن بغیر
طوفان بے تمیزی اک لاشوں کو چاہڑ دوں
لشکر تو ہے اک طرف گورنر کمانڈر چیف
جنگل کے شیر کی طرح میں چیر پھاڑ دوں
کر دوں چڑھائی اس قدر غیظ و غضب کے ساتھ
ہر موقع اور محل سے جھنڈے اکھاڑ دوں
دست اور بدستی جنگ بھی ہوتی ہے کوئی جنگ
دشمن لگائے ایک تو دو چار جھاڑ دوں
جرمن جاپان اٹلی کو بس چاہتا ہے استاد
ٹکے ہوئے جدھر سے میں ادھر کو موڑ دوں

۱۔ [illegible] ۔ ۲۔ [illegible] ۳۔ [illegible] کے تبصرے نہیں بلکہ [illegible]
[illegible]

انجمن ترقی اردو اور استاد امام الدین

کھلا جب سے دفتر ہے اردو ادب کا
مقابل میں نکلا ہے حاسد نہ جب کا
ذرا قوم کیا جانے شستگی کو
مانا ہوا ہے یہ اصول کب کا
وہ زبان پہنچ جاتی ہے اوج و فلک پہ
لگا جس پہ ہو زور جگر و قلب کا
یا خدا ان کو زندگی تو دائمی عطا کر
جو کہ حساس رکھتے ہیں قوم و مذہب کا
صدا ہم بیانگ دہل دے چکے ہیں
مشاق تقاضا جہد روز و شب کا
ہماری صفاں سے نسبت نہیں رکھتے
نہ شیشہ سکندر نہ شیشہ حلب کا
پڑھے وثیقے بزرگوں کے دیکھے
ملک میر پتا ہوں حسب و نسب کا
تجزیہ کے دیکھا ہے استاد ہم نے
عامل عمل کا ہے طالب طلب کا

دیگر

ہمارا یہ جو شخص لگائے گا سرمہ
سے حق کا جلوہ دکھائے گا سرمہ
مقوی بصر ہے ممیرے کا ثانی
نظر تیز روشن بنائے گا سرمہ
سرخی چشم و ر پ بال گرے
کبھی دھند جال گو ائے گا سرمہ
پانی ہو جاری یا خارش پڑی ہو
ہر اک دکھ درد کو اڑائے گا سرمہ
ڈھلکہ ناخوز شب کوری پھول
نہ کیا کیا بیماری مٹائے گا سرمہ
حقیقت میں سُتو نور خد ہے
جو قوت بصارت بڑھائے گا سرمہ۔

دانت اور منجن

جس جس طرف کو یہ جاتا ہے منجن
عجب جوہر اپنے دکھاتا ہے منجن
گو کس قدر ہوں بھی میلے کچیلے
سبھی ریشہ بلغم گواتا ہے منجن
کلیاں چنبیلی جواہرات و موتی
ستارے فلک کے بناتا ہے منجن
چمک در بننے میں مانند چاندی
اک دو دفعہ جو لگاتا ہے منجن
سرد گرم ہونا مسوڑوں کا دکھنا
درد و ہجر فوراً مٹاتا ہے منجن
کیڑے بچوڑ کی نسبت یہ ستود
ہاتھوں پہ سرسوں جماتا ہے منجن

؎ منجن بھی 'تاؤ صاحب' کا تیار کردہ ہے۔ ۲۔۵م (خ،د)

بخدمت سمندر خان سپرنٹنڈنٹ دفتر کمشنر راولپنڈی

سمندر خاں کی خدمت میں پڑا ہے ایک کم میرا
گر وہ ہو گیا جلدی تو مٹ جائے گا غم میرا
سمندر صفت رکھتے ہو تو اک قطرہ عطا کرنا
رہے گا پھر ہمیشہ سے سر تسلیم خم میرا
بیڑا پار ہو جاوے گا تب بحر و سمندر سے
جب عادل خاں سنا دیوے گا سب نثر و نظم میرا
چالیس سال گزرے ہیں میدان شعر میں مجھ کو
مگر اب تک نہیں پہنچا بلندی پہ قدم میرا
ہزاروں سن چکے افسر قصیدے غزل کو پھر بھی
کسی کو نہیں محسوس ہوتا ہے دکھ درد و الم میرا

اسیرانِ سپیشل جیل گجرات میری یاد میں

نوٹ: ۱۹۴۲ء میں سیاسی قیدیان سپیشل جیل گجرات نے یومِ استاد منایا۔ ایک نہایت شاندار مشاعرہ جیل کے اندر منعقد کر کے استاد صاحب کی مدح میں قصائد و مضامین پڑھے گئے۔ اس موقع پر استاد صاحب سے بھی خواہش کی گئی کہ بنفسِ نفیس مشاعرہ میں شریک ہو کر اپنے تازہ بتازہ کلام سے حاضرین کو مستفید فرمائیں۔ اس دعوت کے جواب میں حضرت استاد نے مندرجہ ذیل نظم تحریر فرمائی۔ مشاعرہ منعقد کردہ بالا کی مکمل و مفصل روئیداد گجرات گزٹ میں شائع ہو چکی ہے۔ (خادم)

یہ سنتا ہوں اسیرانِ محبت یاد کرتے ہیں
مری نظمیں گدل پڑھ کر دلوں کو شاد کرتے ہیں
خدا رکھے سلامت با کرامت نوجوانوں کو
مسرت چھوڑ دنیا کی جو جیل آباد کرتے ہیں
سبحان اللہ کیا کہنا ہے آزادی کی قیمت میں
عزیز و اقربا اپنے جدا اولاد کرتے ہیں
خداوندا یہ کیا حکمت ہے آزادی کے لفظوں میں
جو لاکھوں لکھ پتی اپنی ہستیاں برباد کرتے ہیں
درخواست ملاقاتی ضروری آپ نے دی تھی
مگر افسوس منظوری نہیں صیاد کرتے ہیں
خدا دے حوصلے صبر و قناعت آپ لوگوں کو
بدرگاہِ خداوندی میں ہم فریاد کرتے ہیں
جرأت بڑی دلیری سے گزر جاتے ہیں دن ان کے
مصیبت رنج میں جو کہ جگر فولاد کرتے ہیں
مجھے ٹیچر نہ سمجھو تم کسی سکول و کالج کا

تخلص ہم جناب والا فقط استدعا کرتے ہیں

بخدمت خورشید محمد صاحب سابق ڈپٹی کمشنر گجرات

خوش خلق آتا نہیں کمشنر بار بار
کب چڑھے اوج فلک پہ وہ اختر بار بار
بے تعصب بے ریا پبلک کے حق میں بےمثال
دیکھ کے قابل ہے یہ شیر غضنفر بار بار
ہو نہیں سکتے ضلع گجرات میں بندہ نواز
ایسے چیدہ و برگزیدہ اعلیٰ افسر بار بار
روز شب چشموں میں ہے جبکہ تصور آپ کا
کیوں پھروں میں باب عال پہ یاد دفتر بار بار
بندہ پہ ور مجھے مجھ کو تو میں ان سے نہیں
بن پڑے جو چڑھے جاتے ہیں سر پہ بار بار
جب گیا میں وہ مئی کی تیسری تاریخ کو
آتے نظر تھے ہر طرف اہل مدد بار بار
جب ملاقاتی کی تھی کرسی عزت مجھے
بس فقط میں دیکھتا تھا چہرہ قیصر بار بار
ہو سکے اُستاد کب ایسا شرف حاصل کرے
میری قسمت اور مقسوم و مقدر بار بار

بخدمت نصیر احمد صاحب سابق ڈپٹی کمشنر گجرات

نصیر کی آمد ہے کہ رحمت ہے خدا کی
ب ہم کو ضرورت نہیں کچھ ظل ہما کی
پبلک بھی یک صف میں ہے حکام وقت بھی
یکساں ہوئی حالت ہے آج شاہ و گدا کی
نسبت کسی نسبت نہیں ہے بیں و شمع سے
ہمسر ہے شکل جب کہ یک برق ضیاء کی
وقت شب قدم ہیں قبل چومے
عادت ہے ہر طرح سے جود و سخا کی
ان کی گفتگو سے ملتے ہیں سامان زندگی
بیمار کو حاجت نہیں رہتی ہے دوا کی
پژمردہ دل ہوں جس قدر حاضر کبھی ہو نہیں
ہر شہر گلی کوچہ میں کردو یہ منادی
خاموش سا رہتا ہوں پہ استاد آج کل
تیزی ہے طبیعت میں مثل زیب النساء کی

ملک معظم جارج پنجم کی جوبلی

الفت بڑھانا اس طرح محکوم و حاکم چاہیے
رسمل منانا جو تھی ملک معظم چاہیے
عیش و عشرت کی صدا گونجے فلک کے زیر بار
یک محفل مجلس و جلسے منظم چاہیے
تحصیل و تھانہ ہو گاہ قصبہ بہ قصبہ گاؤں بہ گاؤں
ہر ملک ہر شہر میں یہ جشن بزم چاہیے
چھوڑ کر خاص سبھی وقتی کاروبار کو
جارج پنجم تذکرہ ہونا مقدم چاہیے
جہاں تلک بھی ہو سکے ہرگز نہ تم غفلت کرو
بادشاہ کا حق ادا کرنا مسلم چاہیے
ہو رہے گا یک دن یہ کام عظیم شان بھی
مستقل پختہ ارادہ دل میں عزم چاہیے
ہر شخص اپنی دکھا دے اس وقت زندہ دل
رنگ برنگ ہوئے تماشے ور طلسم چاہیے
ہے ذرا تاد کی سے یا خداوند کریم
جھولتا برطانیہ کا دم پرچم چاہیے

اے آر پی کا شکر

کھلا محکمہ جب سے اے آر پی کا
دخل ہو گیا اس میں ہے ہر کسی کا
مرو کام جلدی عزیزو بزرگو!
وقت یہ نہیں مطلقاً دل لگی کا
لاکھوں کروڑوں ہی بھرتی ہوئے ہیں
رہا نہ تمیز اس میں پی ہچ ڈی کا
جوشِ محبت یہاں تک دکھا دو
فرق نکلے ہرگز نہ اک فیصدی کا
یہی راستہ ہے بچاؤ کا تیرے
طریقہ جدوجہد کوشش سعی کا
مقابل میں نکلے وہ میداں میں آکر
دعوی ہو جن کو بڑے ہمسری کا
برتی ہنا سا بیوہ ہو رہا ہے
جرمن جاپان ور ٹی کی دھی کا
خبردار ہوشیار اُستاد ہو جا
وقت یہ نہیں تھرتھری بزدلی کا

نوب سر فضل علی مرحوم کی یدمیں

کیوں نہ ہو صدمہ دوں کو غم الم رنجو ملال
صحب بہادر فضل علی خں کر گئے جو انتقال
سن تبال انیس اکتوبر جمعہ کے روز بجے
آئی ہولی لے گئی آ قفس تن سے روح نکال
تحقیق سے پوچھ جب ن کی زندگی کا پتہ
کچھ بتاتے تھے پچھتر اور چھتے کی سال یوں تو دکھوں چال
رہے ہیں ن کے نقش قدم پہ
پر یہ نکلے یک ہی تھے سرسید کے ہم خیال
وائسر ؤ ات جن کے باب سال پہ آئے
تھی شمع آجرت یہ یک ہستی بے مثال
ک کمشنر کے نائش فسر تعلیم گے
جن کی خاطر جگمگاتی بجلیں شب کو مال
صد آفریں تحسین کے قبل ہے ن کی زندگی
کام یسے ر گئے جو سخت تھے مشکل محل
آسکے ہولی متقابل سیتی میدں میں
س کی طاقت کس کی ہمت ور تھی کس کی مجال
یک دو شخصوں نے ڈٹ کر سامنا کیا بھی تھ
لیکن آکر ہوگئے سہرب ور ستم اور زال
یک ہستی یہی چل گئی فسوس دنیا میں جو تھی
ہیرے موتی کے برابر ور کہ یاقوت و ل ل
یہ سب نتیجہ آپ کی کوشش جدو جہدی کا ہے

بک رہا ہے سنٹرل جو اس وقت دولت اچھال
مطلقاً ہو گا نہ ایسا لاہور و دلی میں کوئی
اس قدر اعلیٰ بنا کاٹج زمیندار کا حال
کاٹج نہیں فردوس ہے اک گلشن ہستی میں وہ
خوشنما لگتا ہے جس کا پتہ پتہ ڈال ڈال
خاصے اس تعمیر کے بانی مبانی بھی ہوئے
بن گیا ان کا خدا ہے خاص کر مسجد کے نال
چھپ گئے گورو کفن میں آہ حسرت واویل
جو کبھی تھے آفتاب اور کہ برق جمال
سرکاری کھرتی دے چھجے میں آج تک یہ بیس ہزار
جوڑینگ پل ہو تو مصروف میں جنگ و جدال
صدر ہونے کی وجہ سے بن گئے فوق البشر
اس سے چومے قدم اقبال اور جاہ جلال
کام ڈسٹرکٹ بورڈ کے سب پنجہ قدرت میں تھے
پران پہ غور سے کرتے ہمیشہ دیکھ بھال
حکم حاصل کے سبب سے راست بازی میں رہے
ورنہ لاکھوں بھر کے لاتے چاندی و سونے کی تھال
استاد ان کی ذات بابرکات کو بخشے خدا
بہتر گذرہ جن کا سب سے مستقبل ماضی و حال

وزیر اعظم سر سکندر کی یاد میں

کیا کیا تو نے غضب ہے اے زمین و آسمان
خاک کر ڈالا ہے تو نے ہماری خوشیوں کا جہاں
کل تلک تھا حکم حاصل جاہ و حشمت لیکن آج
زندگی اور موت کا ہے سر سکندر کی عیاں
قوم روتی دمبدم ہے اور عزیز و اقربا
ہو رہا ہے ہر طرف نالہ بکاہ آہ و فغاں!
کیا بتائیں پوچھتے ہیں دوست و احباب کیا
آج گزرا ہے ہمارا اکبر و بابر ہمایوں شاہجہاں
افسوس حسرت یاس ہے کہ ایسی ہستی چل گئی
جس کا ستارہ اوج پہ چمکا مثال کہکشاں
سے گلستان محبت سے قمر سے آفتاب
ہر بشر کی چشم ہے ماتم میں تیرے خونفشاں
مشرق و مغرب تلک آیا نظر ہم کو یہی
ہر ملک ہر شہر میں کہ حشر و محشر کا سماں
نہ دیا تقدیر نے موقع وصیت کا تجھے
ہو گئی ہے موت تیری آہ اچانک ناگہاں
افسوس بکھوس اس جگہ پہ فتح خوانی ہوئی
ہو رہے تھے جس جگہ پہ خاص جیسے شادیاں
مانا کہ تو اس عہد میں سکندر ثانی ہوا
بڑھ گئی سکندر اعظم سے لیکن تیری شان
فیض پہنچاتا تھا قبلہ! ہر کس و ناکس کو تو

جب کبھی ہوتا تمہارے خُلق کا بحرِ رواں
درحقیقت سو رہے ہو تم عدم کے خواب میں
بلبلیں گل رو رہیں خون کے آنسو یہاں
سب حکم احکام تیرے رز سے ہوتے رہے
یک تھی بلکہ تمہاری اور حکومت کی زباں
کیا مدبر کیا ہی ماہر عقل و دانش کے دھنی
سب زمانہ کر دیا تیری سیاست نے حیراں
جب چلے تیرا جنازہ پی اے ایم اے تھام کر
چک لیا بردوش امراء و رئیس و افسراں
ہندو و مسلم سکھ عیسائی بہت تھے انگریز بھی
کم سے کم ک دکھ ہو گا بچہ بوڑھا نوجواں
کیسے فخر کی بات ہے ں خطہ پنجاب میں
بے مثل تھے یک تم ہی سلطنت کے حکمراں
کیا ہی قسمت ہے تمہاری کیا نصیبا تیز ہے
قبول جیسے مل گیا سفر عدم میں پاسباں
کس کا جگر و حوصلہ ہے اس قدر تاب و تواں
کون سُن سکتا ہے تیرے زہرِ غم کی داستاں
کن بتائیں ماہ دسمبر کی ستائی یاد ہو
ہو گیا مُستاد تیرا خاص کر مرثیہ خواں

ڈاکٹر اقبال کی یاد

۱۹۳۸ء کی سو مجھتی کو کیا دیکھتے ہیں
مرگ اقبال موت و قت دیکھتے ہیں
شہادت کا کلمہ پڑھا دیکھتے ہیں
روح تن سے ہوتی جدا دیکھتے ہیں
دم بدم شور و محشر بپا دیکھتے ہیں
صد نالہ آہ و بکا دیکھتے ہیں
ہے افسوس جاتا ہے سوئے عدم کو
آج ملت کا ہم نا خدا دیکھتے ہیں
چھایا اندھیر ہے سب کی نظر میں
شمع گیس قومی بجھا دیکھتے ہیں
سو لاکھ آدم ہجوم خلق تھا
سبھی پڑھتے صلی علی دیکھتے ہیں
موجودہ وقت میں مگرن کا ثانی
ہم ولی نہ قطب ولیاء دیکھتے ہیں
باغ و بہاری ہے ڈاکٹر کا مرقد
جس پہ دروزہ جنت کھلا دیکھتے ہیں
فقط یک ہستی جلیل مقدر تھا
جو دنیا سے اب چل بسا دیکھتے ہیں
زیارت کیا جب سیاس کفن میں
تو زندگی سے جلوہ سوا دیکھتے ہیں
خدا سے ہزاروں علامہ کی خاطر

مانگتے مغفرت کی دُعا دیکھتے ہیں
لاکھوں میں سے پر اقبال جیسا
ملے گا نہ ہم پیشو دیکھتے ہیں
جد صدیوں کے ہوتا ہے پی مدبر
یہ قانون قدرت کا . دیکھتے ہیں
تھی رعب و جلالت تیرے دم قدم سے
اب تو بزمِ سخن بے مزہ دیکھتے ہیں
مرزا محمد سر اقبال مرحوم
شاہی مسجد کے متصل بنا دیکھتے ہیں
شیر ناحر نے خون پی لیا ہے
تیرے غم میں ہم غم غذا دیکھتے ہیں
ہندوستان کی بد نصیبی ہے ستود
جو عظیم فلسفر مٹا دیکھتے ہیں

یومِ اقبالؒ

چار بجے شب کے یہ آیا دماغ میں خیال
کہ آج صبح کو ہونے والا ہے یومِ اقبال
کہے کچھ اس کی نسبت کہ جس کی شاعری نے
دھوم مچا رکھی ہے شرق غرب جنوب شمال
گوئٹے ٹیگورے اور کہ ملٹن شیکسپیئر
مقابل میں آئیں ان کی کیا طاقت اور مجال
اور شاعر بھی ہم کو نظر آتے ہیں اختر فلک کی طرح
لیکن آپ تو ایک طرح کے ہوتے ہیں بدرِ کمال
آج خوشی منا رہے ہیں بڑے بڑے بی اے، ایم اے
تمام کالج و مدارس اور کہ دنیا کے سکول و سکال
انی سوچتی کو میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا تھا
بس دیکھنے میں یہی معلوم ہوتا تھا کہ رستم و زال
کسی شخص نے امام اعظم اور کہ حنبل کا مسئلہ چھیڑا ہوا تھا
لیکن آپ جواب بھی دے رہے تھے اور حقہ پیتے تھے نال نال
جس طرح استاد غالب نے رنگِ مجاز کو ختم کیا ہے
اس طرح ختم کر دیا ہے قومی رنگ کو اقبال

غالب کی یاد

غالب کا جب تذکرہ کرے کوئی
خون کے آنسو بہا کرے کوئی
آہ ہوئے ناقدر دانی کا شکار
ب سوا رونے کے کیا کرے کوئی
چل گئے حسرت وہیں کو لے کر
ب کیسے پیہ نقش وہ کرے کوئی
فلک کو پہنچی تیرا تخیل
کیا اندازہ دل و دماغ کا کرے کوئی
تیرے چرچے کا زمانہ آگیا ہے
ن کی مرقد پہ جا صدا کرے کوئی
تیر ے سخن کلام کے سوا لطف نہیں
گو کس قدر اچھ طرز ادا کرے کوئی
آپ بزرگ با اختیار ہیں قبلہ
بخش دو گر خطا کرے کوئی
شہرہ مشکل ہے آپ سا استاد
دکھ بانگ دہل یا بانگ در کرے کوئی

جناب ظفر علی خاں گجرات میں

پوچھو نہ زورو طاقت و قوت ظفر علی
ہر دل پہ کر رہا ہے حکومت ظفر علی

جی جی کہ مرنا ور کہ مر مر کے جینا پھر
کیا ہے معجزت و کرمت ظفر علی

ت کی نگاہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں ورنہ
حق ہے تاج ملک و ریاست ظفر علی

کیا لے سکیں مناسبت عالم کے شہنشاہ
کچھ ان سے بالاتر ہے سیاست ظفر علی

لعل و جواہرات سے ہرگز نہ دے سکیں
ہم سے جو پوچھے کوئی بھی قیمت ظرف علی

ولی نہ ولیاء قطب ہی دکھ سکے
دکھاں ہے جو کہ صبر و قناعت ظفر علی

کیا کیا غم و آلام مصیبت جہان کی
ٹھ رہے ہیں وسعتے مدت ظفر علی

ثانی بنگال بنک ن کا دل و دماغ
دیتے ہیں جہاں سے علم کی دولت ظفر علی

اُستاد امام الدین حکومت کے لباس میں

ناجائز کشش رکھتا ہے کیوں ملک ہندوستاں کا
جو کہ مشترکہ آبادی ہے یہاں ہندو مسلماں کا
اگر رکھو گے بدامنی ہمیشہ گرد برٹش کی
تو منہ دیکھو گے تم کسی دن بھی زنجیر و زنداں کا
نوازش ہے میری تم پر مگر جس دم غضب آیا
اُڑا دوں گا گل و بلبل یا غنچہ ہو گلستاں کا
یہ مادے کا زمانہ ہے رُوحانیت گئی گزری
نہیں ہے وقت اب بالکل یہ خنجر تیغ براں کا
اگر سمجھو تو یہ دنیا بھی اک گلزار و جنت ہے
نظارہ ہو رہا ہے ہم کو نہیں حور و غلماں کا
فقط یوسف حسین تھا جلوہ گر سابق زمانے میں
ہر بشر نظر آتا ہے اب مہر درخشاں کا
تجسس کر رہے ہو کیا حقیقت معرفت کی تو
کرشمہ ہے یہ یک عالم سمجھ لے چشم یزداں کا
ازل سے پوشیدہ خستگی میری بناوٹ میں
ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

گیس اور شمع

سچ جب گر بشر تمہیں کچھ عقل و ہوش ہے
اس وقت کی دنیا بھی فتنہ فروش ہے
ذرہ ذرہ زمیں کا تہ و بال کیا!
ب تو سر فلک پہ بھی جانے کی کوشش ہے
حیرت نگیز کیا ہے یہ قدرت کا سلسلہ
ہے نیگوں کبھی تو کبھی سرخ پوش ہے
افسوس مذہبی باتوں پہ پانی ہے پھر گیا
منطق فلسفہ سائنس کا جوش و خروش ہے
قیامت تلک تو ٹھنا ہی دشوار ہے جس نے
تیری محبتوں کا کیا جام نوش ہے
اس درویش ور فقیر سے یکدہ کسی کو کیا
مجبور گفتگو سے جو مست و بیہوش ہے
نکالے جناب یہ موقع نہ ٹالے!
گر تیری کچھ اور طبیعت میں جوش ہے
جلتا مشال گیس ہوں تا کہ نہ کہے کوئی
کہ شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

پاؤنڈ، نوٹ، چاندی، سونا

کھیلتے ہیں آج غیر سے وہ
میں جن کے ہاتھ کا کبھی کھلونا تھا
اک مدت کے بعد ہجر ہو نصیب
کیا کبھی انقلاب ہونا تھا
میں سمجھ گیا آپ کی طرز ادا سے
کہ بحر غم میں ہم کو ڈبونا تھا
تین سال دیکھتا رہا ہوں کمیٹی کی حالت
کہ تین پائی کے ٹین پر لگتا یار گونا تھا
پبلک تماشا ہے ایک افسر کی جفا کاری پر
اگر میں بھی ہوتا یہی پیٹنا اور رونا تھا
میں بوجہ خودی ہر چیز تیار رکھتا تھا
لیکن بعض محررین کے پاس نہ لحاف نہ بچھونا تھا
اب کمیٹی کے پاس کچھ بھی نہیں مگر جیب میں تھا
پونڈ نوٹ اور کہ چاندی یہ سونا تھا
ڈسو ب نال جالندھری دروازہ کے باہر استاد
ہو گیا جو کچھ کہ تمہارے مقدر میں ہونا تھا

جالندھر کوتوالی میں گیس کا لیمپ جلتے ہوئے دیکھ کر یہ بات لگائی گئی کہ شمع کی روشنی جس کے مقابلہ میں تھوڑی ہوتی ہے۔ نئی نمائش ہوتی ہے اگر جس پیدا روشنی ہونے کے بعد وہ شمعوں کی آورش کی جاتا ہے۔ چاہیئے تھا کے مقابلہ میں شمع رکھا جاتا ہے ورنہ بجلی روشنی میں مقابلہ مقصود ہوتا تو بجلی کا لیمپ رکھا جاتا (خادم)

عشق کا تماشہ

مجھے تم پوچھتی ہو سے قضا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مز کیا
جب گاتھے گئے ہو تم میرے ساتھ
تو پھر رکھنا ہو شرم و حیا کیا
تیرے دم وسطے سب مال و دوت
بھلا چاہتے ہو اس کے ما سوا کیا
تیری فرقت میں نذر ناز ہو گئے
صحت و تندرستی اور شفا کیا
خو ہے میں تم کو چوموں یا ماروں
محبت میں نہیں ہوتا رو کیا
وہ بیٹھے ہیں وہ زانو کے نیچے
وہاں پھر تلملانا تڑپنا کیا
عشق ت کا تماشہ بن گیا ہے
سدا ہے چپقلش ور کچھ بھلا کیا
تجسس تھا تبھی استاد آئے
ہم حاضر ہیں تمہارا ڈھونڈنا کیا

۱۔ ۲۵ سال [illegible] استاد صاحب کی ملازمت [illegible] کیمسٹری کا [illegible]۔ ۲۔ کیمسٹری کا [illegible] قاعدہ
کہ [illegible] ہوئی شخص [illegible] کی مخصوص [illegible] حدود میں [illegible] تو اس
سے [illegible] مخصوص [illegible]۔ ۳۔ [illegible]۔ ۴۔ عقل سے
چوری وسوسا۔ ۵۔ [illegible] کا نام [illegible] استاد صاحب نے کیمسٹری سے [illegible]

آفتابِ قیامت

اس کی فرقت کا ہمیں سینے میں جو سل ہے
غم و اندوہ کا خوگر مرا رقت زدہ دل ہے
آفتابِ قیامت ہے کہ رخِ تنویر ہے اُن کا
جس پہ کہ کوئی داغ و دھبہ ہے نہ تل ہے
شہادت پہ ان شخص کو ہم فیصلہ دیں گے
جن کے پاس کوئی اشعام ورکہ پیچک ہے نہ بل ہے
علم کی دولت سے ہو اوج و بلندی پہ گزر
شرم ہے اس کے سے جو شخص کہ صفر وتل ہے
زہرِ قاتل ہوں مجھے اس نے چھوتی ہی نہیں ہے
ہر جگہ ورنہ ہو آتش و آب و گل ہے
یہ زمانہ سے نمائش کا عزیزان و بزرگان!
کوئی چیز گر اس وقت باطن ہے تو باطل ہے
حاضرین اختر نہیں بھی پنڈت صاحب ہیں چاند
مشاعرے کا ہمارے اس وقت سمجھو تو جنرل ہے
اُستاد بھی غالب و قبال سے کمتر تو نہیں
گر اُدھر بانگ در تو دھر بانگ دہل ہے

محبت کی قیمت

آرزو خیال کا ہوں میری بد کو
خزاں کا دور رہے یہ بہار آجائے
خوف کھاتا میرے سے حرم ہے
خوہ آگے صیب و در آجائے
محبت کی قیمت و کرتا ہوں
کسی کے رُخ روشن پہ مجھے جو پیار آجائے
نہ پوچھو گیسوئے تابدار کی نسبت
میر ذمہ جو قابو میں وہ رعب یار آجائے
آئینہ سکندر کی کیا ضرورت ہے پھر
نظر تیر گر مجھ کو رُخ نور آجائے
غضب میں آدمی آئے تو چہر میں
کلیسہ مسجد و مندر و دیوار آجائے
رب العزت کی خدمت وہ گستو کرتا ہے
کہ لکڑی کی فروخت کا دیا ادھار آجائے

ارض و سما کی چکی

یہ کس گردش سے مانند چکی ہے،
سو اس کے بیچ ارض و سما کیا ہے
شیاء دنیا خود سے ہو ختم
ہو رہی ہے دن رات چکی پیا کیا ہے
ہزروں برس جیسے مختصر موت
مقام فنا ہے یہ بقا کیا ہے
پہلی پیشی قبل دوسری نکار
بتاؤ اس جرم کی سزا کیا ہے
میرے آنے جانے کا یہاں ہر روز
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے!
مشین گن توپ بمباری کے آگے
تیغ و خنجر چاقو چھری ستر کیا ہے
نہ عیال نہ مقتل نہ دوستو احباب
بس تمہاری ذات کے سوا میرا آسرا کیا ہے
جوانی سے بڑھاپے میں آیا ہوں استاد
بند تو چھپی تھی دیکھئے تنہا کیا ہے

ریڈیو

پوچھتے ہیں مجھ سے وہ کیا چاہیے
زینت و زیبائش و زیب چاہیے
مسجد ومندر کلیس دو ع
ب تو تھیٹر سینما فلمی تماشہ چاہیے
باپوزیشن سر برہنہ رات دن
قدمِ آدم دیکھنے کو آگے شیشا چاہیے
پُرتکلف عیش و عشرت کے لیے
مال و دولت چاندی سونا دام پیسہ چاہیے
چا بجائے چارپائی کی جناب
کرسیں، صوفے غلیچہ چاہیے
مختلف قسم کی تصویر سے
ہال کمرے کو سجانا چاہیے
سن سکو سب ملک کی چیزیں تمام
خاص کر ریڈیو بھی ک گانا چاہیے
ت جبینوں کے سے ستاد جی
چاہیے ول بھی چھ چاہیے

نقل مطابق اصل دوست و احباب خادم

مشاعرہ اور گڑبڑیشن

ایک دفعہ بعض غیر ذمہ دار نوجوانوں نے نارمل سکول کے ہال میں ایک مشاعرہ کا انعقاد کیا۔ حاجی لق لق صاحب لاہور سے آئے ہوئے تھے مگر منتظمین کی عدم ہیئت کے باعث بے حد شوروغوغا ہوا۔ مہمانوں کے سامنے حد درجہ فضیحت ہوئی۔ استاد صاحب بھی اس شرارت نازیبا حرکت سے مصئون نہ رہ سکے۔ اس مشاعرے کے متعلق استاد صاحب نے حسب ذیل نظم کہی۔ خادم

ہوا مشاعرہ بجائے ٹاؤن ہال کے نارمل سکول
آج بھی کم نہیں کسی مرتبے لیکن وہ بھی منتظم تھا معقول
مہذب جماعت ہر طرح امن و شانتی سے بیٹھی تھی اندر لیکن
باہر شور و غوغا ڈال رہے تھے بعض لوگ نالائق مجہول
بعض لوگ سیٹی بازی کرتے تھے اور آوازے کستے تھے شوریدہ سر
بعض دروازے کھٹکھٹاتے اور مرغوں کی طرح اڑاتے خاک دھول
حیرانی پریشانی کے سبب تمام سلسلہ درہم برہم ہو گیا گویا
گیس، کانٹے، تکیے، دریاں، میز، بنچ، کرسیاں اور ڈول
پھر بھی شریر النفس آدمیوں کو ہدایت و عبرت ہو تو بہتر ہے
ہم لوگ بددعا نہیں مانگتے کہ ان کو غرق کرے خدا رسول
مثل مشہور ہے زمانے میں اور تمام لوگ جانتے بھی ہیں
کہ خار بھی ہوتا ہے وہاں جہاں ہوتے ہیں غنچہ کلی اور پھول
بیوقوف احمق لوگ لڑائی جھگڑے میں پڑ کر کشت و خون کرتے ہیں
لیکن لائق آدمی خاموشی سے کام لیتے ہیں اور نہیں کرتے جنگ و جدول
ناقدر دلی زمانے کا شکار ہو گیا ہوں استاد ورنہ
میرے شعر و سخن فروخت ہو سکتے تھے ہیرے جواہرات کے مول

خونِ عاشقانہ

تقاضہ عشق کا ہے برملا اس کو نہیں کہتے
لگا کر دل ہٹ لینا وفا اس کو نہیں کہتے

دنیا مر لینا، نرالی چال ہے ان کی
اصل منہ چومنا ور چم چما اس کو نہیں کہتے

گلِ رخسار پہ میں نے رکھی انگلی تو وہ بولے
محبت میں ہوا ایسا خطا اس کو نہیں کہتے

مجھتے ہیں لگا رکھی ہے مہندی اپنے ہاتھوں سے
یہ خون عاشقانہ ہے حنا اس کو نہیں کہتے

بدی میری رقیبوں سے مذاقاً کر رہے تھے وہ
کوئی شکوہ شکایت ہم گلہ اس کو نہیں کہتے

تمہارے حسنِ خنجر سے ہزاروں کٹ مرے پھر بھی
ترا کوچہ ہے جنت کربلا اس کو نہیں کہتے

حسیں ہے وہ زمانے کا جو ناز انداز کو جانے
جو ہو نخروں سے خالی دلربا اس کو نہیں کہتے

تمام عالم کے عالم بول اٹھے یکزباں ہو کر
کہ کیا استاد ور ملک الشعراء اس کو نہیں کہتے

اُردو زبان کا لشکر

ہندی پنجابی گورمکھی سنسکرت کہاں کی ہے
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے
ہرگز نہ مٹ سکے گی مٹانے سے کسی کے
شاباش و آفریں اس کو شاہجہاں کی ہے
چل رہے ہیں دنیا میں دفتر اسی طفیل
دلچسپ دل پسند یہ ہر نوجواں کی ہے
روئے زمیں کے مسلم ہی معاون نہیں اس کے
امداد اس کو اور بھی سات آسماں کی ہے
دن رات چل رہے ہیں اخبارات و رسائل
بہتر ہی کے دم سے تو حیات یہاں کی ہے
حکام وقت بولتے وکلاء ڈیر سٹر
منشی متصدی اور کہ ہر شغل خواں کی ہے۔
دشمن ہمیشہ کرتی ہے اردو کی فوج موج
دیگر زبان سمجھ تو نام و نشاں کی ہے
کیا کہہ سکوں استاد میں دودو دانش کی بات
تیری طبیعت ثانی گوہر فشاں کی ہے

نئی تعلیم کی عورتیں

(۲۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو ایک شاندار مشاعرہ زیر صدارت خان بہادر مہر لحق صاحب سیشن جج سیالکوٹ سنٹرل کوآپریٹو بنک گجرات کے وسیع ہال میں منعقد کیا گیا۔ جس میں جناب ستاد صاحب نے مندرجہ ذیل نظم پڑھ کر سنائی۔ (خادم)

کیا کیا نہ کام کر کے دکھاتی ہیں عورتیں
جا کر سکول و کالج پڑھاتی ہیں عورتیں
نقشہ کشی علم کی توجبرے کے سوالات
عبارت بھی رنگ برنگ لکھاتی ہیں عورتیں
ایف اے تلک گئی کوئی بی اے، ایم اے ہوئی
اس کے سول سنڈت کو بھی جاتی ہیں عورتیں
حیران گھر کے ہوتے ہے سب دیکھ دیکھ کر
بیکی آزاد پھرتی پھرتی ہیں عورتیں
کھانے پکانے سینے پرونے تک ہی نہیں
حکمت و ڈاکٹری بھی سکھاتی ہیں عورتیں
ہوائی جہاز وریل کی نسبت نہیں معلوم
گھوڑ سائیکل موٹر چلاتی ہیں عورتیں
چل ر چکی ہیں وکالت بیرسٹری
عدالت سے فیصلے بھی دلاتی ہیں عورتیں
تیزی سے چکی ہے یہ میدان عمل میں
وعظ و نصیحت لیکچر سناتی ہیں عورتیں
عینک لگائے ہاتھ میں چھتا لئے ہوئے
یوں دفتروں میں جاتی و آتی ہیں عورتیں

اعلیٰ سے اعلیٰ افسر کا ایسا نہیں ہوتا
جو رعب ڈانٹ شانٹ جتاتی ہیں عورتیں
کر کر کے یاد خوب طریقہ تعلیم کا
کالج میں پروفیسر کہلاتی ہیں عورتیں
ناچ گھر میں ناچتی ہیں سینہ تان کر
تھیٹر و سینما میں بھی جاتی ہیں عورتیں
غلے نہ آئیں کس طرح غصے بہشت کے
عرق گلاب سے غسل فرماتی ہیں عورتیں
برہنگی پوشاک میں ہوتی نہیں تمیز
کچھ اس قسم کا تن کو چھپاتی ہیں عورتیں
دیکھی نہ سنی ہو گی کبھی تان سین بھی
تہذیب نو کی جس طرح گاتی ہیں عورتیں
مغربی تہذیب میں بوسہ تھا برملا
اب تو یہاں چومتی چماتی ہیں عورتیں
ہر اک طرح سے کرتی ہیں مردوں کی ہمسری
سگریٹ بھی چٹ پٹ بھی کھاتی ہیں عورتیں
کیسی یہ فٹ بتاتی ہیں بالکل مثال گیند
ٹینس سے کس کے سینہ و چھاتی ہیں عورتیں
ڈنڈے و ڈنڈ بیلیں کو بھی ہمراہ لئے ہوئے
ٹھنڈی سڑک پہ گھومتی گھماتی ہیں عورتیں
کیا کر سکیں مقابلہ کوہ قاف کی پریاں
ایسا لباس فاخرہ پاتی ہیں عورتیں

وہ کس کو کہتے ہیں حورِ بہشتی
ہوش و حواس جن کے گنواتی ہیں عورتیں

ان کی دانائی وجہ پہنچتی ہے آج کل
مردوں کو عقل و ہوش سکھاتی ہیں عورتیں

کرتی ہیں مات پیرس لندن کے حسن بھی
چہرہ جب آفتاب چمکاتی ہیں عورتیں

ساڑھی کو ہر بہر ہے قوس و قزح
کیا آئینہ در تن کو سجاتی ہیں عورتیں

کیسی غضب کی آئی ہے یہ نشرِ تعلیم
مردوں کی طرح بال کٹاتی ہیں عورتیں

اس وقت تہذیب کو شرم و حیا نہیں
فوٹو طرح طرح کے کھنچاتی ہیں عورتیں

اس سے کسی کا اور بھی درجہ بڑھے تو کیا
بندگی عرض سلام کراتی ہیں عورتیں

مردوں کے مطلقاً نہیں خوب و خیال میں
جیسی کہ آج عیش اڑاتی ہیں عورتیں

کشتہ ہزاروں ہوتے ہیں واہ وا شیفتہ
نظر کو جس طرف بھی اٹھاتی ہیں عورتیں

استاد کس انداز سے بیچ سبھا میں بیٹھ کر
ہر موسیم بھی شب کو بجاتی ہیں عورتیں

شفا ہو

ے ذتِ خد یہ میری منظور دع ہو
کہ وقت نزع رخ یہ میر قبلہ نما ہو
دنم ہی تندرتی و ور صحت و شفا ہو
باقی ے وہ قسمت میں جو کچھ کہ لکھا ہو
بیہودگی کی عیش کو کیوں یہ نہ سزا ہو
جنگ سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو
ساون بھی ہو مطرب بھی ہو ساون کی گھٹا ہو
جنت سے بد ل جائے جہنم تو مز ہو
معشوق سے کہیے کہ جو مصر رم جفا ہو
ہشق سے سمجھیں جسے شکوہ نہ گلہ ہو
وہ نازنیم کہنے کے قبل نہیں ہوتا
دلکش نہ جس حسین کی انداز و ادا ہو
ہو کھیلو میرے خون سے آج ہولیاں تا کہ
دنیا میں تیر ہاتھ نہ محتاج حنا ہو
دلی و اعلی کام کو ہیں پہ نہ چھوڑو
ب ننگ وہاں ہو خودی تو یا ب ننگ در ہو
پھر کیوں نہ تیری یاد قیامت تلک رہے
اس دنیا میں ے غرض تو اک نقش و فی وہ
کم بخت دل کو روز شہوت کا شوقت تھ
ہم سمجھے ہیں مقتل میں ب دیکھئے کیا ہو
یکی مزے کی لطف وحلاوت ہے عشق ہیں

گرویدہ اس کا دیکھا ہے شاہ ہو کر گدا ہو
مضمون طیش و چپش کے آتے نہیں مطلق
جب تک ، سر پہ عشق کا ، نہ چڑھا ہو
اے جمن ! ہم کو بھی تو ہو جائے آگاہی
کسی حرکت ناچار پہ مدت سے خفا ہو
کیوں تجھے پڑی ہے حقیقت کی جستجو
مارو خودی کو دیکھو پھر تم ہی خدا ہو
ہفتے میں یک یوم بھی خالی نہیں جاتا
جس روز میراث کا تقاضا نہ ہوا ہو
پھرتے ہیں صبح و شام تجسس میں ہمارے
ایسا نہ ہو استاد کہیں موت واقع ہو

ملک برکت علی صاحب نائب تحصیلدار

مجھے یہ تو بتائیے جناب ملک برکت علی صاحب تحصیلدار
کیوں ہو رہا ہے ہر بشر ذوق و شوق سے تیری محبت کا شکار
پٹھوری، گرد و دور تو درکنار بڑے بڑے رئیس عظیم آتے ہیں
چوہدری لوگ تھانیدار اور کہ فوجی جرنیل کرنل صوبیدار
دیگر مال افسر محکموں کے ای اے سی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
جن کی آمد سے اوج و ترقی پر ہے تیرے باب عالی کا وقار
کوئی دلی لاہور سے آئے یا راولپنڈی لائل پور سے
بس وہ تیرے ہی ڈیرے پہ جاتا ہے مسافر نہ تاہم گزار
شب و روز مجلس گرم رہتی ہے مہمان نوازی کی
اگر ایک دو رخصت ہوتے ہیں تو اور آجاتے ہیں دو چار
کاروبار سرکار دولت مدار کا نہایت جانفشانی سے کرتے ہیں
اس سے بعض وقت گردش و دورہ سے ہوتے ہیں سخت لاچار
اپنی شیریں کلامی سے ہر کس و ناکس سے چندہ وصول کرتے ہیں
جو کہ داخل خزانہ ہو رہا ہے صدہا اور کئی ہزار
آنجناب کی کوشش سے لگا تھا ضلع گجرات میں گورنر کا دربار
جس کے سبب سے کاشتکار زمیندار بن گیا تھا ایک عروس نوبہار

سپرنٹنڈنٹ ملک خلیل صاحب کی گجرات سے رخصت

کیا پوچھتے ہو کہ کیا ہو چلے ہیں
ملک صاحب ہم سے جدا ہو چلے ہیں
خدا کے لئے کوئی ان کو ٹھہرا دو
ورنہ یہ سب دم ہو ہو چلے ہیں
ادھر شوق ہے تیز جانے کی نسبت
مگر دل ادھر سے فدا ہو چلے ہیں
تیرے دم سے قدم سے یہ محفل گرم تھی
اب تو چپ چاپ خاموش سے ہو چلے ہیں
کٹھن تپ ہجر وقت میں ڈالا
چھٹے دوستی حق ادا ہو چلے ہیں
ملی خاک میں سب امیری فقیری
جدا جب سروں سے ہما ہو چلے ہیں
عمر بھر رکھیں گے وہاں پر پریشانی
جہاں پر تیرے نقش پا ہو چلے ہیں
افضل سے پوچھو نہ استاد کچھ بھی
ہم بھی اب تو بے سر ہو چلے ہیں

ننھی ریاض کی یاد میں

استاد صاحب کے بھتیجے محمد یادگار کی خوردسال بچی کی وفات پر کہی گئی۔ محمد یادگار اس وقت جاپانیوں کی قید میں جنگی قیدی کی حیثیت سے مقید ہے۔ یہ بچی اس کی عدم حاضری ہی میں پیدا بھی ہوئی اور فوت بھی ہوگئی۔ خادم

افسوس حسرت یاس ہے ننھی ریاض
پا سکے ڈاکٹر نہ تیرے امراض
چھ نومبر کتالی کو تو پیدا ہوئی
ہے تاسف پانچ اکتوبر بتالی چل بسی
کیا بارہ ماہ کی زندگی ادنی تھی تو
مجھ سے شاید سخت پچھتائی تھی تو
محرق کی تپ نے تجھے بیہوش جانی کر دیا
رنگ سُرخی زرد بالکل زعفرانی کر دیا
آتشی تپ کے سوا نے ساتھ تھا سرسام بھی
جس کے باعث جل گیا تیرا گلا دم بھی
سوچ کر بند ہو گئیں تیرے شکم کی نالیاں
سانس چھوٹا ہو گا اور آنا پڑی کا بیاں
یاد ہے مجھ کو بھی تیرا تلملانا تڑپنا
ور مثل مرغ بسمل پھڑپھڑانا پھڑکنا
جان تیری کھو دیا قہر و غضب کی تاپ نے
تو نہ دیکھا باپ کو تجھ کو نہ دیکھا باپ نے
جب کبھی مجھ کو دکھائی ہنس کر مکھڑا تھی تو
بس یہی معصوم ہوتا چاند کا ٹکڑا تھی تو

سب پڑے میں سُرخ سارے تیرے رنگیں پارچات

بن بنا کر رہ گئے سب چاندی سونا زیورات

جس جگہ پر دیکھتے تھے رونق و چھل بل تیری

ب لگی ہے اُس جگہ پر ماتمی محفل تیری

زندگی کی بستیں برباد کر دیتی ہے موت

ک جہاں نیستی آباد ر دیتی ے موت

محمد یادگار کے نام استاد امام دین کا پیغام

لے گیا تجھ کو کہاں ہے گردش ایام دیکھ
حوصلہ رکھتے ہوئے اب ذات حق کے کام دیکھ

زندگی بخشے خدا تجھ کو خضر الیاس کی
یہ دعا ہم مانگتے ہیں ہر صبح اور شام دیکھ

سب خیریت ہے گھروں میں ماسوا منھی کی ریاض
سو گیا خواب عدم تیرا گل گلفام دیکھ

ایک فرقت تھی تمہاری دوسری تھی ان کی موت
جن کے باعث پی رہے ہیں زہر غم کے جام دیکھ

بہادروں کے کارنامے رہ گئے دنیا میں
پڑھ کے بے شک داستان زال رستم سام دیکھ

ہم نے یہ مانا کہ تم ایک پنچھی دشمن میں ہو
پھر بھی عظمت شان شوکت مذہب اسلام دیکھ

شیر چیتے جنگل و صحرا میں رہتے ہیں مگر
آ بھی جاتے ہیں کبھی نذر وہ قفس و دام دیکھ

عنایت الہی لاہور وہ مر گیا دریا میں ڈوب
اس طرف بھی بھیجتا افسوس کا پیغام دیکھ

ابتدا میں جو بشر سہتے ہیں رنج و سختیاں
آخری پاتے وہی ہیں چین سکھ آرام دیکھ

ہر جگہ ہر ملک میں استاد تیرے ساتھ ہے
کیا حشر ہوتا ہے اب جاپان کا انجام دیکھ

رستم ہند مہندا پہلوان گجراتی کی وفات

چل گیا افسوس مہند پہلو ن
پنے زمانے کا تھا جو رستم زماں
تھا بہت شیر و دلیر ور بہادر دل جواں
جس کا سکہ من گیا ہر نوجواں
خوش طبع ور خوش خلق ور با مذق
اس نے وہ جیتا تھا ہر میداں
سال تر تالی اتی سو دو دسمبر چار تھا
ملک عدم کو ہو گیا جب کہ رواں
بلبلیں گل رو ے ہیں نالہ و فریاد سے
مر گیا ہے جن کے سر سے باغباں
قد و قامت کی بلندی و ر اسکی ڈیل ڈول
پاؤ گے ہرگز نہیں ڈھونڈو و اگر سارا جہاں
نامی گرامی دکھا دیکھے سنے ہونگے مگر
پ یہ لثانی تھا زیر آسماں
ہے دعا ستاد کی مرحوم کو بخشے خدا
ور دیوے بہشت و بوستاں

— [illegible] —

ہٹلر اور سٹالن

ہٹلر کو ایسا دبایا سٹالن
کہ سب ملک اپنا چھوڑ ایا سٹالن
گیا گزر اب دن کہتے تھے لکھوں
نئی زندگی کو پہنچایا سٹالن
آتش نشاں تھا جو جرمن کا لشکر
سب ٹھنڈ کر کے اٹھایا سٹالن
دشمن سبھی بھاگ نکلے ہیں جب کہ
توپ و ٹینک اڑا ڑایا سٹالن
بنا جو چاہتا تھا ملک اس کو تھا
اسے خاک و خوں میں رُلایا سٹالن
بڑا شوخی خوردہ تھا، ہٹلر درندہ
مثل ریچھ جس کو نچایا سٹالن
چھنا ملک سب واپسی لے لیا ہے
عجب زور و قوت دکھایا سٹالن
لکھوں بشر بچے دعا مانگتے ہیں!
بڑھا زندگی تو خدا سٹالن

جاپن شیطان ور اُس کا غرور و تکبر

تیرے نام کی شہرت ہے ہر ملک ورخانہ بخانہ جاپن پوری
خصلت رکھتے ہو شداد نمرود یزیدانہ جاپن
سب کے سب رُڑ جاتے ہو مچھلی مینڈک سنسر و مگر مچھ
توبہ خدایا ایسی ل مذہبی حیلہ سازی بے رحمی و وحشیانہ جاپن
تمہارے کیریکٹر و چال چلن سب دب و تہذیب کے خلف ہیں'
اس نے تیری حکومت کو کہنا چاہیے پاگل بیوقوف دیو نہ جاپن
نشاء اللہ جنگ تب تک جاری ساری رہے گی زور و شور سے
جب تک نہ فیصلہ پکڑے تیرے ملک کا قتل تمہ کو آپ دو ہ جاپن
بلمشروط ہتھیر پھینک دو تو بہت بہتر ہے ورنہ'
ہمرے لشکر جرار لوٹ کر چھوڑیں گے تمہرے جیسے قاروں کا خز نہ جاپن
تم نے بوجہ غرور تکبر کے ہمری عرض معروض کو ٹھکر دیا ہے
لیکن ہم عشق ہیں پامل کر کے چھوڑیں گے تیر غرور شوقانہ جاپن
آخر تم یک ریست ہو ور کہ بڑوں کے رحم پر تمہری زندگی ہے
اس سے چھوڑ دو سب سرکشی ور خیلات بغیانہ جاپن
جب تم سمجھتے ہو کہ بڑی مچھلی کو چھوٹی مچھلی ہڑپ نہیں کر سکتے
تو پھر کاہیکو کھل رکھا ہے جنگ شطرنج روز و شبنہ جاپن
حیرنی پریشانی کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہشیر ہوش رہنا چاہیے
ہم نشاء اللہ ٹھنڈا کر دیں گے تیر بے تحشہ گرگرنہ جاپن
جب کبھی ہلہ بول دیا تمہارے ملک پر غیظ بغضب سے
تو پھر سب ورہم برہم ہو جائینگے جیسے جنوں راگ ور نگ مغویانہ جاپن
اس قدر بمباٹ ہو گی کہ تمہری آبادی ہموار کر دی جائے گی

لیکن خصم آر جلایا جائے گا تو جو جرنل کا آستانہ جاہت

تمام ہڈی پسی ور کر گوشت پوست دور فضا میں ڑتا پھرے گا

جب کبھی دتے چھوڑے تم نے جاٹ پٹھان گورکھے راجپوتانہ جاہں

جو کچھ کھانا پینا ہے کھا ہو عیش و عشرت سے آزدنہ

کیونکہ قدرت ب بھیجے دی ہے تیری موت کا ورنٹ پروانہ جاہں

چند ایک کامیابیاں تم کو ابتدا میں ہو چکی ہیں!

ب بالکل نزدیک آچکا ہے ہماری فتوحات کا زمانہ جاہت

تم ک رہزن ڈکو قزاق ور مکرو فریب کے پتلے ہو

دھر صاف نظر آرہا ہے ہر طرح عدل و نصاف شاہانہ جاہت

تمہاری کچھ پیش نہ جائے گی سلے بادشاہوں کے آگے

جب گرہ پڑ گئے تم کو امریکہ شہہ را اور برطانیہ شیر نہ جاہت

خدا رحمانی مخفی جیسا رحمت۔ خادم۔

امریکہ شہباز

ہمارے معاون ہیں روس چین جو کہ امریکہ شہباز
جن کے خزانوں میں ہے خاص چاندی سونا بے انداز
جن میں بنائے جاتے ہیں پستول بندوق ہوائی جہاز
دیگر وردیاں، براڈ کوٹ، جیکٹ پتلون قمیص
جن کو پہن کر جو نائب عالم کرتے ہیں فخر و ناز
لیے لیے ہیبت اور خوفناک سامان تیار ہوئے ہیں
کہ اگر رستم سہراب بھی دیکھیں تو جائیں دلگداز
وہی شہنشاہ ہو سکتا ہے جو کہ صوبوں ریاستوں کو بڑھا دے
اسی بات میں ہے تمام زمانے کی حکومتوں کا راز و نیاز کوئی
شہری جنگلی جانور چھوٹا بڑا نزدیک نہیں آ سکتا
جو سلطنت ہمیشہ گاتی رہتی ہے شیر ببر کی آواز
ہماری جنگی وزیر مسٹر چرچل روز ویلٹ سٹالن
خوب جانتے ہیں ہر موقعہ محاذ کے نشیب و فراز
دشمن مات کھائیں گے شکست میدان کارزار میں جبکہ
زور و شور سے ہو رہی ہے ہماری طاقت و قوت فلک پرواز

شیرِ برطانیہ

نکلے گا جب میدان میں شیرِ برطانیہ
ڈالے گا دشمنان کو گھیرے برطانیہ
جنگ و جدل کمال کا ہوگا جو اس قدر
رکھ دے گا سب بگاڑ کر چہرے برطانیہ
زندگی بسر کرے گی وہ آرام و چین سے
جو سلطنت رہے گی زیر سے برطانیہ
دشمن پہ پڑے رہتے ہیں جب کامیاب ہوئے
پھر سب کریں گے تیرے اور میرے برطانیہ
شمع، گیس، بجلیاں پکڑیں گی روشنی
گھر دشمنوں کے ہوں گے اندھیرے برطانیہ
ظفر یاب ہوتا ہے ہر ملک و ریاست
جہاں پہ لگا کر بیٹھے ہیں ڈیرے برطانیہ
ٹلی جاپان جرمن جو اس جنگ میں مر گئے
پھر تیر رج پاٹ چوفیرے برطانیہ
جب کامیابی ہو گی پھر دیکھ استاد
پہنے گی شان و شوکت سے سہرے برطانیہ

نقل مطابق اصل ہے برطانیہ مرد ہے۔ نقل مطابق اصل۔ برطانیہ ہے

جنگی نشر و اشاعت

جنگ کے متعلق جس قدر ہو رہی ہے سرکاری نشر و اشاعت
ایک بے مثال اور یکہ و تنہا ہے ہماری نشر و اشاعت
نہ ریڈیو نہ سینما نہ بائیسکوپ و اخبارات
شاعری کی طاقت کو نہیں پہنچ سکتی یہ اشتہاری نشر و اشاعت
گو بذاتِ خود یہ بھول جانے والی چیز ہے
لیکن نظم ہر دل پہ لگا دیتی ہے ضرب کاری نشر و اشاعت
بذریعہ بانگ دہل فرش سے عرش تک پہنچ چکا ہوں
ورس کے سو شرق غرب جنوب و شمال کو ہے جاری نشر و اشاعت
دوسرے لوگوں کی پنجاب ہندوستان تک محدود ہے
لیکن ہماری ٹوکیو برلن پہ ہوتی ہے بمباری نشر و اشاعت
عرصہ دراز سے ہم مفت کام کرتے ہیں سرکار کا
مگر ہزارہا لیتے ہیں جو کرتے ہیں تنخواہ داری نشر و اشاعت
کوئی حریف و دشمن برطانیہ کا باقی نہیں رہا
اس قدر ہے ہم نے زور و شور سے توپ داری نشر و اشاعت
بڑے بڑے اعلیٰ حکامِ وقت سنتے ہیں شوق سے
جب کبھی ستارہ ہام یین پہ پیگنڈے کی کرتا ہے تیاری نشر و اشاعت

— سرکار کو تلافیِ مافات کر کے مفت خوری کی عادت ترک کرنی چاہیے۔

بنگال کا کال

بڑ زبردست ہے دنیا میں کھانے پینے ور روٹی ٹکر کا سوں

جس کے نہ منے کے بعث مرچکی ہے پبلک کلکتہ کرچی بنگال

موجودہ وقت میں سونے چندی کے بھاؤ شیا نہیں تق

اس نے باکل پیچ سمجھ جاتا ہے مصر و دمشق کا کال

دھر حقیقت کے جنگ نے خلقت کو زیر عتاب رکھ ہو ہے

دھر فقہ کشی نے شروع کر دیا ہے شب و روز کا جنگ و جدل

شاہو کار دولت مند امیر وگ ہر طرح برقرر ہیں

لیکن لکھوں موت کے گھٹ تر چکے ہیں غریب کنگال

نی سوترتاں کی قحط سالی نے ناک میں دم کر دیا ہے نسانوں کا

بغیر ناسہ کے کچھ نہ پوچھے مصیبت زدگان کا حال

ہزر ہ لنگر خنے ور یتیم خنے تیر ہو چکے ہیں!

جن کی مدد کر رہا ہے خاص کر کے سرکار کا قبال

فقہ کشی کی مہم پہ بہت ڈکٹر افسر گائے گئے ہیں

جو کہ شب و روز رتے ہیں بیماروں کی دیکھ بھال

سرکار منتظم ستاد قائم ہو چکا ہے

اس سے بعض کو دودھ چاوں ملتا ہے ور بعض چنے کا دل

کوئٹہ کا زلزلہ اور اُس کا ظلم

یہ مسدس ۱۹۳۵ء میں زلزلہ کوئٹہ کے معاً بعد صادر ہوئی اور یک مستقل پمفلٹ کی شکل میں شائع ہو کر بانگ دہل کی طرح شہرت عام کی سند حاصل کر چکی ہے۔ خادم

غضب قہر کیا کیا دکھایا خدا نے
کبھی نیک و بد کو مٹایا خدا نے
ہے جنت کو دوزخ بنایا خدا نے
مذہب لا مذہب کو جلایا خدا نے
سوا شعر و فوج و جنگ و جدل کے
رکھ دیا ملک کوئٹے کا نقشہ بدل کر

تقدر حمت سے بسی بسایا خدا نے
ترقی عرش پہ پہونچی یہ خدا نے
ریاضت عبادت نہ پایا خدا نے
مشکل قوم وطنی اڑایا خدا نے
ڈرو گر عزیزوا تم اُس کے غضب سے
مرے پھر نہ دینا کبھی اس سبب سے

جب کبھی پہنچتا ہے ظلم انتہا کو
تو آتی ہے اس وقت غیرت خدا کو
نہیں دیکھتا پھر وہ شاہ و گدا کو
نبی نہ ولی نہ قطب و لیاء کو
اُلٹ کر کے طبقے کہیں نہ کہیں کے
یک دم وہ کرتا ہے نیچے زمیں کے

تھا واقعہ جب سے اس زلزلہ کا
گیا بھول نقشہ ہمیں کربلا کا
تھا شور دنیا میں آہ و بکا کا
ہوا گرم بازار موت و قضا کا
گردش میں یہی رٹ لگی ہے'
ہزاروں کی جانوں کو وہ کھا گئی ہے
گرے دو منٹ میں عمارات کیا کیا
دبے چاندی سونے جواہرات کیا کیا
ہوئی اینٹ پتھر کی برسات کیا کیا
ہوئے مہ رخوں کے قتل گھات کیا کیا
سویا جو شب کو وہی نہ اٹھا ہے
ظلم ستم تیغ جفا سے کٹا ہے
سندھی پنجابی تباہ ہو گئے ہیں
لکھاں خاندانی تباہ ہو گئے ہیں
جل جل کے کوئلہ سیاہ ہو گئے ہیں
گذرگاہ کی وہ خاکِ راہ ہو گئے ہیں
نہ کچھ بھی نہ چھوڑا تبہ کاریوں نے
زمانے کی گردش ستم کاریوں نے
رہا زندہ ہرگز نہ ہندی حجازی
سکا بچ نہ بزدل نہ کوئی مرد غازی
گئے مر ہزاروں پجاری نمازی
لتھڑ خاک و خوں میں گئے بے اندازی

بچی نہ کلیسا نہ مسجد نہ مندر
کوئی خانقاہ و فقیر و قلندر
مشکل جھول کوئٹہ جھوا رے تھے بیتا
دھڑ دھڑا دیواریں چھوڑے تھا لیتا
سنگین و پختہ حصار سے تھا لیتا
چہرہ یہ خونی نور سے تھ لیتا
ظلم یہ ہوتے نہ دیکھا کبھی ہے
گر کوئی بچا ہے تو ک فیصدی ہے
چلا زترسہ مشکل چکی چکر تھ
نمونہ یہ آکل قیامت حشر تھ
پڑا شور و غوغا ہو گھر بہ گھر تھ
کوئی جا بھی سنتا دھر نہ دھر تھ
چھتوں کی کڑیاں قبر بن گئے ہیں
وہی گھرنی کے قبر بن گئے ہیں
ملبہ کے نیچے ہزاروں پھڑکتے
دم دم تھے لاکھوں کے سینے دھڑکتے
شہتیر ور بہے تھے پھکو کڑکتے
جیسے فلک پہ تیں بادل گرز کتے
کئی بچی مر گئے کئی بچی رہ رہے ہیں
آہ رہ رو کے خوب عالم سو رہے ہیں
نہ مردہ کسی کا اٹھایا کسی نے
نہ غسل ان کو ہر گز کرایا کسی نے

نہ مطلق کفن تک پہنایا کسی نے
نہ قل و جنازہ پڑھایا کسی نے
رنج و مصیبت میں وہ پھنس گئے ہیں
عزیزوں کو چھوڑے ہوئے نس گئے ہیں
گئے مارے پل میں تھے نامی گرامی
رہے تن کے مردے بے قبر ساری
کام آئے نوکر نہ آقا غلامی
رہا کرتے تھے جو کہ در پہ سلامی
گر آقا پڑے ہے چبوروں کے نیچے
تو نوکر دبے میں دیواروں کے نیچے
تھا دن سو چھتی مہینہ مئی کا
کہ تھے تین بجے شب گئی کا
خبر جب سنی ہم نے دوری کا
کوئٹہ کی آبادی سب گر پڑی کا
آیا چکر یہ وہاں زلزلے کا
ہوا سخت نقصان بڑے بھلے کا
دیکھو زمانے کی یہ انقلابی
بچی رانی راجہ نہ خان و نوابی
نہ چھوڑے فلک نے وہ تیغ پنجابی
چمکتے جو ہر دم تھے مثل مہتابی
گر ور سمجھو تو شمس و قمر تھے
لیکن خدا کے یہ حکم و امر تھے

غریبوں یتیموں کو روتی تھی حسرت
ڑی خون آنسو پہ روتی تھی حسرت
دست تاسف ملوتی تھی حسرت
مثل ، مدین کے کھوتی تھی حسرت
مسکین و بیوہ کو روتی تھی دم دم
جیسے کہ بارش برستی ہے چھم چھم
نہ سنتا کسی کی تھا فریاد کوئی
نہ دیتا کسی کو تھا مداد کوئی
بچا مثل شیریں نہ فرہاد کوئی
رہی حد نہیں ظلم و بیداد کوئی
وہ سب ڈوب کے بحر فنا مر گئے ہیں
لکھوں پونڈ دولت یہیں دھر گئے ہیں
زمیں پھٹ گئی اور ابلتا تھا پانی
ہر طرف ہو رہے تھے نظارے طوفانی
مالک مکانات ہوئے لا مکانی
بچا کوئی لڑکا نہ مرد و زنانی
چکر اس وقت کا نظر میں عجب تھا
خداوند عالم کا خاصہ غضب تھا
قدرت نے کیا کیا دکھایا تماشا
ہزاروں کے تن من ہوئے پاش پاش
لڑا ہر مسافر کا بے وطن لاشہ
چھپاتا کسی سے نہ نقش و نقاشہ

مٹائے زمیں نے نشاں کیسے کیسے
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے
لہو رو رہے تھے غریبوں کے آنسو
سرخ تھے گل و عندلیبوں کے آنسو
ملے مٹی بد نصیبوں کے آنسو
پیارے عزیزوں کے حبیبوں کے آنسو
یتیموں کی آہ نے چٹاک جہاں تھی
رہی جن کی دنیا میں وہ نہ ماں تھی
سخت خوفناک آواز سے اٹھنا
شور و شرر سے لرزے اٹھنا
کسی کے نہ مردے جنازے اٹھنا
کفن دفن میت نہ سارے اٹھنا
کسی ملک پہ جب کہ گردش ہے آتی
ہوتی اس طرح سے ہے موت و موتی
بچے کوئی اٹھیں اٹھنے نہ جوگا
قبر کھود کر کے دبانے نہ جوگا
تباہی کی حالت سنانے نہ جوگا
چشم پُر آنسو بہانے نہ جوگا
تباہ ہو گئی ساری بستی کی بستی
کیا پڑی اور کیا آتش پڑتی
کیا مٹری کیا لوپیں کے سپاہی
رو رو رہے پڑ رہے تھے دہائی

نہ ہوتی تھی مطلق کسی کی سنائی
صفوں قیامت تھی ہر طرف آئی
جیلوں کے قیدی تلک مر گئے ہیں
جو دنیا میں آ کر بدی کر گئے ہیں
پوچھو نہ بالکل مکانوں کی حالت
ہے خستہ خرابی ویرانوں کی حالت
فرم فیکٹری کارخانوں کی حالت
گئی گزری شاپوں دکانوں کی حالت
ظلم جو کبھی تھے نشتر بن گئے ہیں!
دراہم براہم ہو بے اثر بن گئے ہیں!
گرانقدر شیء ہوئی ہیں شکستہ
پتھر سیمنٹ ڈھا پڑا دست بستہ
نہیں ملتا ہر گز گذر گہہ کا رستہ
گلی کوچہ بازار و سڑک و چورستہ
آبادی زمیں سے پیوست ہو گئی ہے
ناکارہ کمزور پست ہو گئی ہے
ہے ہر اک کے سر پر بنی ایک مشکل
بگڑے ہوئے بنتے ہیں بخت مشکل
پڑی ہر بشر کو ہے یک تخت مشکل
بنیں گے دوبارہ تاج و تخت مشکل
دکھوں کے مالک محتاج ہو گئے ہیں
زخم خوردہ زیر علاج ہو گئے ہیں

بڑی شان رکھتے تھے سیٹھ و سوداگر
مثل مہر و ماہ تھے جہاں میں جاگر
بنے یک پلک میں فقیر و گداگر
رہے چاندی سونے کے برتن نہ گاگر
اُجڑے خزانے عمر کی کمائی
کسی نے ہے تن کو کفن تک نہ پائی
دبے کہہ رہے تھے یہ مجھ کو نکالو
جلد ہٹ مٹی یہ پتھر اٹھالو
مری جان جاتی ہے یارو بچالو
سمجھ کر مجھے موت کے منہ نہ ڈالو
شا ادھر اُدھر جاتا تھا بھاگے
کوئی نہ جواں مرد ہوتا تھا بھاگے
دبے جو دبے تھے اٹھے تھے جو ڈر گئے
پڑے دل میں قیامت کے خوف و خطر گئے
ہوش و حواسوں سے ہو بے خبر گئے
تنے میں قہر و غضب سب گزر گئے
صد نفس و نفسی کی محشر بپا تھا
نہ بیگانہ ہر گز نہ بیٹا بنا تھا
کیا وار قدرت نے کوبڑ پہ چھاپا
ہو خورد سب کا جوانی بڑھاپا
پڑے ہے شب و روز گھر گھر سیاپا
کسی کا تھا بھائی کسی کی تھی باپ

تبہ کر دیا ملک کو زلزے نے
اس کی طبیعت میں کیا ہوے نے
ہو اس قدر گئی ہے نیست نا بودی
بچی نہ عیسائی نصری یہودی
جو دیتے تھے لکھوں کو قرضات سودی
وگر قوم مسلم نہ ہال ہنودی
اب تلک ن کی لاشیں پڑی بے کفن ہیں
بجائے قبر نیچے ملبے دفن ہیں
نہ عملی نہ ولی نہ افسر کو چھوڑ
عدلت کچہری نہ دفتر کو چھوڑ
نہ منشی نہ بابو میسر کو چھوڑ
نہ رہے بہادر کسی سر کو چھوڑ
کیا کیا بنے شخص غمے جل کے
اصل میں جو تھے خاندانی نسل کے
رہے بہادر جو تجرت کے تھے
مالک جزروں جاگیرت کے تھے
دولت خزانے جو بہت کے تھے
بالکل شریفانہ عادت کے تھے
کبھی جو کسی سے عدقت کرتے
مسکراتے ہنستے تھے وہ بات کرتے
صنوبر سرو تھا وہ اک بوستاں کا
شکل میں جو دیکھو تو چاند آسماں کا

شہنشہ تھا اصل یہ سب کشتگاں کا
بڑ ہم کو صدمہ ے س نوجواں کا
ظلم پہ ظلم یہ ہے دیکھی نہ اٹھی
عمر جتنی سہ ہے سر گبٹی
جاہ و جلال ور عزت بھرم تھا
وہ دنیا میں پتلہ حیو شرم تھا
مثل موم بالکل وہ دل کا نرم تھا
فردوس جنت وہ ہال رم تھا
ے خد تو یہ کیا غضب کر دیا ہے
ہم کو بے گھر بے سبب کر دیا ہے
ہ چل بسے آج رے بہادر
خد کر دیا ہے حکم تقدیر صادر
روتے ہیں بھائی ور بہنیں برادر
دیگر نسل اور دادی و مادر
غریبوں کے روزی رساں مر گئے ہیں
ترے ستاد قسمت نصیب ہر گئے ہیں

رُباعیات

ثابت ہو تجربہ سے یہ بہت دفعہ ہے
دنیا کی تجارت میں خسارہ یہ نفع ہے
پیش نظر تو عشق مجازی کا صفحہ ہے
کچھ دل کا عجب حال ہے جب سے وہ خفا ہے

دیگر

تری فرقت میں چشم خونفشاں ہے
پھر لینا دوبارہ امتحاں ہے
سدا میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں در در
خداوندا! مقام دل کہاں ہے

دیگر

ترقی کا یہ زمانہ ہے جلدی قدم اٹھائے جا
نیچے نہ دیکھ اپنے کو سر فلک چڑھائے جا
رستے میں حائل جو ہووے پامال کر دیئے جا
میرا جو حال ہو سو ہو برق نظر گرائے جا

دیگر

دیکھ کر ان کے جلوہ اور کہ رعب و جلال
ہو گیا مثال موسی کمزور و نڈھال
میرے نیم بسمل ہونے کی نسبت تمام گواہ ہیں
اہل بزم سیکرٹری صاحب جناب سروری عل

دیگر

کیا حسن پوچھتے ہو اس طفل نو ب کا
دعویٰ ہے جس کے لب کو واثق عتاب کا
بوس و کنار ہو نہ فوراً بگڑ گیا!
فسانہ رہ گیا مرے حب خرب کا

دیگر

گر یونہی حتی رہی ہم کو بھرتی
ڈر دیں گے جاپٹ جرمن کی دھرتی
سو اس کے بحر و سمندر میں پٹی
نئی بھی دیکھے گا لاشوں کو ترقی

دیگر

آزدی کا زمانہ ہے جو دل چاہے بھیہ کر
ظاہر داری بھی رکھ پئی مگر چھپ چھپ چھپ چھپ ر
ممیاتی چلتی ہے بچاری پنے گلے پ
تو گاندھی جی کی بکری کے بچے بکر میہ کر

دیگر

اس قدر شان و شوکت سے نکلا گجرات میں جلوس
کہ جس کو شوق سے دیکھتا رہا عرش پہ رب قدوس
خدا سلامت با کرامت رکھے تاج برطانیہ کو
اور کہ معاون رہیں چین امریکہ شہنشاہ روس

دیگر

تب تلک ہرگز کبھی کو دیں گے نہ اچھیں گے
جب تلک جاچون تیرے سر کو نہ کچیں گے ہم
تم نے چمک دیکھی نہیں قینچی ولایتی ستر
جس سے تیری داہڑیاں موچھیں سبھی مچھلیں گے ہم

مسٹر جسٹس منیر جج عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور کے دورہ گجرات پر

سلام عرض کرتا ہوں جناب جج صاحب محمد منیر
خضر یاں کی زندگی بخشے آپ کو خداوند رب قدیر
کوئی عہدہ داری ممبری مجسٹریٹی کی آرزو نہیں
ہاں عرصہ دراز سے شوق رکھتا ہوں خدمات جاگیر

☆

نہ الفاظ حمد وثنا جانتا ہوں
نہ دلچسپ طرز ادا جانتا ہوں
بس اتنی عبادت ہے میری کہ تجھ کو
خدا مانتا ہوں خدا جانتا ہوں

☆

اس عہد میں شاعر کے لیے قوت نہیں ہے
اس باغ میں طوطی کے لیے توت نہیں ہے
نظر عنایت چاہیے حکام وقت کو
بندہ ہے یہ ہاروت یا ماروت نہیں ہے

☆

دنیا کے جو مزے ہیں ہرگز یہ کم نہ ہوں گے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے
علم جدید بالکل رکھ دے گا سب مٹا کر
مندر کلیسا کوئی دیرو حرم نہ ہوں گے

☆

قاضی کی عدالت ہے یا کہ گیس و شمع ہے
پروانوں کا جلنے کے لیے ہجوم جمع ہے
انصاف کے رو کرتے جو کچھ بھی کرسکیں
ہرگز کبھی کسی سے خوشامد نہ طمع ہے

☆

جو شخص ـرتے ہیں فسر پرستی
عوام کو کہتے ہیں وہ ڈی ہستی
مگر بے وقوفوں کو چاہیے سمجھنا
عجب شے ہے دنیا میں حکومت کی مستی

☆

ہٹلر کے سر سے کیا کیا نہ سود تر گئے ہیں
کبرو غرور شوخی بڑھ تر گئے ہیں
کرتے تھے یک پلک میں اکھوں کو غرق جو
دے دے کر جوش آخر کو دریا اتر گئے ہیں

☆

سرمے کی دھار تیغ سے پٹی چھب کی آنکھ
میرے قتل کو آتے ہیں کیا کیا سج کے آنکھ
حد سے بڑھی ہوئی ہے ان کی بے تکلفی
ہر شب کو بعد سوتے ہیں وہ چم چما کے آنکھ

☆

عقل آتی ہے بشر کو ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد
زندگی میں دو ہی گھڑیاں مجھ پہ گزری ہیں کٹھن
اک ترے آنے سے پہلے اک ترے جانے کے بعد
عشق کیا شے ہے کسی عاقل سے پوچھا جائے
کس طرح جاتا ہے دل بے دل سے پوچھا چاہیے
خوبی رخسار خوباں گل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقاں بلبل سے پوچھا چاہیے

☆

شمس و قمر ہی دیکھو گے جس جس کو دیکھیے
ہم سے تو سب زیادہ ہیں کم کس کو دیکھیے
مایوس ہو کے بیٹھنا رہا نہیں تجھے
دنیا کا طمع اچھا ہوس کو دیکھیے

☆

دیکھ جناب میری زمانے کا اُلٹ پھیر
تمباکو فروخت ہو رہا ہے چار روپے سیر
پھر یہ کہ کوڑا تلخ چپکی دار ڈھیل ہے
کیا ظلم ستم قہر اور اندھیرا ہے اندھیرا

☆

خدا دکھایا جو مجھ کو مرزا غالب
بولے ہوں گا درد دیدار غالب
اس کے بعد وکی بدتڈی پیورم
کر دوں گا چھم چھم تنانا حب

نذرِ عقیدت جناب چوہدری محمد اسلم صاحب مجسٹریٹ

درجہ اول گجرات

چوہدری اسلم نے جب مجھ پر مروت کر دیا
میں نے پھر بانگ دہل نذرِ عقیدت کر دیا
کیا عجب اُلفت محبت اور شفقت کر دیا
چار سو عالم میں میری شان و شوکت کر دیا
خشک عرصے سے پڑی تھی سخن کی کھیتی میری
بس انہی کے دم قدم نے ابر رحمت کر دیا
کیوں نہ میں مشکور و ممنون ٹھہروں گا کہ
اک گدایانِ گدا کو صاحبِ ثروت کر دیا
کیا وسیلہ دے دیا مجھ کو خدا کی ذات نے
ہر طرف ہر جانب جس نے نورِ وحدت کر دیا
شکریہ کرتا ہوں میں کہ تیری کوشش نے مجھے
بخشش نے دین ودنیا ملک و ملت کر دیا
میں تیرے اقبال سے چکا ہوں مثل آفتاب
ایک حرمت آبرو توقیر وعزت کر دیا
خدا سلامت با کرامت آپ کو رکھے مدام
جس نے اعلی ہستیوں سے میری نسبت کر دیا
سیر و تفریح کا لکھنؤ نوجوانوں کے لئے
اک گلستان بوستاں اور باغ جنت کر دیا
پوچھنا جلدی تھا بانگ دہل اُستاد جی
لیکن ہے افسوس کہ کاغذ نے قیمت کر دیا

جشن فتح

فتح اور کامیابی کی مبارک بد دیتا ہوں
اسی جیسے بہانے سے تمہیں امداد دیتا ہوں
گھبرانا نہیں چاہیے خوشی ور شدمانی ر
تجھے شیریں کے ملنے کی خبر فرہو دیتا ہوں
بلندی عروج پر آج کل سمجھ میرا جذبہ
میں برت کی ریڈ روں پر بھی جھنڈے گاڑ دیتا ہوں
بمباری مکانوں تک نہیں محدود میری
گر چاہوں مسلسل کوہستاں کو ساڑ دیتا ہوں
دلیری جرأت کس کو ہے مقابل ہو سکے ستاد
دشمن جہاں سے بھی نکلے دھر ہی ، ڑ دیتا ہوں

فتوحاتِ برلن اور ہٹلر کی موت

چڑھے تھے جو برلن وہ خود مر گئے ہیں
سبھی نازی دولت نہیں دھر گئے ہیں
بعضوں کی رائے ہے زندہ ہے ہٹلر
بہت کہہ رہے خودکشی کر گئے ہیں
بہت اس طرح سے روایت ہیں کرتے
گولی کھا کے میدان میں گر گئے ہیں
لگی اس قدر زور قوت ہے جس سے
پردے ماتھوں کے سب چِر گئے ہیں
مگر اس کا کچھ پتہ نہیں ملتا
تجسس میں لاکھوں نامہ بر گئے ہیں
مشکل سے نکلیں گے شیر پنجابی
اب ہم تو جرم کے ڈر گھر گئے ہیں
فتح کامیابی قدم چومتی ہے
جس جس طرف کو شیر نر گئے ہیں
چڑھی اس قدر آگے فوجیں ہماری
کہ بھوں ن کو سارے کروفر گئے ہیں
رہے کس قدر جوش و جذبہ دکھاتے
مگر سب کے بجز وہی ہر گئے ہیں
چھلک گئے ہیں دریا میں خونی فوارے
دریا و نالے ندی بھر گئے ہیں
بڑی مشکلوں سے ہوئی کامیابی

کمانڈر کمشنر سفیر ہو گئے ہیں

ہر اعلیٰ ولی فوجی تھا شامل

صوبیدار لفٹین و میجر گئے ہیں

ہوئی سخت سنگین بم بارٹ ایسی

کہ اقوام جرمن کے سب ڈر گئے ہیں

پڑے خوف و ہیبت کا سایہ جو بڑھ کر

تو عورتِ نازی حمل جھڑ گئے ہیں

اُلٹ پھیر کیا کیا زمانہ دیکھا

کچھ ڈوب گئے ہیں تو کچھ تر گئے ہیں

کوئی گر جو پوچھے تو کہہ دوں گا اُستاد

ہم ہیں جو برلن کو سر کر گئے ہیں

فلمی دُنیا کا پرستان اور اس کی حور و غلماں

نئی روشنی کیا غضب ڈھا رہی ہے
نقابوں حجابوں کو اُٹھوا رہی ہے
بیٹی باپ کے سامنے گا رہی ہے
تھرکتی اِدھر سے اُدھر جا رہی ہے
تہذیب حاضرہ کا یہ فاحشہ اثر ہے
بتا دو اگر کوئی باقی کسر ہے
کوئی بی اے ایم اے ہے کرتی کراتی
کوئی خاص لندن و بہت کو جاتی
کوئی حُسن کے تیز خنجر چلاتی
ہزاروں کی جانوں کو کشتہ بناتی
دیکھو نزاکت عجب سیم تن کی
لٹتا ہے گٹھڑی سب تن من کی
فلموں میں دیکھی ہے عالم حسینہ
مٹکتی ہیں جیسے کبوتر کے جینہ
بیٹھ جوبن کا مخمل سینہ
سنبھالے ہوئے ہیں حُسن کا خزینہ
عاشق سدا واہ واہ کر رہے ہیں
وہ تیغ حُسن سے فنا کر رہے ہیں
گذشتہ طوائف تھیں اب ایکٹرس ہے
ہندوستان میں فحشہ تو انگلش میں مس ہے
مر مر کے پاپے انہیں پاپا جس ہے

مشقت سوا ملتا انعام کس ہے
شریفوں کی پردہ دری ہو رہی ہے۔
عیاشوں کی جلوہ گری ہو رہی ہے۔
کہیں پٹ زیب النساء دیکھتے ہیں
نسیم پری چہرہ سے دیکھتے ہیں
کہیں نور جہاں شانتا دیکھتے ہیں
کہیں حسن بانو شیلا دیکھتے ہیں
ندر و تمخرو ہوتا ہر محل ہے
تجھے نوجوانوں پیغام قتل ہے
کہیں دیکھی جاتی ہے رجن کماری
وتخی ستارہ ر ہ دلاری
کہیں تا ر بائی ہے سارڑی سنگاری
کہیں ہے سلو چن بڈ ہپے کی ہاری
سنا ہے عمر بھر کنوری رہی ہے
غرور حسن کی پوجا ری رہی ہے
کہیں ہے مادھوری کہیں سیتا دیوی
کہیں پدما دیوی کہیں مایا دیوی
سعیدہ حمیدہ ور سعو دیوی
کہیں مختار ممتاز سب رنگا دیوی
قلم کیا حسن کا یہ دفتر لکھ ہے
جو جوہرت سوت کے بھاؤ تل ہے
ہے ہر ک د ن کی فتنہ قیامت

فرشتے بھی دیکھیں رہیں نہ سلامت
زاہد پجاری کو بھولے امامت
حُسن کیا ہے قیامت کا حشر کی علامت
جو دیکھ لیتا ہے شیشۂ سکندر
پھر دیکھتا ہے وہ مسجد نہ مندر
حسینوں دیکھی ہے شوخی شرارت
جلوے کرشمے غمزے عادت
ہو گی جہاں پہ بھی یک بشارت
بڑھے گی چشم کی بصیرت بصارت
سو اس کے سمجھو تو مردہ دل ہے
یہ بھی کوئی زندگی زندگی ہے
چہرے سفیدی یہ سرخی کے کشکے
حُسن کے محافظ سپاہی کے نقشے
جب تک کسی کو جسارت نہ بخشے
جبیں جوہر پتا درد ہشکے
رُخ مات کرتا ہے شام شفق کو
گیسو و شمع و بجلی برق کو
بعض لیکٹرں کو مغموم دیکھا
مثل روتے دھوتے ہے مظلوم دیکھ
قسمت بھرتی نہ مقسوم دیکھ
سد حسن و دولت سے محروم دیکھ
ہمیں آہ و نالہ ہے حسرت پڑتی

آنکھیں ہیں خونوں کے آنسو برستی
بعض تو بالکل کھڑی لڑکیاں سے
سنجیو پہ پہنچی وہ بے دھڑکیاں سے
کیا چشم عاشق میں بڑ کیاں سے
دنیا میں نکلی مشکل لڑکیاں سے
زمانے کی نظروں میں مقبول ہیں وہ
ابھی تو گلستاں کے اک پھول ہیں وہ
بعض ہیں وہ تین بچوں کی ماتواں
چلتے ہیں جو ساتھ نزو اوا تواں
سدا جن کے سر ہیں بہشتوں کی چھاؤں
بڑھتے جو رہیت ہیں آبرو ہو لوں
اصل میں بھی ہیں پری حور و غلماں
فرضی ہے کوہ قاف تو جو پرستاں
آنکھوں میں مستی بر کی کشش ہے
جنت سے آئی کوئی حوروش ہے
عاشق کا شتا معشوق روش ہے
سدا رہتی دونوں میں کیا کشمکش ہے
کبھی صلح کرتے کبھی روٹھتے ہیں
کبھی گلے ملتے کبھی لڑتے ہیں
عجب دل کشی ہے سریلی آوریں
پڑھیں جن کے قدموں پہ زہد نمازیں
جن کی نیت زیبائش ہے معجز حجاز

ٹپکتی ہیں لاکھوں نزاکت سے نازیں
سو سو نخرہ ہے اک اک ادا میں
قیامت پوشیدہ ہے اس مہ نما میں
حسن والوں کی ہے یہ پہلی نشانی
مثل تیغ ابرو قمر سی پیشانی
برق پاش جوبن شباب جوانی
شکل صورت ہو جس کی جلوہ ربانی
دیکھو زمانہ ہے یہ خود سری کا
جو شوق رکھتے ہیں حور و پری کا
ہے دنیا میں بہتر حسینوں کی زندگی
جہاں جائیں حق ہے وج بندگی
نہیں پیش جاتی ہے زندوں کی زندگی
کریں جو عبادت خدا کی نہ بندگی
حکومت حسن کی مد وج پہ ہے
دلیری جرأت شعر و فوج پہ ہے
تم اگر ڈھونڈتے ہو حسن کا ٹھکانا
تو قصوں میں رکھو سدا آنا جانا
سینوں پہ سنو گے عشق کا ترانا
رقص و سرود و طرب ناچ گانا
ہر اک ڈھونڈتا ہے آرام و آسائش
موجودہ زمانہ ہے بالکل نمائش
جھجک تو چلا نہیں شرم و حیا کی

بہت چلبلی ور چنچل د کی
حسن ذہن کا بلک ہے تنجر جف کی
جو نام جانے نہ مہر و ث کی
ونی ہیں شیطان کی ٹوٹیاں بھی
دیتی ہیں سب کو پتنگ کی ڈیوٹیاں بھی
ہے تمنا حُسن کا رُوحانی مسرت
سر سر ہے ہوتی جونی مسرت
شکوہ گلا چھیڑ خونی مسرت
ہے تیزی طبیعت رونی مسرت
کبھی مست وری تھی کیا جامِ جم میں
ب وتی خوبیاں ہیں تو نا کی قلم میں
ہے ہر یک د کار چڑیا شہری
چمکتا ہے جیسے سورج دوپہری
بتش فشں ہے حسن کی پھلجھڑی
بچتی نہیں قے بری ہو یہ بجری
کیا کچھ ہے دنیا میں ُستاد دیکھ
حاکم حسن کا ہے رشاد دیکھ

زمانہ آگیا جب سے علاؤ الدین ارشد کا

عدم کو چل بسا ہے جاناں تمہارا دم قدم جد کا
مد مطلق نہیں ہم کو تمہارے قامت و قد کا
حقیقت میں نہیں ولد حسرت یاس ہے ہم کو
خبر سے گا تو لے گا کون بعد از موت مرقد کا
ہزاروں یاد کرتے ہیں زمانے میں مجھے لیکن
اصل وارث نہیں کوئی ہے میری جائے مسند کا
مبارک ہو مسرت ہو تمامی اہل محفل کو
کہ مشکل وقت گزرا اس بت کا فرو مرتد کا
کسی کی کیا پڑی تجھ کو نہ، پی زمانے میں
کہنا ہے تو یہ کہنا ہے میرے پیرو مرشد کا
پڑے نہ وسط جب تک کسی کے ساتھ دنیا میں
پتہ چلتا نہیں بالکل شریف ، نیک ور بد کا
برا ہووے غریبی کا اگر ہوتا تو نگر بھی
تو پھر میں سیر کرتا خوب قندھار و سمر قند کا
سورج چاند تارے اور نگیں و شمع کب ہوتے
گر ہوتا نہ عالم میں کبھی آمد محمدؐ کا
پڑا ایسا کال آ کے دمشق و مصر مات ہو گئے
بہت مشکل گزر رہا ہے میرے جیسے مجرو کا
میں تجھ کہہ رہا ہوں وہ تقاضے کے نے جاتے ہیں
چھو میں کچھ نہیں دیتا نہ گنبت نہ میری چند کا
خودی ایسی سمائی ہے دل و دماغ میں آ کر

نہیں محتاج میں رہتا ہوں زید عمر و خالد کا

مبارک ہو مسرت ہو تمامی اہل محفل کو

کہ مشکل وقت گزرا ہے اس بخت کافر و مرتد کا

فخر و ناز ہے استاد ہم کو بے حساب تھا

زمانہ ہو گیا جب سے علاؤ الدین رشد کا

جناب ڈپٹی کمشنر علاؤ الدین رشد کی عدالت

عید کے روز ہم نے بھی دیکھا تھا صاحب بہادر کا رخ آفتاب

ور ہوگ تو ہمارے نظر آتے تھے لیکن آج چودھویں کے مہتاب

حضور کا قد و قامت کمال کا وضع و بندی پر تھا

جس کے آگے بالکل ہیچ تھے رستم و زال اور سہراب

خاص و عام آنجناب کی سلامی دینے کے لیے حاضر تھے

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مال افسر تحصیل دار و رجسٹرار نواب

آپ کا جلوس خاص کر کے ایک قرولی بریں ہوا تھا

جس میں ہر جانب سے آ رہی تھی عطر و عنبر خوشبوئے گلاب

چپڑاسی ہر ایک کے آگے فروٹ کی دعوت پیش کرتا رہا تھا

لیکن بعض آدمی بہ رعد کھاتے تھے اور بعض کرتے تھے شرم حجاب

کرسیاں ایک درجن کے قریب لگی ہوئی، گول میز کی طرح

جس کے باعث خاص و عام کو کر رہے تھے پی زیارت سے شرفیاب

آتی جاتی دفعہ ہر بشر سے پوچھتے تھے خوش مزاجی سے

اسی تکلف سے کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے تھے جناب

بالا دست حکام کی ہر طرح تابعداری کرتا ہوں استاد

اس میری محنت و جانفشانی کی تمام گواہ ہے گجرات پنجاب

عاشق معشوق کا مقابلہ

نرگس تازگی سبزیت لالہ زار کے
کچھ بے مثال رنگ سے ہیں بہار کے
جب تزئین نکلیں سے نکھر سنور کے
کیا کیا نہ لفظ آئیں گے بوس و کنار کے
عاشق کسی نے زرد ور نچلا ہے اس قدر
آتے نظر ہیں ہم تو وہ مردے مزار کے
نازک نرم معشوق کو مطیع رہے تو یہ
ہرگز نہ چاہیئے سونا پوشش اتار کے
جہاں پہ کسی ہریا تو ہواں پہ چلے گئے
نوکر تو تم نہیں کوئی سارے سنسار کے
ہیں جس قدر بھی دنیا میں تیرے ہی گاہک ہیں
سینے کے سرخ سیب ولایتی انار کے
چہرہ پہ نور کی تعریف کیا کریں
ثانی ہو جب کہ پہلے ہی مطلع انوار کے
آتش ہجر سے جل گیا استاد آج کل
ک دن تو رکھ دو سکے بھی سینے کو ٹھار کے

روزمرہ اُستاد امام دین

کیا کر سکوں گا آج میں خدمت حضور کی
گو آپ خاص آئے ہوں منزل سے دُور کی

گیس و شمع کے جلنے کی حاجت نہیں رہی
کافی ہے روشنی تیرے رُخ کے ہی نور کی

خنجر حسن کو کشتہ ہوں شاید کہ اس نے
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی

قرآن ہوتے ہوئے ضرورت نہیں ہمیں
انجیل و توریت ور کہ دیگر زبور کی

کہتے ہو روز اور کہ آتے نہیں ہو پھر
کچھ تم سے مشورات ہے چند اک امور کی

آؤ تو کھاؤ شوق سے تجھ کو قسم خد
ئی پاڑی ہے ہاٹے کیچے انگور کی

زندگی کا لطف چاہتے ہو دائم سدا سنو
فوٹو گراف ریڈیو طبلے طنبور کی

کیا کچھ نہ جز دیا چاہتے ہو تم اُستاد
جرمن جاپان اٹلی نے جو جو قصور کی

ـ پ ـ جاپانی بھی مصنوعہ سو رشتی مشورہ ـ ض ـ جاپانی بھی ضمنہ

فیروزپور کا مشاعرہ

قبل از قیامت حشر دیکھتا ہوں
کہ عالم کو زیر و زبر دیکھتا ہوں
ب اُلفت محبت وفاداریاں کہاں
ظلم ستم قہر و جبر دیکھتا ہوں
ہر ملک شہروں میں چکر لگا کر
میں حال بشر کو بتر دیکھتا ہوں
جانوں نہ جانوں عزیزو بزرگو
تجھے میں تو شمس و قمر دیکھتا ہوں
سے جاذب حسن تیرے دونوں سب کو
یاقوت و لعل و گوہر دیکھتا ہوں
ترقی کیا اس قدر ہے بشر نے
کہ اڑتا مثل جانور دیکھتا ہوں
بجز خر یہ بنی بنی جنگ وجدل میں
فتح کامیابی ظفر دیکھتا ہوں
تخیل کی دنیا سے ہم سفر ہو کر
آسمانوں پہ بھی گزر دیکھتا ہوں
پستی بلندی فرش سے عرش تک
بس تو ہی تو ہے جدھر دیکھتا ہوں
تیرے باب عالی پہ جھکتے جھکاتے
بڑے شہنشاہ تاجور دیکھتا ہوں
موجودہ لڑائی میں بم ہٹ آگے

ہوئے قتل تیغو تبر دیکھتا ہوں
طے کر رہا ہوں میں شاعری کی منزل
نہ رستے میں ہادی خضر دیکھتا ہوں
تھوڑے ہیں جو کہ بجز باپ کے میں
بہتوں کو مادر پدر دیکھتا ہوں
بہت ڈبے پتے ہیں کمزور و لاغر
لیکن بعضوں کو شیر ببر دیکھتا ہوں
رقیب ور حاسد ہیں بے پر ڑتے
نہیں میں تو شیرو شکر دیکھتا ہوں
سو سچے چچہ زمانے میں ستو و
نہ خاسد نہ عمر و بکر دیکھتا ہوں

جناب ڈپٹی بنوٹ صاحب گجرات

مبارک ہو کہ آج صدر ہوئے ہیں جناب ڈپٹی صاحب بنوٹ
قحط سال کا زمانہ ہے ورنہ نچھاور کرتا پونڈ ور نوٹ
پبلک میں مشہور ہے ت ن ہر دل عزیزی خاص ر کے
کیونکہ سخت سنگین جرم میں بھی دیتے ہیں ملزم کو چھوٹ
ت کے باب سال پہ جو بھی جاوے کبھی خالی نہیں آتا
گر وہ چپ ٹکڑہ مانگے تو یہ دے دیتے ہیں سالم روٹ
نسانی ہمدردی اور کرم عنایت شفقت مہربانی کرنا
بس یہی ہے ایک بے مثال مذہب عیسائیت کی رپورٹ
تفاق تحاد بڑی زبردست طاقت ہے دنیا میں ستاد
خدا نہ کرے کہ تمہارے ہمارے درمیاں پڑ جائے کوئی پھوٹ

کوٹھی نواب صاحب چوہدری فضل علی خاں گجرات

کوٹھی بنی میں آئے دن رہتی ہے لیے رونق بھی
صاف ستھرا باغ جس کا اور سب کوچہ گلی
یہ جگہ سمجھو تو سمجھو شہر کا جائے فخر
فضل علی کو فضل علی کہیں یہ نکتہ وسیع ہی
گو وجود ن کا نہیں حاضر موجودہ وقت میں
کارنامہ تا قیامت رہے گا روشن بھی
بعد از استاد اس مرحوم اور مغفور نے
جانشیں چھوڑے ہیں دو مہدی علی اصغر علی

جناب ڈی آئی جی سخت پرکاش راولپنڈی

سدم عرض کرتا ہوں جناب صاحب سخت پر کاش
یک دو صدی نہیں بلکہ ہزار ہا سال زندہ باش
آپ کے عہد حکومت میں ہم کو کوئی شخص عیار نظر نہیں آتا
نہ رہزن نہ ڈاکو نہ چور نہ گنڈ کترا گنڈا اباش
تمہارے خوف و ہیبت سے ہر بشر کاروبار میں لگا ہے
کیا اعلی ودنی فتش حصدی غریب غربا مفلس وقلاش
جناب والا کے محکمہ میں کسی امر کا شکوہ شکایت نہیں ہے
ستاد کہتا ہے کہ شاعر کو قوت لایموت کی ضرورت ہے
ورکسی حسین ماہ جبین کی ہم کو ہرگز نہیں ہے تلاش

جناب قائداعظم محمد علی جناح

ہم سے بہت بہتر کشمیر و روپنڈی کا گرد نوح
جنہوں نے شرف حاصل کیا ہے قائد عظم محمد علی جناح
ہزار ہزار شکر ہے کہ یہاں پہ بھی تشریف آور ہوئے ہیں
جس سے خوش بخوش ہوگئے ہیں اہل گجرات کے روح
بحر دنیا سے پار لگا کر چھوڑیں کشتی و جہاز
چونکہ نہایت تجربہ کار ہیں ہمارے کیپچوں مدح
جائے افسوس ہے کہ مسلم لیگ بالکل باقی نہیں ہے
ورنہ کانگرس ہر چند چاہتی ہے پاکستان کے ساتھ نکاح
ہمارے زخم جگر کا علاج خوب پہچانا ہے آپ نے
اس لیے تمام ناقابل سمجھے جاتے ہیں زمانے کے ڈاکٹر و جراح
جو بھی کریں سب کا سب منظور و قبول ہے ہم کو
آپ کی ذات بابرکات کا ساختہ پرداختہ ہے ہر طرح مباح
شرق میں ہو یا غرب میں جنوب میں یا شمال میں
آپ کے نامِ نامی سے ہوتا ہے ہر جلسہ تعمیر و عمارت کا افتتاح
اے قائد نامدار تم یک آفتاب کی طرح روشنی ہو دنیا میں
اس سے استاد کیا کر سکتا ہے تیری تعریف و مدح

ہندو مسلم اتحاد

جہاں تک بھی ہو سکے ہندو مسلم دوستی اتحاد کرو
موجودہ وقت میں دور اپنے دلوں سے دیرینہ عناد کرو
اگر آسائش و آرام سے پنجاب ہندوستان میں رہنا چاہتے ہو
تو ایک جہتی کے ساتھ اٹلی جاپان جرمن کو برباد کرو
یہ وقت نہایت جنگجو اور کہ زبردست دلیری کا ہے
اس لیے تم اپنے دلوں کو سنگ آہن پتھر و فولاد کرو
حکومت نے خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں دولت لٹی جا رہی ہے
آپ اس کے کھانے کی طرف دھیان نہ دھریں بلکہ بچانے کا بھی ارادہ کرو
آج کل ہزار ہا روپیہ پبلک کی جیبوں میں آ رہا ہے
اس کو بطور قرض کے دے کر سرکار دولت مدار کی امداد کرو
اس نازک وقت میں حکام کی مدد کرنا بہتر ہے ہمارے لئے
ورنہ جلد ترقی کے ایک تنی جائے گی اگرچہ تم ہزار فریاد کرو
آئندہ زمانے میں ان کو مراعات کا موقع ملے گا جنکے پاس ثبوت ہوگا
اس لیے تم جلد جلد کوئی نہ کوئی حاصل سند اسناد کرو
جو بھی کرو ذوق شوق سے ابتدا سے انتہا کو پہنچا دو
ورنہ حکومت کے حق میں نشریت مثال استاد کرو

حلقہ ادب گجرات اور اعزازات

یہ نظم یکم اپریل ۱۹۳۳ء کو حلقہ ادب گجرات کے اس مشاعرہ کی تقریب پر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاد صاحب کو حلقہ ادب گجرات کی طرف سے A S S (افسر شعر و شاعری) اور USA (استاد شعرائے عالم) کا خطاب دیا گیا ہے۔ (خادم)

اے خدا وہ کون سا دن ہے جو مجھ پہ تیری عنایت نہیں
لاتعداد اور بے شمار ہیں اس سے کوئی حسابت نہیں
میں تیری ہستی کا قائل اور کہ ہر طرح جانتا پہچانتا ہوں
لیکن ہزار افسوس کہ دلچسپی عبادت نہیں
جس کو چاہے تو دے سکتا ہے مال و متاع دولت و دنیا
تیری ذات بابرکات میں کوئی چھوٹے بڑے کا امتیاز نہیں
حلقہ ادب اور کہ ارباب ذوق نے بہت کچھ دیا ہے میرے کو
جن کے بارے میں ادا کر سکتی میری زبان شکریت نہیں
کبھی بی اے ایم اے کبھی پی ایچ ڈی ڈگریاں حاصل کرتا ہوں
جو کہ دیگر کسی حریف و حاسد کے لیے خطابت نہیں
ملک الشعراء استاد الشعرائے عالم افسر شعر و شاعری ایل ایل ڈی
کیوں جناب ہے کوئی باقی بچا ہو جو میرے پاس القابات نہیں
میرے شعر و فن کو خاص و عام نے لوٹ مچا رکھی ہے
حالانکہ یہ کوئی نوٹ پاؤنڈ ہیرے موتی جواہرات نہیں
پبلک میرے کو اعزازات سے بارہا دفعہ سرفراز کر چکی ہے
لیکن افسوس کہ موجودہ حکومت کو کوئی بھی توجہات نہیں
چار بھتیجے اور ایک ہمشیرزادی کا لڑکا بھرتی کرا چکا ہوں
بالکل حقیقت پہ ہے کوئی اس میں لغویات نہیں

بذاتِ خود سرکاری پروپیگنڈہ و نشریات کرتا ہوں

تاکہ کوئی حریف حاسد یہ نہ کہے کہ اس کے جنگی خدمات نہیں

میں اپنی آواز بذریعہ بگل وہاں مشرق غرب تک پہنچا چکا ہوں

پھر کیا وجہ ہے کہ ملتا میرے کو انعام کرم جاگیرات نہیں

حضور والا کے خزانوں سے ہر اعلیٰ ادنیٰ جیبیں گرم کر رہا ہے

لیکن صد حیف کہ ہمارے بھاگ نصیب قسمت برات نہیں

انسان انسان کو بگاڑتا ہے اور انسان ہی سنوارتا ہے

وہ شخص اس راز کو نہیں سمجھتے جن کو علمی معلومات نہیں

کامیابی کے اسباب میرے کو بالکل نزدیک نظر آ رہے ہیں

لیکن شرط یہ ہے کہ آپ صاحب کے دل میں کوئی منافقات نہیں

ان کے فیضِ سخن سے عالمگیر شہرت حاصل کر چکا ہوں

لیکن یہ ہم نے مانا کہ ہم حالی غالب و تبیات نہیں

کہیں ایسا نہ ہو دروغ مصلحت آمیز راز راستی فتنہ انگیز

بس اس سے بڑھ چڑھ کر استاد کر سکتا کوئی گزارشات نہیں

ملک عبدالرحمٰن خادم صدر حلقہ ادب گجرات کے حق میں دُعا

خداوندا تو خادم کو شفا دے
جلد ہی بستر سے غم سے اٹھا دے
یہی کوئی دستِ شفقت سے دوا دے
جو حکیم و وید ڈاکٹر کو بھید دے
اگر کچھ وہم ہے اس کو ہٹا دے
یہ اصلی مرض کی مدعا بتا دے
پبلک تنگ رہی بانگ دل سے
ٹھے اور غلطیں ان کی لگا دے
عجب کیا ہے تیری اس التجا کو
سند منظوری و مقبول خدا دے

(جولائی ۱۹۴۴ء)

چوہدری چھوٹو رام کی یاد میں

وفدری بشرط استوری اصل ایماں ہے
مرے بت خانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہم کو

کر گئے دنیا میں کیا کیا نیک نامی چھوٹو ر م
کٹ گئے ہیں جاٹ طبقے کی غدی چھوٹو رام

فیض پہنچا جن کو ہے تیرے حکومت عہد میں
عمر بھر ہوتے رہیں گے وہ سدی چھوٹو رام

کوئی موقع ہی ہمیں شکوے شکایت کا نہیں
خوش بخوش ہیں آپ پر خاص و عی چھوٹو ر م

بہت مشکل سے ملے گا آپ سا روشن ضمیر
گو پر ہو جے گی وزیر زرعت ی آسامی چھوٹو ر م

حکام وقت باتحتی صف میں ہیں تیری ور سب
پنڈ تو تھیو منی گیناکی سوراجی چھوٹو ر م

جنگلی بستی کا نہیں کوء خیر خواہ تیرے بغیر
تم ہی تم تھے ملے ہستی نقدی چھوٹو ر م

جا نہیں سکتا کبھی ساری حیات
سن لیا ہے جس نے تیری خوش کلامی چھوٹو ر م

تو ہ جنوری ور سب پنجابی کو خاص
ہو چکی زندگی تمہاری نقشی چھوٹو ر م

افسوس و حسرت یاس سے بیٹھے ہیں سب
کیا عہد علم و نامی گرامی چھوٹو ر م

کل زمانہ کر رہا ہے اس وقت ستاد ہی
تیری عزت آبرو ور احترامی چھوٹو رام

اُستاد امام الدین لاہور میں

عجب لاہور دیکھا ہے پچھڑو دس دل
کہیں گدھے گھوڑے کہیں مکھیاں گل گل
پوزیشن کسی کی بھی ٹھیک نہیں ہے
کیا گرم کپڑے کیا شخص ل ل
بہت گذر جاتے ہیں پامال کرتے
بہت ڈگتے رہتے ہیں بالکل مسلسل
گدھے ریڑھی تانگہ حیوانات وغیرہ
چیتے چلتے تلکتے ہیں پل پل
سڑکوں کی حالت نہ پوچھو کہ کیا ہے
سیلاب گلیوں میں رہتا ہے جل تھل
صدیوں کا یہ شہر آباد ہو رہا ہے
رکھ ہو چکی ہے ٹی یہاں کی جل جل
کوشش جدو جہد کر کے بزرگوا
مُکا ڈنو ک دن سدا کی یہ کل کل
سلوں گر کسی کا جو دُکھ درد اُستاد
مثل کانپ جاتا ہوں بونچال وزل زل
یاد گار کی آمد جاپان سے
کیا فخر تجھ کو ہو ہے چھوٹے ملتا ن آج
ترا تیری سر زمین پہ میرا شاہ خوبان آج
پنجہ صیاد میں ٹھہرے ہو ساڑھے چار سال
بڑھ گئی ہے آسمان تیری شوکت شان آج

رنج و غم اور سختیاں سب سہتے سہتے آگئے
خاص کر اپنے وطن پنجاب ہندوستان آج
بیقرار و مضطرب تھا فرقت تیری میں میں
نکلے ہیں سب میرے دل کے حسرت و ارمان آج
تیرے ہی سب دم قدم سے کامیابی ہو گئی
فتح ٹرکی کر لیا اور جرمن و جاپان آج
دہ چورنجہ بعد ہوا میل و ملاپ
اس سے سو بار صدقے ہوں قربان آج
کیوں نہ ہوویں خوش بخوش اپنے بہادر دیکھ کر
میجر صوبیدار جنرل و کپتان آج
مطلقاً تھوڑا ہے بالکل یادگار
جس قدر کر دوں بھی تیری ذات پہ پن دان آج

فتح کا جلوس

اس قدر شان و شوکت سے نکلا ہے گجرات میں جلوس
کہ جس کو شوق سے دیکھتا رہا ہے عرش پہ رب قدوس
خد سدمت با کرامت رکھ تاج برطانیہ کو
ور کہ معاون رہیں چین و امریکہ سفید روس
ہم ن وگوں کے ممنون و مشکور ہیں ہ طرح
جنہوں نے دل کھل کر مارا مگرمچھ ہنٹر و بوس
چھ سال سے خاموش پڑے تھے مذہبی ہیڈکوارٹر
آج بج رہے ہیں گرجوں میں گھڑیال ور مندروں میں ناقوس
سن پچاس چودہ مئی کی رات عجیب جلوہ دکھائے گی
جب کہ جگمگائیں گے شمع گیس ور بجلیاں فانوس
میری شعر و شاعری کا ہر فقرہ فقرہ فقط تخیل ہے
بلکہ یہ ہے یک قسم کا رفل پستول ور کارتوس
حکمت عملی سے کہتا ہوں کہ دوسر دشمن بھی چھپا رکھ دونگا
حالانکہ میں کوئی نہیں ہوں سقراط بقراط یا جالینوس

نوجوانِ عالم اور تعلیم

قدرت کی ہر بات جدید و قدیم اچھی ہے
لیکن ن سب کا خلاصہ ایک تعلیم اچھی ہے
کسی نسان کا یک و تنہا رہنا بھی کوئی رہنا ہے دنیا میں
اس سے جہاں تک ہو سکے مشاہ تشکر تنظیم چھی ہے
چوری ڈکہ زنی ہر مذہب میں خلاف قانون ہے
سو اس کے محنت و جفاکشی سے جو پید ہو وہ روشیم چھی ہے
نسان مانند شہباز وج و بلندی پہ جا سکتا ہے
اس سے پستی نہیں بلکہ شان عظیم اچھی ہے
علم و حکمت کی دوت حاصل کرو ور اس کے بعد
سیرو سیاحت ہفت کشور با ہفت قلیم چھی ہے
موجودہ وقت بہ درجے کا خود پسندی سے لبریز ہے
مگر پ کے یے عادت خوئے سر تسلیم چھی ہے
دنیا میں صحت و تندرستی کو قائم رکھنے کے یے استاد صبح و شام کی ہوا
تھوڑی دیر کہ باغ نسیم اچھی ہے

☆

انجمن خدام الاسلام گجرات اور جناب حاجی محمد الدین صاحب۔

نجمن خدام سلام گجرات دم توڑ رہا تھا سامعین و حاضرین
لیکن اس میں جان ڈال دی ہے جناب شیخ صاحب حاجی محمد الدین
اس قدر سکول کو فائدہ پونچایا ہے اپنے فیض دست سے
کہ دولت کے دریا بہا دیئے ہیں مانند بارشین
کیونکہ تا ہزار ہا لڑکیاں اند پڑی ہوں جب کہ
بڑے بڑے لائق فائق آئے ہیں ٹیچر و مدرسین
دیگر ممبر صاحب موصوف کے ہر طرح زیر اثر رہتے ہیں
ور کہ چھوٹے بڑے نوکر چاکر و ملازمین
سر کاروبار میں ہر طرح رسائی رکھتے ہیں
جس کے باعث عزت آبرو کرتے ہیں زمانے کے سلاطین
بوجہ تجی سوداگر ہونے کے خاص و عام ان کو جانتے ہیں
کیا جنوب و شمال اور کیا مغرب و مشرقین!
نہ ہوا ہے نہ ہوگا قوم خواجگان میں سے
یسا سرچشمہ فیض ندر گجرات کی سرزمین
یک دو آدمیوں کے کہنے پر میں نے یہ نظم لکھ دیا ہے
باقی گستاخی کی معافی چاہتا ہے آپ سے ستاد امام دین

بانگِ دہل اور اس کا غل

۱۰ دسمبر سن چوتالی کا رقم کرتا ہوں میں
بانگ دہل کر کے مکمل اب ختم کرتا ہوں
ہر قسم کے بیل بوٹے پاؤ گے اس میں ہی تم
پیش خدمت آپ کے باغ ارم کرتا ہوں میں
تا کہ تجھ پر کھل سکیں یہ راز سالم کے تمام
اس سے پیش نظر یہ جام جم کرتا ہوں
حاضرین سب کھل کھلاتے صاف آتے ہیں نظر
اس قدر جیسے جلوسوں کو گرم کرتا ہوں
سادہ لفظی کے سبب سے عام شہرت لے گیا
ٹھوس بھدے شعر نہ نازک نرم کرتا ہوں میں
فارسی ہندی پنجابی اور انگلستان کے
ہر زباں کے لفظ کو بھرتی مجسم کرتا ہوں میں
غور و فکر سے جو بھی لکھ دوں اس پہ رکھتا ہوں یقین
ہرگز نہیں ضائع کبھی کاغذ قلم کرتا ہوں میں
بانگ دہل کی اس قدر مانگ و خریداری ہے آج
جس کی نسبت سینکڑوں لاکھوں قسم کرتا ہوں میں
یہ زمانہ مطلقاً طول و طوالت کا نہیں
اس سے ہر چند فقرے کم سے کم کرتا ہوں میں
شوق شاعری اس قدر کود ہے دل میں آن کر
جس پہ ضائع سینکڑو دام و درم کرتا ہوں میں
شکستہ خیوں میں کبھی دل کشی ہوتی نہیں

اس سے بھی روز مرہ کو بھی نظم کرتا ہوں میں
خوش دلی اور شوق سے استاد اس کو پیش کش
بال محفل مجلس و اہل بزم کرتا ہوں میں

یودگار کے نام

بپنے خیولات کی دنیو میں بندی کے جذبات پید کر
نئی روشنی کے زمانے میں نئے نظریات پید کر
کائنات میں نسان یک ترقی ردہ جانور سمجھ گیا ہے
جہاں تک ہو سکے اعلیٰ ارفع ہستیوں سے ملاقات پیدا کر
بانگ وہاں کے طرح حقوق محفوظ رکھے گئے ہیں
تو ا سے ہیرے موتی لعل و جوہر ات پیدا کر
میرے شعروسخن اور کہ شہرت و ناموری سے فائدہ ٹھ
کوشش جدو جہد سے تمام ضائع شدہ قوبات پید کر
اس کا سب ساختہ پرداختہ تمھارے نام منسوب کیا جاتا ہے
تو اس کی نگہداشت رکھ ہو حاصلات ثمرات پید کر
شرق غرب جنوب وشمال سے اس کی خرید ری کی تو ز آتی ہے
ل سے جہاں تک ہو سکے کسی کتب فروش یا فرم سے مشورت پید کر
دوران جنگ میں نہایت جاں فشانی سے میں نے کام یا ہے
اس میری خدمات کی سرکار سے کوئی نہ کوئی جاگیرات پید کر
سنگ دل سے سنگ دل بھی گر دل دادہ اور شیفتہ ہو جائے
یٹی بات چیت اور گل میں اس قدر جادوئے طلسمات پید کر

جاپان کی شکست اور ہماری فتح اور استاد امام دین

جاپان کی شکست زبردست ہوئی ہے ہماری فتح
ایک دو ہی بم ہٹ سے ہی ہو گئی ہے بہت بھاری فتح

رحم دل خدا خوفی دنیا میں کامیابی حاصل کرتی ہے
کبھی پا نہیں سکتے ظالم و جابر گنہگار کی فتح

جو بادشاہ پبلک میں اپنی دل عزیزی رکھتا ہے
شرق غرب کی دیتا ہے اس کو خداوند باری فتح

ہمارے واسطے یہ ظفر یابی لا انتہا خوشی کا باعث ہے
لیکن اٹلی جاپان جرمن کے لیے تبدیلی کی بیماری فتح

شیر کی طرح جوانان عام میدان کارزار میں ڈٹے ہیں
بھلا ان پر کب پا سکتے تھے دیوی دیوتا مندروں کے پجاری فتح

عرصہ چار پانچ سال حکومت برطانیہ خاموش رہی ہے
اس لیے یہ ہم کہہ نہیں سکتے تو جو جرنیل رام لعل گردھاری فتح

نو اگست انیس سو پینتالیس کو جاپان قوم نے ہتھیار ڈالے ہیں
جس سے سارے کی ساری ہو گئی دیوالی اور فوج داری فتح

شان و شوکت ٹیپ ٹاپ اس کی بیاں کروں استاد
چمکتی ہے مثل اختر فلک اور کرے گوٹہ کناری فتح

اظہار کیا ہے اس میں حاضرین مقامی کے سر ہر ہے
یعنی چوہدری محمد مسعود ثبوت صاحب عدو ولدین رشدی کی ہے ساری فتح

جاپن کی ہار اور ہماری جیت

ہم نے شروع کر دیا جب کہ ملک جاپن پہ بم بٹ

بڑے بڑے دست بستہ ہو گئے کمانڈنگ افسر ورلٹ

پیا ایک گولہ زبردست پڑا کہ جس کے خوف وہیبت سے

بہت سکتے کے عالم میں چپ ہو گئے اور بہتوں کے قُل ہو چکے تھے ہاٹ

افسوس ہے کہ چند یوم بھی میدن کا رزار میں نہ ٹھہر سکا

حالانکہ شہنشاہ جاپن بہت عرصے کا تھا فٹ فٹ

بڑی بڑی سخت سنگین آبادیاں آتش کی نظر ہو چکی ہیں

دیگر ہزار ہا بانسی جھونپڑیاں بسترے بوریاں اور ٹاٹ

لکھو کھہا انسانوں کے گولیاں کھا کر عدم کو چل بسے ہیں

ور بعض بیمار شفا خانوں میں کھاتے ہیں بیٹھے فروٹ فرٹ

کسی دنیا کے بادشاہ کے ساتھ یہی ہرگز ہرگز نہ ہوگی

جیسی کہ ہوتی ہے جرمن جاپن کو اس جنگ میں گھاٹ

برطانیہ بڑی جابر سلطنتوں کو شکست دے چکا ہے

کیونکہ خاص کر لشکر جابر ہے گورکھا پٹھان ور جاٹ

فتح ور کامیابی کی خوشی میں تمام ہندوستان کے دفتر بند ہوئے

کیا پہاڑی علاقے ہمالیہ شملہ کوہ مری ور چیٹ

مسلم لیگ کا آفتاب

کیا کیا دکھا رہی ہے لیگ کامیابیاں
گویا یہ سے چمکی ہے پاکستان کی چابیاں
سی پی، یوپی اور اڑیسہ بہار میں
ہر جانب ہر طرف ہیں اس کی [illegible]
بنگال اور مدراس میں فتح ہوئی ہے یہ
طاقت دکھائی ایک ہندوستان پنجابیاں
لاکھوں مخالفوں کی ضمانت ضبط ہوئی
رل خاک میں گئی ہیں سب کی سرفرازیاں
جہاں آفتاب نکلا ہو قیامت کا نمونہ
وہاں روشنی کیا کر سکیں دیوے مہتابیاں
پہنچے ہیں اپنی کوشش سے اوج فلک پہ ہم
دشمن اٹھاتے پھرتے ہیں ذلت خرابیاں
احرار وخاکسار یونینسٹ کانگرس
ہر ملک پہ رہی ہے پٹی انتخابیاں
ناکام دیکھ اپنے کو استاد سب حریف
دن رات کھا رہے ہیں سخت پیچ وتابیاں

خدا کا شکر

یہ نظم پنجاب اسمبلی کے انتخاب میں مسلم لیگ کی بے مثال کامیابی پر بطور شکریہ لکھی گئی۔خادم

شکریہ لاکھوں کروڑوں یہ خد کرتے ہیں ہم
آج نصرت فتح کا سجدہ ادا کرتے ہیں ہم
دنیا میں جس کام کی ابتدا کرتے ہیں ہم
تیری رحمت کی مدد سے انتہا کرتے ہیں ہم
چار سو عالم میں اپنی کیا صدا کرتے ہیں ہم
تیرے نام و نای کی صفت و ثنا کرتے ہیں ہم
حریف و حاسد ہر طرح کرتے ہیں بنا ٹھوس کام
لیکن سر مجلس و محفل برملا کرتے ہیں ہم
بن گئے ہیں تب سے ہم اوج فلک کے آفتاب
مسٹر جناح کو جب سے اپنا راہنما کرتے ہیں ہم
ماسوئے لیگ کس کو کامیابی ہے نصیب
پٹی کثرت ہر طرف ور جا بجا کرتے ہیں ہم
یہ تماشے جھنجھٹی ور توقفے دیکھے ہیں کیا
آگے آگے دیکھئے اب کیا سے کیا کرتے ہیں
جھولتا جھنڈا رہے استاد پاکستان کا
خاص کر کے درد و دل سے یہ دعا کرتے ہیں ہم

ظفر اور گابے کا مقابلہ

(یہ نظم سینٹرل اسمبلی کے انتخابات کے موقع پر خاکسار امیدوار کے ایل گابا کی ناکامی اور مسلم لیگ امیدوار مولوی ظفر علی صاحب آف زمیندار کی کامیابی پر لکھی گئی) خادم

ظفر کے مقابل کھڑا تھا جو گابا

مولانا نے اس کو ہے دب دب کے دابا

سوا چھ سو پرچہ حریفوں نے پایا

مگر پینتی سو تک ہمارا تھا بابا

گابے کی جانب تو دلی بشر تھے

ہماری طرف تھ رئیس و نوابا

یہی حشر ہوتا ہے اس کا بزرگو

چپے چال دنیا میں جو بے محابا

نامی گرامی تھے ووٹر ہمارے

تھے اس کی طرف فقط لیبہ خدابا

ملو لیگ سے خاکساری حراری

فضول کرو یہ نہ خونا و خرابا

جب کہ چوٹی کا لیڈر جناح ہو گیا ہے

اب نہیں ہو سکے گا تمہیں کامیابا

عزیزوں بزرگوں کو کہتا ہے ستاد

گنواؤ کسی کا نہ اب ، دبا

مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ

آج کل جنگ آزادی کی ہے دھوم دھام
تو گر مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ
ایک خدا رسول اور قرآن کو ماننے والوں
کیوں ڈرتے ہو تفرقہ پڑنے میں بہر خدا
کورس بیگم بادشاہ کبھی جیتے نہیں جاتے
جب تک نہ ہوگے تم متفق کا یکا
زور قوت طاقت و بازو سے سے
اپنی قوم کو اوج و بلندی پہ پہنچا
آج پیش ہے تیری زندگی موت کا سوال
ایسا نہ ہو رہ جائے تیری کوشش کا گلہ
شہ بہادری اور کر جرات و دلیری میں کمال
شیر نر سمجھتی ہے تجھ کو زمانے کی فضا
کب آئے گا مقابل میں تیرے جب کہ کر دی تو نے
رستم زول اور کہ حیدری کی صدا
اس طرف چاہیے ہونا بزرگاں عزیز
بہتا جس طرف کشتی اسلام کا ہے دریا
شب و روز ہے ہم کو تیری آمد کی ٹھنی
جلد سے جلد آکر آتش فرقت کو بجھا
اگرچہ تم یوسف ہو تو چھو ہم زلیخا ہی سہی
مگر استاد کو یہ تو بتادو کہ کب ہو گا میل مد

چوہدری محمد اسلم صاحب کے گجرات سے تبادلہ پر

خداوند عالم تو اپنا فضل کر
بخشش عنایت طفیل رسل کر
اسلم کی خاطر لگی ہے یہ مجلس
دلی جا رہے ہیں جو ہم سے بدل کر
بڑا ملک نامی گرامی ہے آقا
اگر قدم رکھنا تو رکھنا سنبھل کر
نرمی سے رعب و جلالت نہیں رہتا
شروع سے سختی ذرا مستقل کر
گو جانتے ہو بندوبست کچھ بھی
نظام حکومت قبل از قبل کر
نوشیرواں بھی کرے سرنگونی
کچھ اس طرح سے عدالت عدل کر
ہوتا تھا میری مسرت کا باعث
گر مجھ کو دیتے بھی بانگ دہل کر
رہنے بھی دے چند فقروں پہ استاد
نہ طول اتنا اپنا قصیدہ غزل کر

تقریب یکم اپریل سے غیر حاضری کی معذرت

نوٹ: یکم اپریل ۱۹۳۴ء کی تقریب پر حلقہ ادب گجرات نے استاد صاحب کی خدمت میں USA (استاد شعرائے عالم) اور ASS (افسر شعر و شاعری) کے گرانقدر اور موزوں خطابات زیر صدارت جناب چوہدری محمد اسلم صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گجرات پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ٹاؤن ہال گجرات میں ذوق سینکڑوں کی تعداد میں جمع تھے مگر کسی حاسد نے استاد صاحب کو بہکا دیا اور کہا کہ ass تو گدھے کو کہتے ہیں اور استاد صاحب بجائے ٹاؤن ہال گجرات میں تشریف فرما ہونے کے نالہ شاہ جہانگیر کے قریب گجرات سے دو میل کا فاصلہ پر کسی ڈیرہ میں چھپ گئے اور ارباب حلقہ ادب کی طرف سے انتہائی جستجو کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے۔ چنانچہ مجبوراً یکم اپریل کی تقریب ملتوی کرنا پڑی اور یہ دونوں خطابات استاد صاحب کو بعد ازاں حلقہ ادب کے اجلاس میں دیئے گئے۔ یہ نظم استاد صاحب نے یکم اپریل کی اس تقریب سے غیر حاضری کے متعلق بطور معذرت لکھی ہے۔ اس میں اسے بہکانے والے حاسد کے حق میں جو دعائے مستجاب فرمائی ہے اس کے پیش نظر امید نہیں کہ وہ آئندہ کسی ایسی تقریب کے موقع پر استاد کو بہکانے میں کامیاب ہو سکے۔ خصوصاً جب کہ استاد نے یہ وعدہ کیا ہے۔

کبھی ایسا نہ ہوگا نہ آئندہ دوبارہ
چلا اس قدر تیز حریفوں کا آرہ
کہ بھرنا پڑا جس کا ہم کو کفارہ
حلقہ ادب نے مقرر کیا تھا
اپریل میں اک مشاعرہ پیارا
بڑی شان و شوکت سے تیاری ہوئی تھی
دیکھنے کے مقابل تھا اس کا نظارہ

سنا ہے افسر صدر بھی تھے شامل
جمشید اکبر سکندر و دارا
حسد حاسدوں نے کیا اس قدر ہے
مجھے شہر سے کر دیا تھا آوارہ
ادھر جستجو اور تجسس تھی میری
ادھر تک رہا تھا میں دریا کنارہ
حسد کرتے ہیں جو اس حلقہ ادب کا
غرق کر دے تو ان کو پروردگارہ
سدا روئیں سپٹیں وہ درد ہجر میں
چھٹے ان کی آنکھوں سے خونی فوارہ
خدا ان کو ڈھولک یا باجہ بنا دے
پھریں در بدر بجتے مثل چکارہ
دنیا میں ابھریں نہ سر سبز ہو ویں
ہمیشہ ان کی قسمت کا ڈوبے ستارہ
عزیزوں بزرگوں کو تکلیف ہوئی ہے
کبھی ایسا نہ ہو گا آئندہ دوبارہ
میری بد نصیبی ہے استاد ورنہ
میں بنتا تھا بڑھ چڑھ کے دولا دولارہ

تقریظ

از جناب ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی پلیڈر۔ گجرات

طبع استاد کا کلام ہوا
باعث خاص و عام ہوا
حاسدوں کی ہے موت کا پیغام
بدل استاد غیر الام ہوا
تلملاتا ہے آج گوشہ نشین
اس کو حاصل نہ یہ مقام ہوا
کر کے یہ دیوانہ وار استاد کام
آج دنیا میں نیک نام ہوا
کہتے استاد کو جو تھے "ماعز"
دور ان کا خیال خام ہوا
کیوں نہ استاد اس پہ ناز کرے
زندہ جاوید اس کا نام ہوا
طبع خادم ہوئی ہے بانگ دہل
کام استاد کا تمام ہوا

The End------ ختم شد --------